سلسلۂ انجمن ترقیِ اردو

نمبر ۱۴

# دریائے لطافت

من تصنیف

بلبلِ ہندوستان فخرِ اہلِ زبان سید انشاء اللہ خان دہلوی المتخلص انشا

باہتمام و ترتیب انجمن ترقیِ اردو

در النّاظر پریس واقع بلدۂ لکھنؤ طبع گردید

پرنٹر۔ اسحاق علی علوی

طبع اول

قیمت عہ

# فہرست مضامین

صفحہ

محصول ڈاک ہر صورت میں ذمہ خریدار ہوگا

# مطبوعات انجمن ترقی اُردو



**فلسفۂ تعلیم** ہربرٹ اسپنسر انگلستان کا وہ نامور فلسفی تھا جس کے متعلق یورپ و امریکہ کے ارباب علم کا متفقہ فیصلہ یہ تھا کہ ارسطو کے بعد اس پایہ کا دوسرا شخص پیدا نہیں ہوا۔ رموز فطرت کا وہ معلم اول تھا تو اسپنسر معلم ثانی سمجھا جاتا ہے۔ یہ اُسی کی لاجواب کتاب کا نہایت اعلیٰ درجے کا ترجمہ ہے۔ جسکے مطالعہ سے مسئلہ تعلیم پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے اور بڑی حد تک اس منزل میں رہنمائی ہوتی ہے قیمت ۱۲؍

**القمر** میں جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے، چاند کی حقیقت و ماہیت پر علم ہیئت و ریاضی کے رو سے بحث کی گئی ہے۔ جدید معلومات کے لحاظ سے یہ کتاب نہایت قابل قدر ہے۔ قیمت ۱۲؍

**القول الاظہر** ترجمۂ فوز الاصغر (لابن مسکویہ) اس کتاب میں تین اہم مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ پہلا صانعِ عالم کا ثبوت نہایت فلسفیانہ دلائل سے، دوسرا مسئلہ نفس اور اُس کے ادراکات کے بیان میں۔ اور تیسرا اثبات نبوت میں ہے اس میں مسئلہ ارتقا جو ڈارون کی تھیوری کہی جاتی ہے، موجود ہے۔ قابل دید اور نہایت دلچسپ کتاب ہے۔ قیمت ۱۲؍

**رہنمایان ہند** جس میں بتایا گیا ہے کہ ہندوؤں کا اصل مذہب کیا ہے اور اُس میں ہر زمانے میں کیا کیا تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ اس کے بعد سری کرشن جی۔ سدھارتھ۔ گوتم بدھ کی جامع و مقدس سوانحعمری و فلسفہ آموز تعلیمات و دیگر رہنمایان ہند مثل شنکراچارج رامانج۔ رامانند۔ گورکھ ناتھ اور کبیر کے مختصر تذکرات و تلقینات اور رامانند کے سربرآوردہ مرید شعرائے باکمال باواجی سورداس، تلسی داس اور جے دیو کے حالات نہایت خوبی کے ساتھ درج کیے گئے ہیں۔ قیمت عہ

**نپولین اعظم** قیصر ولیم جو یورپ کی موجودہ مصیبتوں کا بانی سمجھا جاتا ہے اسی نامور فاتح اور شہنشاہ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کر رہا ہے جس کی مکمل سوانحعمری دیکھنے سے انسان کے حیرت انگیز کمالات اور قابلیتوں کا ایک طرف اندازہ ملے گا اور دوسری طرف یورپ کے موجودہ مناقشات و جنگ کی بہت کچھ گتھی سلجھ جائے گی۔ قیمت جلد اول عہ جلد دوم ۱۲ جلد سوم ۸ جلد چہارم ۱۲ جلد پنجم ۱۲۔

**امرائے ہنود** اس کتاب میں عہد مغلیہ کے ہندو علما و وزرا۔ اکابر و مشاہیر عہدہ داران و امرا کے مفصل حالات ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے عہد حکومت میں ہندوؤں کے ساتھ کیسی مساوات برتی جاتی تھی۔ قیمت عہ

ملنے کا پتہ:- مہتمم دار الاشاعت انجمن ترقی اُردو۔ کٹرہ سید حسین خاں۔ چوک۔ لکھنؤ



سید انشاء اللہ خاں کے نام سے کون واقف نہیں اُن کی خداداد ذہانت، طبّاعی، شوخی و ظرافت اور جدّت کا ایک زمانہ قائل ہے۔ اُن کی خاندانی شرافت اور خاندانی اخلاق و آداب دلّی اور لکھنؤ کے شرفا سب مانتے تھے۔ ان کے بزرگ دلی میں آکر بس گئے اور وہیں کے ہوگئے اور رفتہ رفتہ شاہی دربار میں رسائی ہوئی اور سلسلۂ امرا میں داخل ہوے۔ سید انشاء اللہ خاں بھی شاہ عالم بادشاہ کے درباریوں میں تھے، لیکن شاہ عالم کی بادشاہت نام کی رہ گئی تھی۔ اگرچہ بادشاہ نیکدل تھے، اور اپنے خانہ زادوں اور خاندانی متوسلین کی ہر طرح خاطر کرتے تھے لیکن وہ خود مجبور تھے۔ کمپنی بہادر کے پنشن خوار اور نام کے بادشاہ، وہ قدردانیاں اور قدرافزائیاں کہاں کر سکتے تھے، جن کی وجہ سے اُن کے بزرگوں کے نام اب تک دنیا میں روشن ہیں دلی اب وہ دلی نہ رہی تھی۔ ظاہری آداب باقی رہ گئے تھے مگر سلطنت کی جڑ کبھی کی کھوکھلی ہو چکی تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی دولت و ثروت اور علم و فضل بھی رخصت ہو رہے تھے وہ اہل کمال جن کا دارومدار بادشاہوں کی قدردانی پر ہے، اُن کا ٹھکانا اب یہاں نہ رہا تھا۔ دلی کے زوال پر سلطنت کا ٹھاٹھ لکھنؤ میں جما۔ آصف الدولہ کی سخاوت اور فیاضی نے حاتم کے نام کو بھلا دیا تھا، اہل کمال جو قدردانی کے بھوکے تھے ایک ایک کرکے وہاں پہونچے۔ یہاں تک کہ میر تقی جیسے شخص نے بھی، جن کی غیرت اور استغنا کی قسم کھانی چاہیے، اپنے وطن عزیز کو خیرباد کہی۔ غرض سید انشاء اللہ کو بھی یہی کشش لکھنؤ لے گئی۔ تھوڑے ہی عرصے بعد دربار تک رسائی ہوئی۔ اور وہاں پہنچتے ہی اپنی

واسوخت ترکی وغیرہ بھی شامل ہیں) (۴) دیوان فارسی ۔ (۵) مثنوی شیر برنج فارسی (۶) مثنوی بے نقط (لوح سرخی بھی بے نقط وموزوں) (۷) مثنوی شکار نامہ (۸) مثنویات در ہجو زنبور، کھٹمل، پشہ، مگس (۹) مثنوی شکایت زمانہ (۱۰) مثنوی فیل ۔ (۱۱) مثنوی در ہجو گیان چند ساہوکار (۱۲) اشعار متفرقہ و رباعیات و قطعات و تاریخ ہائے متفرقہ ۔ (۱۳) چیستانیں اور پہیلیاں مخمس وغیرہ ۔ (۱۴) دیوان اردو بے نقط مع رباعیات و نثر بے نقط ۔ (۱۵) شرح مائۃ عامل نظم فارسی ۔ (۱۶) مثنوی مرغ نامہ ۔

اس کے علاوہ ایک داستان اردو نثر کی لکھی ہے جس میں یہ اہتمام کیا ہے کہ کوئی لفظ عربی فارسی کا نہ آنے پائے ۔ اور باوجود اس کے کلام اردو کے پایہ سے گرنے نہیں پایا ۔ یہ درحقیقت بڑے کمال کی بات ہے ۔ آج اگر کوئی چاہے ایک صفحہ بھی اس رعایت کے ساتھ لکھ لے تو ممکن نہیں ۔

لیکن سید انشا کی سب سے بڑی یادگار اور قابل قدر تصنیف **دریائے لطافت** ہے ۔ اس میں اردو صرف ونحو، منطق، عروض قافیہ، معانی و بیان وغیرہ کا ذکر ہے ۔ پہلا حصہ یعنی اردو صرف ونحو تو سید انشا اللہ کی تصنیف ہے اور دوسرا حصہ یعنی منطق، عروض و قافیہ و معانی و بیان **مرزا محمد حسن قتیل** کا تالیف کیا ہوا ہے ۔ کتاب کی جان پہلا ہی حصہ ہے ۔ اگرچہ اس سے قبل بعض اہل یورپ نے متعدد کتابیں اردو قواعد پر لکھی تھیں[۱] لیکن یہ پہلی کتاب ہے جو ایک ہندی اہل زبان نے اردو صرف ونحو پر لکھی ہے اور حق یہ ہے کہ عجیب جامع اور بے مثل کتاب ہے ۔ اردو زبان کے قواعد، محاورات اور روزمرہ کے متعلق اس سے پہلے کوئی ایسی مستند اور محققانہ کتاب نہیں لکھی گئی تھی اور عجیب بات یہ ہے کہ اس کے بعد بھی کوئی کتاب اس پایہ کی نہیں لکھی گئی ۔ جو لوگ اردو زبان کا محققانہ مطالعہ کرنا چاہتے ہیں یا اس کی صرف و نحو یا لغت پر کوئی محققانہ تالیف کرنا چاہتے ہیں ان کے لیے اس کا مطالعہ ضروری ہے ۔

[۱] ملاحظہ ہو مقدمہ قواعد اردو جس میں اس کے متعلق تفصیل سے بحث کی گئی ہے ۔

لطیفہ گوئی طباعی اور شاعری کی بدولت وہ عروج ہوا کہ نواب سعادت علی خاں کے
بال ہو گئے۔ نواب سعادت علی خاں اگرچہ بہت بیدار مغز اور منتظم شخص تھے۔ مگر آخر فرصت
کے وقت انھیں بھی دل لگی اور تفنن طبع کے لیے کچھ ہونا چاہیے تھا۔ اس کے لیے سید
انشا اللہ سے بڑھ کر اور کون مل سکتا تھا۔ انھوں نے نواب کو ایسا رجھایا کہ ان کے
بغیر ایک دم چین نہ آتا تھا۔ امرا کی مصاحبت آدمی کو کہیں کا نہیں رکھتی اور باوجود غیر معمولی
قابلیت اور ذہانت کے سید صاحب کا بھی یہی حشر ہوا۔

مولوی محمد حسین آزاد نے اپنی کتاب آب حیات میں میاں بیتاب کا ایک قول نقل
کیا ہے کہ "سید انشا کے فضل و کمال کو شاعری نے کھویا اور شاعری کو سعادت علیخاں
کی مصاحبت نے ڈبویا" اس قول کے پہلے حصہ سے تو مجھے بالکل اتفاق نہیں۔ البتہ دوسرا
حصہ بالکل صحیح ہے۔ شاعری خود ایک بڑا کمال ہے اور یہ وہ کمال ہے کہ اگر کسی شخص
میں صحیح طور سے موجود ہو تو اس کے سامنے دوسرے کسب کمال ہیچ ہیں۔ البتہ رونا
اس بات کا ہے کہ سید انشا کی طبعی ظرافت اور شوخی کو درباری مصاحبت و مذاق نے غارت
کیا اور اس نے ان کی شاعری کو بھی بگاڑے بغیر نہ چھوڑا۔ شوخی و ظرافت بڑی پرلطف
چیز ہے اور کلام کا پایہ اس سے بعض اوقات بہت بلند ہو جاتا ہے اور دلوں کے شگفتہ
کرنے اور بعض خیالات کے ادا کرنے میں یہ ایک سحر کا کام کرتی ہے۔ بشرطیکہ ایک حد تک
اور متانت سے ہو اور کوئی لطافت بھی پائی جاتی ہو (جیسے مرزا غالب کے کلام میں)
لیکن افسوس ہے کہ سید انشاء اللہ کے کلام میں بعض اوقات یہ شوخی و ظرافت تمسخر اور پھکڑ کی
درجہ تک اور چھچھورپن سے فحش اور شہدپن تک پہنچ گئی ہے جو کانوں کو ناگوار اور ذوق سلیم پہ
بہت گراں گزرتا ہے۔

سید انشا کا کلام: ان کا کلیات جو طبع ہو گیا ہے اس میں حسب ذیل کلام شامل ہے:-
(۱) اردو کا دیوان (۲) دیوان ریختی (۳) قصائد (جس میں ایک قصیدہ منقبت بے نقط

وہ سید انشا کی وسعت نظر اور اصابت رائے کی داد دیں گے۔ فرق یہ ہے کہ سید انشا
اردو کو ایک جدا زبان خیال کرتے ہیں اور غیر زبان کے جن الفاظ نے منجھ منجھا کر یا گھس
پس کر یا اختلاف لہجہ یا دوسرے اسباب سے ایک خاص صورت اختیار کر لی ہے
وہ اب اردو کے لفظ ہو گئے ہیں، انھیں اصل زبان سے کچھ تعلق نہیں رہا۔ اور جو
کچھ صورت ان کی پیدا ہو گئی ہے اور جس طرح وہ زبان زد خاص و عام ہو گئے ہیں،
وہی ان کی صحیح صورت ہے، اصل زبان سے خواہ وہ کیسی ہی متباین اور مختلف کیوں
نہ ہوں۔ مگر جو حضرات ابھی تک ان عربی فارسی الفاظ کو جو اردو میں مستعمل ہیں اصلی
صورت میں لکھنا اور بولنا صحیح اور فصیح سمجھتے ہیں اور اس کے خلاف غلط اور غیر فصیح
تو گویا وہ ابھی اردو زبان کو زبان ہی نہیں سمجھتے۔ اسی اصول کو اگر مد نظر رکھا جائے
اور ہر اردو لفظ اس کی اصلی صورت میں (یعنی جس زبان سے وہ آیا ہے) لکھنا اور بولنا
شروع کریں تو اردو زبان کوئی زبان ہی نہ رہے گی۔ اور موجودہ تحریر و تقریر کے سارے
الفاظ باستثنائے چند کے غلط ٹھہریں گے۔ کیونکہ اس میں جس قدر الفاظ ہیں وہ یا تو
سنسکرت اور ہندی زبانوں کے ہیں یا عربی فارسی ترکی یا بعض یورپی السنہ کے۔ اردو
زبان مستقل زبان اسی وقت ہوگی جب وہ ان زبانوں کے لفظ لے کر انھیں اپنا کر لے
اور جہاں وہ اپنے ہوئے ان کی شکل و صورت، وضع قطع، رنگ ڈھنگ میں ضرور
فرق آئے گا۔ مگر ہم میں سے بعض نازک دماغ دقیق نظر حضرات کو ان غیر ملکیوں
کی یہ بے تکلفی ہرگز نہیں بھاتی وہ انھیں اپنا بنانا نہیں چاہتے بلکہ انھیں دھکیل دھکیل کر
اپنے حدود سے باہر نکالنا چاہتے ہیں۔ اگر سید انشا کے اصول پر عمل رہا ہوتا تو اب تک
اردو میں بہت کچھ وسعت، لطف اور شیرینی پیدا ہو جاتی۔

اس کتاب کے پہلے ہی باب میں سب سے اول انھوں نے اردو کے حروف ابجد
سے بحث کی ہے۔ اور ان کی تعداد کے تعین میں بڑی بڑی جدت طرازیاں کی ہیں۔ سید انشا

نہیں بلکہ ناگزیر ہے

سید انشا پہلے شخص ہیں کہ جنھوں نے عربی فارسی زبان کا تتبع چھوڑ کر اُردو زبان کی ہیئت و حیثیت پر غور کیا اور اُس کے قواعد وضع کیے اور جہاں کہیں تتبع کیا بھی ہے تو وہاں بھی زبان کی حیثیت کو نہیں بھولے - علاوہ اس کے الفاظ و محاورات کی تحقیق، بیگمات کی زبان اور اُن کے محاورات، مختلف الفاظ کے تلفظ، مختلف فرقوں کے میل جول سے زبان پر جو اثر پڑا، ان سب کو بڑے لطف سے ادا کیا ہے اور بعض بعض نکات ایسے بیان کیے ہیں جن کی قدر وہی کر سکتے ہیں جنھیں زبان کا ذوق ہے - صرف و نحو کے قواعد بھی بڑی سلاست اور جامعیت سے بیان کیے گئے ہیں اور حیرت ہوتی ہے کہ اس بارے میں جن جن باتوں کا اُنھوں نے خیال کیا ہے متاخرین کو بھی وہ نہیں سوجھیں - حالانکہ ایسا عمدہ نمونہ موجود تھا - اس سے سید انشا اللہ خاں کے دماغ اور ذوق زبان کا صحیح اندازہ ہوتا ہے - الفاظ کی فصاحت و غیر فصاحت و صحت و غیر صحت کے متعلق کتنی سچی رائے دی ہے - وہ کہتے ہیں کہ "ہر لفظ جو اُردو میں مشہور ہو گیا، عربی ہو یا فارسی، ترکی ہو یا سُریانی، پنجابی ہو یا پوربی، از روے اصل غلط ہو یا صحیح وہ لفظ اُردو کا لفظ ہے" اگر اصل کے موافق مستعمل ہے تو بھی صحیح ہے - اور اگر خلاف اصل مستعمل ہے تو بھی صحیح ہے - اُس کی صحت و غلطی اُردو کے استعمال پر موقوف ہے - کیونکہ جو کچھ خلافِ اُردو ہے غلط ہے، گو اصل میں وہ صحیح ہو اور جو کچھ موافق اُردو وہ ہی صحیح ہے - گو اصل میں صحت نہ رکھتا ہو" اس اصول کو قائم کرنے کے بعد وہ بہت سے عربی الفاظ کو جو اُردو میں کچھ کے کچھ ہو گئے ہیں صحیح بتاتے ہیں مثلاً سید انشا کی رائے میں برقا صحیح اُردو کا لفظ ہے، گو وہ خلاف اصل ہے - یا وہ غدر کو بفتحہ د اُردو کا صحیح لفظ خیال کرتے ہیں اگرچہ اصل میں بسکون دال ہے - یہ سن کر بعض اصحاب جنھیں صحتِ لغت کا اسی قدر خیال رہتا ہے جیسے ایک مومن متقی کو ادائے ارکانِ صلوٰۃ کا - اور خصوصاً ثقات لکھنؤ بہت جز بز ہوں گے - لیکن جو لوگ اصولِ لسان سے واقف ہیں

تیسرے باب میں بعض فصحا وغیرہ کا ذکر ہے۔ اور بعض ایسے الفاظ کا بیان کیا
گیا ہے جو اُردو نہیں یا متروک ہیں اور میر تقی یا مرزا سودا نے اُن کا استعمال کیا ہے۔
اسی باب میں نواب عماد الملک، بھاڑا مل، مرزا صدرالدین صفاہانی اور مُلّا
عبدالفرقان کی دلچسپ تقریریں ہیں۔ خاص کر بی نورن اور میر غفر غینی کی تقریریں
نہایت پُرلطف ہیں۔ بی نورن اور میر غفر غینی کی تقریریں ایسی پاک صاف شستہ ہیں
کہ آج کل کی بول چال بھی اس سے زیادہ فصیح نہیں ہو سکتی۔ اس سے سید انشا
کی زباں دانی اور فصاحتِ کلام کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ باوجود اس قدر زمانہ گزرنے
کے اور زبان کے منجھنے اور ترقی پانے کے جو کچھ وہ لکھ گئے ہیں اس میں حرف گیری
کا موقع نہیں۔ بلکہ ویسی فصیح اور پاک صاف اُردو اب بھی ہر شخص نہیں لکھ سکتا۔ اور
اس میں شعرائے عصر کے کلام وحال پر جو تنقید کی ہے وہ بہت ہی ظریفانہ ہے۔ یہاں تک کہ اپنے
آپ کو بھی نہیں چھوڑا۔

اسی باب کے آخر میں دہلی و لکھنؤ کی فصاحت و فوقیت کا پُرلطف موازنہ ہے۔ اور
دونوں طرف کے دلائل کو بیان کیا ہے۔ اس میں یہ بات دیکھنے کی ہے کہ چونکہ سید انشا
نواب سعادت علی خاں کے ملازم اور مصاحب تھے اس لیے اس طرح پہلو بچا کے
اس بحث کو نبھایا ہے

باب چہارم میں مصطلحاتِ دہلی اور باب پنجم میں گفتگو و مصطلحاتِ زنانِ دہلی کا ذکر
ہے۔ یہ دونوں باب محققینِ زبان و مولفینِ لغت کے لیے نہایت مفید اور کارآمد ہیں۔

اس کے بعد اُردو صرف و نحو ہے۔ نہ صرف اُردو صرف و نحو کی یہ پہلی کتاب ہے
بلکہ اس لحاظ سے بھی اسے تقدّم اور فضیلت ہے کہ یہ اول کتاب ہے جس میں اُردو کی صرف
ونحو بلحاظ زبان بیان کی گئی ہے اور عربی فارسی کی اندھوں کی طرح تقلید نہیں کی گئی۔ اگر
مابعد کے مولفین اس اصول کو پیش نظر رکھتے تو اس وقت تک اُردو صرف ونحو مکمل ہو جاتی۔

کے بعد سے اُردو صرف ونحو اور لغت وغیرہ پر بیسیوں ہی کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن جب
جس پہلو سے اُنھوں نے ان حروف تہجی کو دیکھا ہے اور اُن کے اقسام قائم کیے ہیں بہت
کم لوگوں کی نظر وہاں تک پہنچی ہے۔ حالانکہ دیکھنے میں یہ ایک معمولی سی بات معلوم
ہوتی ہے۔ علاوہ معمولی تقسیم حروف کے جو ہر معمولی کتاب میں پائی جاتی ہے مثلاً عربی کے
اتنے فارسی کے اتنے اور ہندی کے اتنے۔ سید صاحب ایک قدم اور آگے بڑھے ہیں۔
اس تقسیم کے بعد انھوں نے اُن حروف کو لیا ہے جو کسی خاص حرف سے مل کر ایک آواز
پیدا کرتے ہیں مثلاً سترہ حروف ایسے ہیں جو ہ کے ساتھ مل کر ایک آواز دیتے ہیں۔ جیسے
بھاگن، پھنسا وغیرہ وغیرہ۔ ہمارے ہاں اب کہیں اُردو قاعدوں میں یہ حروف بڑھائے
گئے ہیں حالانکہ سید انشا مدتوں پہلے لکھ چکے ہیں۔

یا سترہ حروف ایسے ہیں جو نون کے ساتھ مل کر ایک آواز پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً
پنڈول، رنگیلا، ہنسنا وغیرہ۔ اُردو قاعدوں میں اب تک ان حروف کا ذکر نہیں۔

اسی طرح بعض حروف ایسے ہیں جو ی کے ساتھ مل کر ایک ہو جاتے ہیں۔ مثلاً
کیا (حرفِ استفہام) دھیان۔ پیارا وغیرہ۔ غرض اسی طرح سید انشا نے اُردو حروف
تہجی کی کل تعداد پچاسی بتائی ہے۔

دوسرے باب میں دہلی کے محلوں کی تمیز کے متعلق بڑی دلچسپ بحث کی ہے۔ اور
یہ تفصیل بتایا ہے کہ کس کس محلے کی زبان فصیح ہے اور کہاں کہاں کی غیر فصیح۔ مغلوں
(اہل مغل پورہ) سادات بارہہ۔ پنجابیوں، پوربیوں کی زبان کیسی ہے اور اُن کی وجہ
سے الفاظ کے تلفظ اور لہجہ اور زبان میں کیا فرق پیدا ہوا ہے۔ اور یہ سب امور تفصیل
اور مثالوں کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔ اور ایسے لطف کے ساتھ کہ جی خوش ہو جائے۔
اس میں سید انشا اور حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں رح کا مشہور مکالمہ ہے۔ ہیں تو گنتی کے
دو تین ہی جملے مگر آنکھوں کے سامنے تصویر کھنچ جاتی ہے۔

جو بوجہ سخت اور کرخت ہونے کے ہماری زبان پر نہیں چڑھتے اُن کا ترک کرنا اولیٰ اور اُن کی بجائے ہندی یا فارسی اصطلاحات کا استعمال کرنا مناسب ہے۔

مرزا قتیل نے بھی اس حصہ میں سید انشاء اللہ کی پیروی کی ہے اور مزاح و تمسخر میں کوئی کمی نہیں کی۔ مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوا ہنس کی چال چل رہا ہے۔ مرزا صاحب کا مزاح اکثر بے نمک ہے۔ انھوں نے عروض میں بجائے مروجہ الفاظِ اوزان کے نئے الفاظ تراشے ہیں۔ مثلاً بجائے مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن کے بی جان پری خانم بی جان پری خانم اور بجائے فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن کے چیت لگن پری خانم چیت لگن پری خانم وغیرہ فرماتے ہیں۔ میں نے منطق اور عروض و قوافی کا بیان کتاب سے ترک کر دیا ہے کہ وہ کچھ مفید نہ تھا۔ البتہ بیان و معانی کا بیان بطور نمونہ کے رہنے دیا ہے وہ کسی قدر ٹھیک ہے۔

اس کتاب کے طبع میں بڑی دقت تھی۔ اول تو یہ کہ جا بجا فحش کلمات بے تکلف استعمال کیے گئے ہیں اس لیے اُن کے خارج کرنے میں بڑی دشواری پیش آئی کیونکہ بعض اوقات مطلب خبط ہو جاتا تھا۔ دوسرے سید انشا کی طبیعت میں اُپج تو تھی ہی، انھوں نے حروف کے نام بھی نئے ایجاد کیے ہیں۔ غالباً اس میں انھوں نے اپنے ولی نعمت نواب سعادت علی خاں کے اوصاف کی رعایت رکھی ہے۔ مثلاً الف کو اقبال، ب کو بخشش، پ کو پاکی طینت، ت کو ترحم، خ کو خدا ترسی، ژ کو ژرف نگاہی، ک کو کم دماغی، ہ کو ہمتِ بلند لکھا ہے۔ اور اسی طرح دوسرے تمام حروف کو الگ الگ نام دیے ہیں۔ اس سے پڑھنے والے کو بڑی الجھن ہوتی ہے۔ مثلاً کھن ایک چھوٹا سا لفظ ہے۔ اس کا تلفظ وہ اس طرح سے بتاتے ہیں "با کم دماغی مفتوح با ہمت بلند کی گشتہ و نفاست ساکن بمعنی گا ہے"۔ اور چونکہ کتاب میں مختلف تقریریں اور مختلف بولیاں درج ہیں وہ ایک ایک لفظ کا تلفظ اس طریقہ

اس میں مطلق شبہہ نہیں کہ سید انشاء اللہ خاں کا اُردو زبان پر بہت بڑا احسان ہی
اور خصوصاً یہ کتاب انھوں نے ایسی لکھی ہی کہ جب تک اُردو زبان زندہ ہی اس کے مطالعہ
اور اس سے استفادہ اور سند لینے کی ضرورت باقی رہے گی۔

اس کتاب کا دوسرا حصہ منطق و عروض و قوافی اور معانی و بیان میں ہی۔ یہ حصّہ
مرزا قتیل کا ہی اور زیادہ قابل لحاظ نہیں۔ بلحاظ فن کے بھی زیادہ مستند خیال نہیں
کیا جاتا۔ البتہ منطق و عروض میں ایک بدّت انھوں نے ضرور کی ہی۔ یعنی اصطلاحات
فن کا ترجمہ اُردو میں ہی۔ مثلاً

| | | | |
|---|---|---|---|
| تصور | دھیان | بدیہی | پرگھٹ |
| تصدیق | جوں کا توں | نظری | گپت |
| موضوع | بول | حس | اُبھا سُوت |
| محمول | بھرپور | دَور | ہیر پھیر |
| رابطہ | جوڑ | مطابقت | ٹھیک ٹھیک |
| نسبت | ملاپ | التزامی | اوپری لگاؤ |
| قضیہ | بات | ثلاث | ٹکڑا |
| | | مربّع | چوکڑا وغیرہ |

یہ امر قابل غور ہے کہ اصطلاحات علمی اس طور پر تراشی جائیں یا ترجمہ کی جائیں تو
اس سے علوم کے ترجمہ کرنے یا عام طور پر علوم کے مقبول کرنے میں کہاں تک آسانی ہوتی
ہی۔ ایک بحث طلب مسئلہ ہی مگر اس میں شک نہیں کہ ہمیں اصطلاحات کو وضع کرتے وقت جہاں تک
ممکن ہو (بشرطیکہ رکاکت پیدا نہ ہو) ہندی سے ضرور مدد لینی چاہیے مثلاً اگر نصفیۃ الاجنحہ
کی بجاے اَدھ پرا یا آدھ پنکھ، یا عدیمۃ الاجنحہ کی بجاے بے پرا یا بے پنکھ، یا عدیمۃ الذنب
کی جگہ بے دُما وغیرہ کہا جائے تو کیا ہرج ہی بلکہ اس سے سراسر فائدہ ہی۔ بعض الفاظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در ہر مملکت قاعدہ این است کہ صاحب کمالان و خوش بیانان آنجا در شہرے کہ قرارگاہ
ارکان دولت پادشاہی باشد جمع شوند و از کثرت ورودِ آدم ہر دیار برائے تحصیل قوت
وران باشندگانش در تحریر و تقریر بہ از ساکنان بلادِ دیگر آن ولایت باشند مانند صفاہان
در ایران کہ مدتہا دار السلطنت سلاطین صفویّہ بود و زبان و بیان سکنہ آنرا بہ از زبان
مردم جاہائے دیگر در ایران میگرفتند و میگیرند یا استنبول کہ محل جلوس سلطان روم
است۔ چون بیشتر جائے عیش سلاطین تیموریہ دار الخلافہ شاہ جہان آباد بودہ است
وفصیحان و بلیغان و علمائے عالی قدر فریقین و دیگر ارباب فنون لطیفہ و اصحاب علوم
شریفہ درآن شہر دلنواز آرام گاہے برائے خود ساختہ بودند ہر چند کہ لاہور و ملتان
و اکبر آباد و الٰہ آباد ہم مسکن پادشاہان صاحبِ قدرت و شوکت بودہ و عمارات بلند
سر بفلک رسانیدہ درین شہرہا موجود است لیکن برابر نمیتوان گفت۔ زیرا کہ درین جا
سلاطین عالی مقام زیادہ از جاہائے دیگر تشریف داشتہ اند۔ خوش بیانان آنجا

سے ہمارے زمانہ کے پڑھنے والوں کو دقت پریشانی ہوتی ہے۔ اس لیے میں نے اس طریقہ کو بھی ترک کر دیا ہے اور مروجہ اور معمولی طریقہ کو اختیار کیا ہے تاکہ ناظرین کو سہولت ہو۔

اس کتاب کی تصنیف میں چونکہ سید انشا اور مرزا قتیل دونوں شریک تھے اس لیے نام بھی دونوں نے دو دو تجویز کیے ہیں۔ سید انشا نے اپنے آقاے ولی نعمت نواب ناظم الملک سعادت علی خاں بہادر کے نام کی رعایت سے ارشاد ناظمی اور بحر سعادت تجویز کیے اور مرزا قتیل نے دریاے لطافت اور حقیقت اردو۔ مگر ان میں دریاے لطافت ہی مقبول ہوا اور وہی آج تک مشہور ہے۔ یہ کتاب سنہ ۱۲۲۲ ہجری مطابق سنہ ۱۸۰۷ء میں تصنیف ہوئی۔ اس کے چھیالیس برس بعد مولوی مسیح الدین خاں بہادر کاکوروی نے اپنے مطبع آفتاب عالمتاب مرشد آباد میں بہ تصحیح و اہتمام مولوی احمد علی گوپاموی طبع کرایا۔ مولوی مسیح الدین خاں مرحوم میر منشی گورنر جنرل و سفیر شاہِ اودھ تھے اور بعد ازاں واجد علی شاہ مرحوم کی والدہ کے ساتھ انگلستان تشریف لیگئے وہاں سے واپس آنے کے بعد انھوں نے مرشد آباد میں ایک فارسی ٹائپ کا مطبع قائم کیا اور اُس میں اچھی اچھی کتابیں طبع کرائیں۔ مولوی صاحب کی خوش مذاقی کے بدولت یہ کتاب دست بُردِ زمانہ سے بچ گئی۔ مگر اب یہ نسخہ بھی کمیاب ہے۔ اسی نسخہ سے انجمن نے اس کتاب کو ترتیب دیا ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب اہل مُلک کے لیے مفید ثابت ہوگی

عبدالحق
آنریری سکرٹری انجمن ترقی اُردو

اورنگ آباد دکن
۲۸ مئی سنہ ۱۹۱۶ء

سبزی فروش و نَش. این ہر دو لفظ آشنائے گوش اہل اُردو نیست سوائے کسانیکه
سفر پورب ہم کردہ اند. و لفظ شاہجہان آبادیان بایں معنی کُنجڑا و کُنجڑن باشد. طرفه اینکه
اگر بعضی اُردو دانان پورب بشتاب از لفظ کبڑیا و کبڑتی دارند بازہم یاء معروف بعد
نون افزودہ کنجڑن را کنجڑنی گویند. دیگر درخت بڑ بباء مفتوح و راء ہندی در شاہجہان آباد
مشہور است (برگد) بباء مفتوح و راء ساکن و کاف مفتوح و دال ساکن استعمال نمایند
دیگر مدار بجائے درخت آک. دیگر (لو) که ہندی بجائے گیه مستعمل است در مقام
استعمال آن باوّل کلام معنی اصلی مقصود نیست بلکه برائے حسن کلام آید (لے) که ترجمه
بگیر است بر زبان دارند. مثلاً در شاہجہان آباد جائیکه (لو یار چلو چاندنی چوک تک ہو دیں)
گویند در پورب (لے یار چلو ذرا چاندنی چوک کی سیر کریں) محاورۂ بعضی فصیحان باشد. دیگر
(دھنی) بجائے کڑی یعنی چوب سقف. دیگر زکل بجائے زحل. دیگر دہنا بمعنے
دستِ راست بجائے دانیان یا داہنا. دیگر بوری بجائے رسولی. دیگر دادھیال
و ناتھیال بزیادت الف. و ہم چنین چند لفظ دیگر بر زبانِ این صاحبان جاریست
که شاہجہان آبادیان نشنیدہ اند. و از ساکنان بلاد دیگر ہر چند بعضی بسیار کردہ روزمرہ
خود را در صحبت اہل دہلی رسانیدہ اند لیکن از لہجه مجبوراند ہمین که حرف میزنند شناخته
می شوند. و ہم باید دانست که آدمِ شاہجہان آباد در وقت تکلم یک دو لفظ پورب بزبان
اُردو پوربی ہر قدر که سخن بگوید ہمه روزمرۂ اُردو باشد و الفاظ ملک خود دران داخل
نکند از لہجه ہر دو معلوم می توان کرد که این شاہجہان آبادی است و این پوربی. بالجمله
زبانِ اُردو مشتمل است بر چند زبان یعنی عربی و فارسی و ترکی و پنجابی و پوربی و برجی و
غیر آن. مثال مدلل

واللہ باللہ تمام شب باجی جان یہی کہتی تھیں کہ مجھے چھوٹے بھائی پر بہت تپہا آتا ہے
کہ ناحق ناحق تنگاجی ساتھ لیکر بایندہ بیگ کبھے کے گھر دوڑ دوڑ کے جاتا ہے ایسا نہو

متفق شده زبان‌های متعدد و الفاظ دلچسپ جدا نموده و در بعضی عبارات و الفاظ
تصرف بکار برده زبانی تازه سوای زبانهای دیگر بهم رسانیدند و به اُردو موسوم ساختند
ظاهر است که از روزی که شاه جهان پادشاه غازی این قطعه را آباد ساخته موسوم به
شاهجهان آباد کرد از آن روز تا امروز مسکن پادشاه هند است ۔ در زمانهٔ سابق آدم
هر شهر در آن شهر وارد می‌شد و کسب آدمیت میکرد و باشندهٔ آنجا بشهر دیگر نمیرفت ۔ و اگر
بحسب ضرورت جای دیگر میرفت بزرگ زاده‌های سلیقه‌مند آن بلده بزیارتش می‌آمدند و در
صحبت او قواعد نشست و برخاست و حرف زدن و دیگر آداب مجلس یاد میگرفتند ۔ و از
چند سال که خرابی آن شهر رو نمود ساکنانش جا بجا منقسم شدند و هر جا که سودی را با خود
دوچار دیدند قرار گرفتند و از فیض همنشینی شان اهل دو سلیقه در روش و پوشش و فصاحت
بیان و شیرینی زبان کامل نموده بشنیدگان را در غلط انداختند ۔ لیکن هنوز از اصل تا
نقل فرق بسیار است ۔ کسانیکه پدر و مادرشان از شاهجهان آباد بشهر دیگر رسیده اند
و صاحب اولاد همانجا شده اند روزمرهٔ آنها چند روزمرهٔ دارالخلافه است ۔ اگر بعضی
صاحبان از کثرت صحبت ساکنان آن شهر هیچ لفظ مخالف اُردو نیز استعمال نکنند ۔
و تفصیل این اجمال بدین نمط است که از خصوصیات اهل پورب یکی این است که بجای
شاهجهان آباد در زبان هندی (کل هم تمهارے بیان گئے تھے) لفظ کے
با کاف تازی یا دو چول بعد کافے زیاده آرند مثل (کل ہم تمہارے کے یہاں گئے تھے)
گویند و نیز لفظ میرے، تیرے، ہمارے، اُسکے، اِسکے نیز ۔ و بعضی فصیحان هیان
را هیاں بر وزن جہان و هیان بر وزن تان به لفظ در آرند و هار را در یا غائب
کنند ۔ دیگر نون و کیل یا در تانیث مانند حلال خورنی بمعنی زن حلال خور که در
شاهجهان آباد حلال خوری گویند ۔ لفظ حلال خور اگرچه در اصل غلط است لیکن چون
در هند حسن اشتهار پذیرفته حالا بزبان اُردو همین صحیح است ۔ دیگر کیرٹا و کیرٹی بمعنی

وسکون راء ہندی و فتحہ کاف با ہمزہ یکے شدہ و یاء معروف باشد و در شاہ جہان آباد این
سہ قسم رواج دارد۔ در مدرسہ از زبان طالب علمان لڑکائی و از زبان اہل مغلپورہ
لڑکاپن مسموع است و بر زبان فصیحان لڑکپن جاریست۔

موجز اینکہ چون زبان اُردو عطر زبانہاے دیگر است حروفیکہ درین زبان بتلفظ در می آید
ہشتاد و پنج حروف است نزد فصیحان اہلِ تحقیق۔ و نزدِ عوام و تحقیق ناآشنایان نود و
پنج حرف است چہار مشکوک و آن دال و خا با نون یکے شدہ و سین با یا یکے گشتہ
و جیم فارسی متحد با ہا و نون۔ و شش حرف دیگر کہ محل بحث است و آن زاء و شین متحد
با نون۔ و باء فارسی و الف متحد با واو۔ و کاف با واو و نون یکے شدہ و میم با یاء و نون
متحد۔ بخلاف عربی کہ زیادہ از بست و ہشت حرف ندارد از الف تا یا۔ و بخلاف
فارسی کہ بست و چہار حرف دارد۔ تفصیلش اینکہ ہرگاہ از بست و ہشت حرف تہجی این
ہشت حرف را کہ در فارسی نمی آید یعنی۔ ث۔ ح۔ ص۔ ض۔ ط۔ ظ۔ ع۔ ق۔ جدا
کردیم بست باقی ماند۔ چہار حرف دیگر کہ در عربی نمی آید بران افزودیم بست و چہار شد۔
یعنی باء فارسی و جیم فارسی و زاء فارسی و گاف ہمچنین بخلاف ترکی کہ بست و سہ حرف
دران یافتہ می شود یعنی از ہمان بست ۲۴ و چہار حرف فارسی ذ۔ ژ۔ را یکطرف گذاشتیم
و قاف بر باقی مزید کردیم۔

بالجملہ تفصیل حروف اُردو برین نمط است کہ بست و ہشت حرف عربی و چہار حرف مخصوص
بفارسی و سہ دیگر کہ تاء ہندی و دال ہندی و راء ہندی باشد با ہم سی و پنج شد و ہفدہ
حرف دیگر است کہ ہر یکے از آن با نون جمع شدہ یکحرف شمار کردہ اند و بتکلف یکے بر ہفدہ
ہم زیادہ می توان کرد و آن حروف۔ الف۔ با۔ و باء فارسی۔ و تا۔ تاء ہندی
جیم۔ جیم فارسی۔ خا۔ و دال ہر دو مشکوک۔ دال ہندی۔ را۔ سین۔ ک۔ و گاف
و لام۔ میم۔ نون۔ ہا۔ بود۔ و حرف دیگر باشد کہ با ہا گفتہ شود و حروف مذکورہ

کہ اُس جھلے کی دوستی مین اپنا سر کٹواے۔ مین نے کہا آپ کاہے کو کڑھتی
ہین اُس لڑکے کا اللہ بیلی ہے، یاپید و بیگ کیا ہے۔

و در مثل بگلا مارے پنکھ ہاتھ۔ مخفی نماند کہ واللہ یا للہ ہر دو عربی است و تمام شب فارسی
و باجی بمعنی خواہر ترکی و کھیسا بمعنی جیب پنجابی لیکن سوائے آدمی استعمال آن در اُردو بہ
ہیچ چیز روا نبود و ہمچنین جھلا بمعنے کم عقل و دراز زبانے کہ حرکات و افعال خود رانیکو داند
و در اصل دلالت کند بر حماقت او لیکن از بدی طینت پاک باشد۔ و بیلی بمعنی نگہبان
نیز پنجابی است۔ و تنگا با فتحہ و تشدید گاف بمعنی شوہر دایہ ترکی باشد کہ اصلش اتکہ با لف
و تا و گاف ہر سہ مفتوح و ہاء ساکن از کثرت استعمال و عدم معرفت زنان ہند بزبان
ترکی تنگا شد۔ و کاہیکو بمعنی چرا کاہے در اصل زبان برج است۔ کاہے رے بھیا،
یعنی چرا اے برادر۔ لفظ کو با کاف و واو معروف چون ملحق بآن کردند روز مرۂ
اُردو شد۔ و درین مقام کس واسطے و کس لیے و کیون ہم استعمال باید و فصیح تر از
کاہیکو باشد۔ و پنکھ کہ بمعنی پر در مثل بستہ شدہ لفظ اُردو نیست زبان پورب است۔
و بعضی حرکات و حروف ہم دلالت کند بر شاہجہان آبادی و بیرونی مثلاً ہر گاہ
اہل دہلی شاہ جہان پور را از زبان بر می آرند اظہار واو در پور نمی کنند، پور بر وزن
خور کہ بمعنی آفتاب است میگویند و پوربیان پور بر وزن نور ادا نمایند۔ ہمچنین مُہان را
راکہ قصبہ است متصل لکھنؤ بر وزن گمان، موہان بر وزن طوفان گویند۔ ردولی کہ
مدفن شیخ عبد الحق صاحب نوشتہ است، رُدولی بضمۂ راء و فتحۂ دال و سکون واو
و کسرۂ لام و یاء معروف خوانند، و دہلویان با راء مفتوح بر زبان دارند و حرکات
باقی ہمان۔ و درینجا دہلویان مراد از کسانے است کہ خود در پورب بوجود آمدہ اند و وطن
پدر و مادر شان دہلی بودہ۔ زیرا کہ باشندگان شاہ جہان آباد تا وقتیکہ لکھنؤ را ندیدہ اند
نام اینگونہ بلاد را نشنیدہ اند۔ و ترجمۂ لفظ طفولیت بزبان اہل پورب لڑکئی بفتحۂ لام

سطے میکنند۔ مثال تا ہندی۔ کاٹھی بمعنی زینِ پرگوشت، مستعدو را مورضروری خانگی
مثال را تقیل این حرف در اوّل الفاظ زبان اردو شنیدہ نمی شود یا آخر لفظی آید یا
در وسط مانند پیڑ بمعنی درخت و کڑوا بمعنی تلخ۔
مثال ہفدہ حرف با نون یکے شدہ۔ انگرکھا نام لباس۔ بنہ و ٹر بمعنی کنیز کم قدر بندو
قسمے است از نگ تندہ بمعنی تنور زبان عوام اردو۔ ٹنگڑی با تا ہندی بمعنی ساق۔ جنگلا
نام راگنی۔ جنگڑ مشہور تجر در استعمال مرثیہ گویان با نون مختفی بسیار می آید بلکہ مرزا رفیع
ہم در مرثیہ کہ در عصر ما ہند اولش این است تجر بروزن چنبر بستہ مطلع
تہیں ہلال فلک پہ سستر مکا چڑھا بچنگ پہ تیغا معصیت و غم کا
اگرچہ نزد فصیحان این الفاظ را اعتبارے نیست و عوام اردو نیز مستعمل نمی آید لیکن
برائے مثال نما بستہ مرزا رفیع نوشتہ شد زبان اردو خیال نباید کرد۔ ڈنیلی بندان
خروفیل لیکن زبان جاے دیگر است از اہل اردو گوش نہ شنیدہ و شاید زبان
کسے جاری باشد اولی آنکہ در نقل اردو نکنند۔ ڈنڑ با دال ہندی و نون مختفی و راء
ہندی بمعنی ورزش۔ سشنو کہ آنرا اکثرے از فصیحان تند ہم گویند۔ رنگیلا بمعنی خوش
اختلاط معشوقہ دوست۔ سنگار بمعنی آرایش۔ کندلا بمعنی کشیدن طلا یا نقرہ۔ کندورا قسمی
است از شیرینی ہند۔ ہنڈورا بمعنی طائر دُم بریدہ۔ منگیتر بمعنی دختر بکرے کہ با کسی نامزد
شدہ باشد۔ ہنگیا لینا گرفتن لباس کسے بزور۔ ہنڈولا بمعنی گہوارہ۔
مثال ہفدہ حرفیکہ با ہاء یکے ہستند۔ جاگنا بمعنی گریختن۔ پھٹ گیا بمعنی پارہ شد۔ ٹھوڑا
بمعنی خنک۔ ٹھنڈا بمعنی سرد۔ مثال تا ہندی۔ بڑھا یا راء ہندی۔ راء با دال
اول الفاظ نمی آید پڑھا ہوا بمعنی صاحب سواد یعنی خواندہ۔ جھوٹا بمعنی دروغ گویان۔
چھوٹا بمعنی خرد۔ چھل بمعنی رنگ زنان در مباشرت با ہم دھوم بمعنی غلغلہ۔ ڈھال
با دال ہندی بمعنی سپر۔ کھال بمعنی پوستِ حیوان۔ گھوڑا بمعنی اسپ۔ ٹھو بہ اوسط

این است- با و باء فارسی و تا و تاء ہندی و را و راء ہندی و دال و دالِ
ہندی و کاف و گاف و لام و میم و نون و واو و یا و جیم و جیم فارسی باشد- و یازدہ
حرف دیگر است کہ با یا یکے شوند یعنی باء و باء فارسی و کاف و گاف و دال با ہا یکے
شدہ و دال ہندی و جیم فارسی و جیم و سین و شین و نون- و ہشت حرف دیگر است
کہ با ہا ر و نون یکے باشد و آن کاف و گاف و با و باء فارسی و جیم و جیم فارسی و دال
و دال ہندی بود- و دو حرف دیگر با واو یکے شود و آن الف و باء فارسی است لیکن
ہر دو محل بحث ذکر آن بجاے مناسب در کتاب کردہ خواہد شد- مانند بعضی حروف
دیگر کہ در بعضی الفاظ در کتابت معتبر گرفتہ اند و در اصل از شمار حروف بیرون است- یا
مثل بعضی حروف دیگر کہ مانند سین با یا یکے گشتہ زبان بعضی بازاریان باشد- مثال حروف
اُو وا نام زن کسبی بخشی علیٰ ہذا القیاس- تتّو و پپیا و ثابت علی نام سازندہ و چھیا و
حسینی و خانمی و چاندنی و دامڑی و ذاکر علی نام سارنگی نوازے و راحت و زاہد علی
پسر راحت و سندری و شکرو و صاحب بخش و ضابطہ علی ہم نام سازندہ و طاہر علی
برادرش و ظہورن و عزت و غریبنی و فرخندہ و قطبو و کریمن و گنا و لاڈو و مہتابے و نورن
و وزیرن و ہینگو و یارو نام کنچن- این نامہا نام زنان و مردان کسبی اردو باشد سواے
این اسماء حروف مذکورہ در الفاظ دیگر ہم بسیار می آید- مختصر اینکہ درین نامہا حروف تہجی
عربی و فارسی سواے زاء فارسی ہمہ مذکور است- چون بزبان قابلیت و تنگاہان فصیح
زاء فارسی یعنی اصلی خود و ژالہ باری ہم جاری ست مثال آن نیز پیدا شد- تا اینجا مجموع
حروف عربی و فارسی سی و دو حرف است کہ در مثال یاد کردہ آمد- مثال دال ہندی
(ڈولی) مرکبے است کہ محبوبان بران سوار شدہ براے رقص میروند ہرچند سواے این
فرقہ دیگر مرد و زن ہم سوار می شوند لیکن دیگران بمجبوری- و اینہا روز رفتن در مجلسِ
شادی براے رقص با وجود میسر بودن پینس و میانہ باختیار خود بسواری ڈولی را ہ

# دُردانهٔ دوم متضمن تمیز محلات دہلی

بر صاحب تمیزان پوشیده نیست که ہندوان سلیقه در رفتار و گفتار و خوراک و پوشاک
از مسلمانان یاد گرفته اند در ہیچ مقام قول و فعل اینها مناط اعتبار نمی تواند شد۔ بالجمله
جمعیکه در شاه جہان آباد می باشند دو فرقه اند بعضی بصحبت مسلمانان رسیده و بعضی محروم
مانده فرقهٔ اول از گفتن دَیا و کرپا بمعنی مہربانی و رچّھا با راء مکسور و تشدید جیم فارسی
با ہاء متحد گشته بمعنی نگہبانی۔ و گراس بمعنی نواله لیکن مخصوص بکسانی است که اصل شان
از پنجاب است و چاچا بمعنی برادر خورد پدر۔ و تایا بمعنی برادر بزرگ پدر و ماما بمعنی برادر
مادر و مامی زن برادر مادر و ماسی بمعنی خواہر مادر و پھوا با باء مضموم و ہاء ہر دو یکی شده
و واو معروف مشدد و مبدل با ہمزه و الف بمعنی خواہر پدر و جیجا با جیم مکسور و یاء معروف
و جیم و الف بمعنی شوہر خواہر۔ و دھا بر وزن جا بمعنی دایه۔ و دھاورا بر وزن فاعلن
از روے عروض بمعنی شوہر او۔ و قلیه علی العموم جمیع اقسام گوشت پخته و پروسنا بمعنی
بر آوردن طعام از دیگچه در رکابی و گرو که در ہندی ترجمهٔ لفظ کمنید باشد بمعنی بر زید و گئو
با گاف مفتوح و ہمزه مضموم و واو معروف که بمعنی گاو ماده است و بجاے آدم
مکین بے زبان نیز۔ و سُتھنا بمعنی ازار و ٹھگت با باء و ہاء مفتوح یکی گشته و فتحه گاف
و سکون تاء بجاے زاہد و متقی و سنارا بمعنی زرگر۔ و نکسا بمعنی بر آمد و علی ہذا القیاس چاره
ندارند۔ فرقهٔ دوم بازار را بزار بجار و با دزن را پنکھا با فتحه باء فارسی و تشدید کاف
با ہاء یکی شده و الف۔ و پدر را لالا گویند و معمول اینها نیست که پسر وقت صبح سلام بر
پدر کند و یا وقت خطاب تعظیم او ملحوظ دارد بلکه وقت حرف زدن پسر با پدر چنان
بر بیگانگان ظاہر می شود که مخاطب از نوکران کم رتبه این کس است۔ و دیوار را کنده

اکرم علیخان وہر کہ موسوم باین لفظ باشد۔ تھارا گھر بمعنی خانۂ شما۔ مثال سیم کہ دراول
لفظ باین صورت آید در خاطر نیست۔ و ہمچنین حال لام ازین سبب للو، تھارا گھر
در مثال ہر دو نوشتہ شد۔ نون ہم ازین قبیل است مانند ننھا بمعنی خُرد۔ وہان بمعنے
آنجا بر وزن نان وعلی ہذا القیاس۔ یہان ہمان وزن بمعنی اینجا۔

مثال ہشت حرف دیگر کہ با ہا و نون اتحاد دارند۔ گھنڈانا بمعنے پراگندہ کردن گھنگرو
آنچہ مہوشان وقت رقص در پا کنند۔ بھنڈلانا فریب دادن۔ پھندنا آنچہ چتر پالکی آن
آرایند۔ جھنڈولا بمعنے طفلے کہ مو در سر داشتہ باشد۔ دھنکانا بمعنی ؛ صرار طرفداران
عروس در طلبِ زر وقتِ کشادنِ در با جانب داران داماد۔ ڈھنڈورا بمعنی منادی
بندہار بمعنی ویرانہ۔ چھنگلیا انگشت کوچک کہ بعربی خنصر نامند این لفظ از زبان باشندگانِ
قدیم پورب ہم شنیدہ می شود اندکے جائے تامل است۔

مثال یازدہ حروف دیگر کہ با یاء متحد شدہ اند۔ بیوتانا بمعنی باعث بر قطع توب شدن۔
پیوسی آنچہ از شیر گاؤ مادہ یا ہر چہ مثل آن بعد زائیدن درست نمایند۔ کیا بمعنی چہ
حرف استفہام۔ گیارہ بمعنی یازدہ۔ دھیان بمعنی تصور۔ جیوڑا بمعنی جان۔ چیونٹی بمعنی
مورچہ۔ ڈیوڑھی بمعنی آستانہ۔ نیولا بمعنی راسو وبعضی یاء را دران ظاہر کنند۔

شیوداس نام ہندو وبعضی عوام سیوداس باسین ہم خوانند ہر چند غلط است
چون سوائے ہندوان بر زبان مسلمانان اہل حرفہ از قبیل سبزی فروش وتیچہ بند
وغیر آن نیز در شاہ جہان آباد روان است داخل اُردو شد۔ گو نزد صاحب لیاقتان
فصیح کہ آشنا کتابت ہستند حقیقتے ندارد باز ہم از روے انصاف مثل خنجر نیست کہ احدے
از وضیع وشریف نون آن وقت تکلم در خاء غائب نمی کنند بلکہ ہمہ بر وزن لشکر ادا میسازند
وہر فصیحے کہ ازین دو لفظ ومثل آن اجتناب ورزد در دار العدالت نزد اُردو دانان
ماخوذ نیست ہمان ہشتاد و پنج حرف چہ کم است۔

برآمده مین نخشید و واو با دال و الف قائم مقام کا باشد که علامت اضافت در زبان هندی
است و وی یعنی کی مثل اینکه فلانے کا بیٹا اور فلانے کی بیٹی پنجابیان فلانید ا بیٹا
و فلانے دی بیٹی گویند و دے ورد الدے با یاء مجهول قائم مقام تے باشد یعنی منجه
مین و اسے لئے جانا بلہجهٔ لالان در اصل جانڑا باشد یعنی رفتن - کتابت آن با جیم مفتوح
و الف و نون ساکن و راء هندی و الف باشد و اینها زنگار را زنگال و جنگال و زنگار هم
گویند در هر سه صورت حرف اول جیم باشد یا زاء با نون یکے شده و لفظ مذکور که در اصل
بر وزن اسباب است بر وزن جبار گردد - شنگرف را که نیز همین وزن دارد شنگرف
با شین مکسور با نون یکے شده و کاف و راء مفتوح و فاء ساکن بر وزن مسطر ادا سازند
پس باتباع لفظ این فرقه حروف زبان هندی هشتاد و هشت باشد هرچند اینها پنجابی الاصل
اند قول شان غیر معتبر لیکن چون بعضی ناخوانده‌هاے شهر هم این الفاظ را از اینها شنیده اند
همین حروف و حرکات مستعمل کنند و دیگر اردوے شان درست باشد داخل اردو
نتوان کرد و بخلاف الفاظیکه در نقل چنبا مل مذکور شد و منکر این هر دو لفظ یعنی زنگال
بر وزن جبار و شنگرف بر وزن مسطر با وصف درستی اردو شاه جهان آباد را ندیده است
ولادت نگرفت زیرا که در شهر دیگر از صحبت والدین و دیگر باشندگان شهر لهجهٔ زبان اردو
یاد گرفتن محال است - لیکن بعضی الفاظ و بازیچها خصوصیت بتولد شخص دران شهر دارد
مثل چنڈول گداگر بول - بکسر جیم فارسی و اعلان نون ساکن و دال هندی مضموم و واو
معروف و لام ساکن و کاف مفتوح و دال مفتوح و الف و کاف مفتوح و راء ساکن و باء
و واو مجهول و لام نام بازیچه - دیگر کاٹھ کٹول بانسلی بهنبیری میرا نانو - با کاف و الف
مفتوح و تاء هندی با هاء یکے شده در آخر کاف مفتوح و تاء هندی با هاء
یکے گشته مفتوح و واو مفتوح مشدد و لام ساکن بانسلی یعنی پاره نے که آن اکثر آدمیان
می نوازند و بهنبیری با باء و بلهاء یکے شده مفتوح و باء با هاء یکے گشته مکسور و یاء معروف

بمعنی برکہ ترجمۂ علیٰ باشد در فارسی ۔ وڈا با واو مفتوح و دال ہندی مشدد و الف
بمعنے کلان ۔ لکڑا بتشدید کاف و راء ہندی بمعنی چوب کلان ۔ ہوز با ہاء مضموم و واو
مجہول بمعنی دیگر ۔ شنجی با شین ہمان سنجی با سین ۔ چھے با جیم فارسی با ہاء یکے شدہ
و یاء مجہول بمعنی شش ۔ لاؤ بمعنی بیار ۔ تاکر بمعنی تاے انتہائی ۔ گاجران بمعنی زردکہا
چٹا با جیم فارسی مکسور و تاء ہندی مشدد و الف بمعنی سفید ۔ لگ نیز بمعنی تاء انتہائی
ہمچنین ۔ توڑی با تاء و واو مجہول و راء ہندی و یاء [illegible] انتہاے وقت
و مکان ۔ و جھٹا لو با جیم با ہاء یکے گشتہ و الف و لام و واو مجہول با معنی کہ با طعام تا
بلبید یا با خوردنی ہا از قسم فواکہ و بقول و غلہ ہاے [illegible] مثل نخود و غیرہ [illegible]
چنگا بمعنی خوب و بندہ نواز در اصطلاح شان تان بمعنی تو نہ تو کہ ترجمہ انت باشد بلکہ
توے ہندی کہ در عبارت فارسی مقابل آن خود و کاف [illegible] باشد مثلا من خود
میروم کسے برود یا نزود و یا من کہ میروم دیگرے نرود یا نرود ۔ ظاہر است کہ ترجمۂ
عبارت مذکور بہ ہندی غیر ازین نیست کہ میں تو جاتا ہوں [illegible]
غرما غرم بمعنی گرما گرم ۔ ڈھیر سا بمعنی مانند [illegible]
و یاء مجہول بمعنی پیش ۔ رکھ دیا با راء مفتوح و کاف [illegible]
بمعنے چید ۔ کرولی با کاف مفتوح و راء مضموم و واو معروف و لام [illegible] معروف
آب از دہن بیرون کردن ۔ ہن با ہاء مضموم و نون مشہور است در اصل ابا با نون یکے
شدہ و راء ہندی بمعنی حالا باشد کہ بہندی اب گویند ۔ کڈھکے با کاف مفتوح و دال
ہندی مشدد و متحد با ہاء ۔ و کے در ہندی بدل ہا بمعنی برآوردہ از کیسہ یعنی از کیسہ برآوردہ
داد ۔ ضابطہ این است کہ ہا در فارسی بعد فعل ماضی براے استمرار می آید مانند این عبارت
کہ سلاطین دار الحشم جبہہ بر آستانش نہادہ اند یعنی ابد و شعور چنین کردہ اند و آیندہ ہم تا
زندہ اند چنین خواہند کرد یا براے علاقۂ عبارت با بعد آید مثل انکہ ہفت اشرفی از کیسہ

را باجی صاحب یا باجی جان یا آپا جان خواهد گفت بهمین طریق رفته رفته زبان را بخوبی یاد خواهد کرد۔ خواجه محمد لیث کشمیری هم مجبور است که دختر میر محمد مقیم که زنش باشندهٔ دهلی است بگیرد و پسرے که ازان دختر بوجود آید وجاهت او محل شبهه نباشد۔ وهمچنین حال اردو و صباحتِ کشمیر با سوادِ هند یکجا شده طرفه رنگے پیدا کرده است که خدا در امان خود نگهدارد۔ حسنِ زانگلو دختران چه فتنها که برپا می کند۔ زانگلو با زاء والف و نون غنه و کاف و لام مضموم و واو معروف پسرے و دخترے را گویند که پدرش کشمیر زاد و مادرش دهلی زاد باشد بالجمله این چیزها را پوربی نمیدانند و این جماعت با وصف تولد در پورب پوربی نیستند با آنکه آنکه مچول در لکهنو بسیار رواج دارد ولیکن پوربیان هنوز آنکه مچول را آنکه مچونا گویند و آنکه میچنا را که در شاه جهان آباد و لکهنو بمعنی چشم پوشیدن است آنکه موچنا می فرمایند۔ بالجمله دلالان شاه جهان آباد با اینهمه خرابی در هندوستان از هندوان شهرهای دیگر بلکه از مسلمانان هم فصیح تر اند از لهجهٔ شان بود و باش شاه جهان آباد تراوش مینمایند و مطلب ازین طول مقال این بوده است که محاورهٔ اردو و عبارت از گویائی اهل اسلام است۔ لیکن درین صفت هم اختلاف بسیار است تمام شهر را فصیح نمیتوان گفت اما این قدر هست که بازاریان آنجا قاطبةً در حرف زدن به از اعزه و شرفاے بلادِ دیگر اند و تیز بر هر کس که دوکان فصاحت در شاه جهان آباد گرم کرده است پوشیده نیست که ساکنان مغل پوره که محلهٔ بزرگ شاه جهان آباد است روزمرهٔ اردو با روزمرهٔ پنجاب ممزوج ساخته حرف میزنند چنانچه پنجاب را بعضی بروزن چهار بر زبان دارند و نون را در باء فارسی غائب کنند بنوعیکه از حروف متحد با نون شود۔ لاهور را لهور و قطعه را بکسر قاف قِطعه هر چند در لغت صحیح لیکن خلاف اردو است۔ وهمچنین قبل ازین را قبل بکسر قاف۔ و بعضی مانند هندوانِ پنجاب در جمیع الفاظ که جزو آن قاف است بجاے آن کاف بر زبان می آرند قبله را کبله و قطعه را کطعه۔ و لنگهنا بجاے طے کردن را با لام مفتوح

وراء مکسور و یاء معروف اسم جانور کوچک پرواز۔ تانو بمعنی تام۔ دیگر کالی پیلی ڈلو۔ کالی
سیاه بهندی، پیلی چیزے زرد، وڈلو با دال هندی مکسور لام مضموم و واو مجهول بمعنے
خط مستقیم که بر دیوار یا با چیز دیگر بقلم یا انگشت یا غیر آن کشند۔ دیگر چدر چهپول جیم فارسی
مفتوح و دال مشدد مفتوح و راء ساکن و جیم فارسی مکسور با هاء یکے شده و باء فارسی مفتوح
و واو مفتوح مشدد و لام ساکن این بازیچه در هندوستان از ولایت آمده است لیکن
نام فارسی دیگر است۔ دیگر گهور گهنڈی چوہی لنڈی با کاف مضموم با هاء یکے شده و
واو مجهول و راء و گاف مضموم با هاء یکے گشته و نون ساکن و دال هندی مکسور و یاء
مجهول۔ چوہے بمعنی موشان۔ ولنڈے بضم لام و اعلان نون ساکن و دال هندی
و یاء مجهول بمعنی دم بریده۔ دیگر مونگ چنا ڈگڈوی ڈو۔ بازیچهٔ جوانان با اطفال صغیر
است۔ مونگ بمعنی ماش و چنا بمعنی نخود۔ ڈگڈوی ڈو با دال هندی مفتوح و گاف
ساکن و دال هندی مضموم و واو مجهول و همزه مکسور و یاء معروف و دال هندی و
واو معروف۔ دیگر چهلا چهپول این هم از ولایت رسیده است در فارسی
انگشتری بازی می نامند در شهرهاے دیگر هم مروج است براے این که
اکثر جوانان لوطی پرست براے مساس مخفی این مشغله بیشتر می کنند
لیکن اصل این جوانان از شاه جهان آباد است اگر کدام پوربی الاصل هم میداند یقین
است که از اینها یاد گرفته است دیگر بازیچها نیز جاے دیگر رسیده است چراکه بزرگان
مردم خوش نشین یا از شاه جهان آباد یا از ولایت یا از حضرت کشمیر آمده اند در هر صورت
اردو را صحیح میدانند مگر از بعضی چیزها بیخبر اند، در اولاد شاه جهان آبادیان جاے تامل نیست
آدمیم رب۔ اولاد مغل۔ مغل دختر هندوستانی خواهد گرفت یا کنیزکے را در خانه خواهد
گذاشت و مسکن هم در اشان خود خواهد گزید۔ درینصورت هر گاه پسر تولد خواهد شد دایه هم از
قوم یا سیده خواهد بود۔ پس وقتیکه زبان وا خواهد کرد دایه را انّا و مادر را امّا جان خواهد

چاچا برادر خورد پدر و تایا برادر کلان را گویند۔ دہر گس بجاے ہرگز و تلک بجاے تا معنی تک کہ براے انتہا باشد و بندھا ہو ابا علان نون بمعنی بستہ شدہ در تلفظ ایشان باشد۔ و صاحبانِ شہر قدیم کہ بہ پُرانا شہر مشہور است اِدھر را کہ بمعنی این طرف مشہور است آیدھر و کدھر را کیدھر و اُدھر را اُودھر باعلان واؤ گویند۔ و دھیرا بروزن مینا بمعنی متوقف ءپر و تھا بضمہ باء فارسی و فتحۂ راء بجاے پراٹھا کہ قسمی است از نان در ہندوا ورباواؤ مجہول بمعنی طرف و بھیچک بجاے بھچک بمعنی حیران و مینھ بروزن شیر بانون غنہ بجاے مینھ کہ بمعنی باران است، و تکون بجاے تئین کہ بمعنی را باشد۔ جانئے ہارا بجاے جانیوالا بمعنی رفتنی و این لفظ را باشندگانِ شہر نو ہم از خدمت ایشان استفادہ کردہ اند؛ فرماتیا ہے و جاتیا ہے و کہتیا ہے بجاے میفرمایند و میروند و میگویند از زبان ہمین بزرگان فیض رسان گوش زد سامعان است، بلکہ بر سر جمع صیغہ ہاے مضارع حال در ہندی ہمین آفت می آرند۔

درزمانیکہ راقم مذنب ہمراہ والد مرحوم مغفور وارد دار الخلافہ شدہ بود از بسکہ آوازۂ فصاحت و بلاغت جناب فیض مآب میرزا صاحب علیہ الرحمۃ میرزا جان جانان مظہر تخلص گوش راقم را مقرخود داشت دل با دیدہ مستعد ستیزہ شد کہ چرا از دیدار میرزا صاحب ایںہمہ محروم می پسندی و مرا از لذتِ جاودانی و عذوبت روحانی کہ در کلام معجز نظام آن حضرت است باز میداری چار و ناچار خط را تراش دادہ و جامۂ ململ ڈھاکہ پوشیدہ دستار سرخ باندھنو بر سر گذاشتم دیگر لباس ہم ازین قبیل، و از سلاح آنچہ با خود گرفتم کٹار بسیار خوبی بکمر زدہ بودم بایں ہیئت بسواری فیل روانۂ خدمت سراپا افادت ایشان شدم۔ چون بالاے بام کہ کیول رام بانیہ متصل مسجد جامع ساختہ پیشکش میرزا صاحب کردہ بود برآمدم، دیدم کہ جناب معزی الیہ با پیرہن و کلاہ سفید و دوپٹہ تا سیالی رنگ بصورت سہ بر دوش گذاشتہ نشستہ اند بکمال ادب سلامے بر ایشان کردم از فرط عنایت و کثرت مکارم

و نون ساکن و کاف مفتوح با ها یکی شده و نون مفتوح ماقبل الف - واوسا بجاے
ویسا که [illegible] - پیان گویند و جوگا با جیم و واو مجهول و کاف والف بجاے لایق و
کاف [illegible] میرے جوگا یعنی سیرے لائق [illegible] پان بجاے گیاره بمعنی یازده ، ویالیس
که بمعنی چهل و دو باشد بکسر یا - و ڈوتا با دال هندی و واو مجهول و نون والف بجاے
دو ناکه با دال مفتوح و واو ساکن مستعمل زبان دانان اردو است استعمال کنند
و [illegible] با الف مفتوح و [illegible] مفتوح قبل الف و همزه مکسور و یاء معروف و نون غنه
بمعنی [illegible] بجاے کنجڑا - و چھپیا جا که بمعنی پنهان شدن زبان اردو است
بضمه جیم فارسی و [illegible] مستعمل بضم لام [illegible] بجاے [illegible] استعمال شان باشد و بانو
را که اکثر [illegible] الف هم گویند جا اور - و [illegible] را که [illegible] با یاء مجهول
و نون غنه استعمال کنند با آن - و بجاے [illegible] مسجود [illegible] بجاے تلوار
شمشیرها - و [illegible] بجاے [illegible] بمعنی بودند لیکن مؤنث
زنان نشسته بودند ترجمه اش بزبان اردو این است که عورتین بیٹھی تھین اهل منلپوره
عورتان [illegible] بیٹھیان میگویند - و بجاے سیرے تئین ، تیرے تئین ، [illegible] تمهارے
تئین [illegible] زبان اردو
[illegible]

و لفظ فلانے را ہم بایاۓ معروف میگفت بخلاف اہل اُردو، زیرا کہ این صاحبان بجاے مذکر یاۓ مجہول و در مؤنث یاۓ معروف آرند۔ مثلاً فلانے شخص نے ہمین بہت عاجز کیا ہے، یا فلانی رنڈی نے بڑا اُودھم مچایا ہے۔ و بجاے کرون گا کہ ترجمۂ خواہم کرد باشد چاہتا ہون کرنا اور چاہونگا کرنا در استعمال این قوم باشد۔ مت بجاے نا کہ حرف نفی است بیشتر بر زبان دارند، مانند این عبارت "اس کام کو مت کرنا چاہیے" و بجاے میواتی میوایتی بزیادتی یاء بعد الف۔ و ہمچنانکہ فعل ماضی و ترجمۂ رسید بزبان ہندی است پوہنچا گویند، صحت لفظ مذکور بضمۂ باۓ فارسی با نون یکے شدہ و ہاۓ ساکن و جیم فارسی و الف باشد و در روزمرۂ فرزندان اہل خطہ بضمۂ باۓ فارسی واؤ مجہول و نون غنہ و جیم فارسی با ہاۓ یکے شدہ و الف باشد۔ الحاصل درینمقام بجاے استعمال فعل ماضی مصدر ہم عادتِ ایشان باشد مانند پانچ روپیہ اُنسے لینا چاہیے۔ بجاے پانچ روپے اُنسے لیا چاہیے۔ یا دو روپیہ انکو دینا چاہیے بجاے دو روپے انکو دیا چاہیے و فہمیدن بجاے شنیدن در فارسی و سمجھنا بجاے سُننا در ہندی لفظ این جماعت است۔ مانند این کہ شما اشعار فلان شاعر فہمیدہ اند یعنی شنیدہ اند یا اینکہ

اگر مرزا رفیع کی غزل کوئی سمجھو تو مین پڑھون۔

و در محالیکہ سادات بارہہ مسکن گزیدہ کدخدا شدہ اند و نتائج قابلیت شعار ہم رسانیدہ اند، ہمیشہ بلا بر سر اُردو نازل می باشد۔ کو را کہ باکاف و واؤ مجہول ترجمۂ را است کہ برائے افادہ مفعولیت می آید کہ درین عبارت کہ "مین نے اُسکو مارا" یعنی من او را زدم، کو بروزن ہو استعمال می کنند۔ میر سوز مرحوم ہم بضرورت کو را ردیف غزلے ساختہ با واؤ معروف قرار دادہ و دلیل بر اینکہ باعتقادش لفظ مذکور چنین بودہ است این است کہ در مصرعے از غزل مذکور این لفظ را بمعنی کجا است آوردہ از استعمال کردن آن مغفور لفظ مذکور را معلوم چنان می شود کہ با واؤ معروف زبان قدماۓ شہر

اخلاق کہ شیوۂ ستودۂ بزرگان خدا پرست است بجواب سلام ملتفت شدہ برخاستند وسر این بے لیاقت را درکنار گرفتہ بپہلوے خود جا دادند۔ عرض کردم کہ

"ابتداے سن صبا سے تا اوائل ریعان اور اوائل ریعان سے الی الآن
اشتیاق مالا یطاق تقبیل عتبۂ عالیہ نہ بحدے تھا کہ سلک تحریر وتقریر مین منتظم ہوسکے
لہذا بے واسطہ و وسیلہ حاضر ہوا ہون"

ارشاد شد کہ

"اپنی مکون بھی بدو طفلی سے تعین سے اشخاص کے ساتھ مونست ومجالست رہی ہے"

و در محلہ دیگر کہ اولاد کشمیریان بیشتر می باشند وصحبت شاہجہان آبادیان فصیح نصیب شان نگردیدہ ظاہر کردن نون غنہ بسیار رواج میدارد۔ و در مضاف ومضاف الیہ کو زیادہ کنند بجا یعنی در اردو۔ و سواے مضاف الیہ شدن ضمیر متکلم و حاضر کا با کاف والف در ذکر و کی با کاف و یاء معروف در مؤنث واسطہ سازند، مانند میرا بیٹا اور تیرا بیٹا۔ و براے ضمیر غائب کا و کی ضرور تر است چنانچہ اسکا بیٹا اور اسکی بیٹی گویند وہمچنین زید کا بیٹا و عمر کی بیٹی۔ کشامرہ یعنی فرزندان شان بجاے کا و کی کو با کاف و واو مجہول استعمال کنند۔ بہرحال درین مقام خود رابطی درمیان مضاف ومضاف الیہ ضرور است این صاحبان در محلے کہ از رابطہ مستغنی باشند نیز ہمین لفظ را بکار برند شاہد این بیان است کلام میرزا لطف علی پسر کاظم جیو سوداگر کہ روزے میگفت کہ

"کسی نکے گھر مین ایک بیٹی ہوتی ہے تو اسکو مارے فکر کے نیند نہین آتی مجھکو تو تین
بیٹی ہین کیا کرون، چار پہر رات سے مارے اندیشہ کے شیخ سعدی کی گلستان پڑھا
کرتا ہون بھلا صاحب جسکو تین بیٹیان ہون وہ گلستان پڑھکے بھی نہ ہلاے تو کیا کرے"

گلستان با علان نون از زبانش بر می آمد و فریاد کردن را باین معنی کہ فلان از من پیش فلانے فریاد بردہ۔ "فریاد کہا ئی" میگفت، یعنی فلانے نے نواب صاحب کے پاس میری فریاد کہائی

در مجلس ہندوستان زبان صرف کنند یا در قافیۂ شعر بکار برند اگر کسے از راہ دوستی
بعرض رساند کہ این لفظ اُردو نیست چہرہ را سرخ و چشمان را ہمن نمودہ گویند
کہ از اُردو دانان ہمین گوش زد ما شدہ است ، فلان میر صاحب و فلان شیخصاحب کہ
باشندۂ شاہ جہان آباد بودند و تا امروز فصیح ترے از ایشان از دار الخلافت درین شہر
نرسیدہ است این لفظ را بر زبان داشتند۔ تنہا ہمین بیچارگان دعوائے توطن در شاہ جہان
آباد نکردہ اند دیگران ہم در بند این مالیخولیا ہستند۔ بعضی پنجابیان کہ گاہ گاہے برائے
فروختن اجناس از لاہور یا سیالکوٹ یا شہر دیگر وارد شاہ جہان آباد می شوند و زیادہ
از سہ چہار ماہ نہایت شش ماہ نمی ورزند بر وقت کہ بوطن میروند ہم شہریان خود را ینجابی
و خود را شاہ جہان آبادی دانستہ زبان آنہا میگیرند و عیب شان میکنند و بحکم اینکہ ع

خرس در کوہ بو علی سینا است

در مجالس نشستہ می گویند کہ در شاہ جہان آباد کسے این لباس را نمی پوشد و این لفظ را
ہم احدے بر زبان ندارد۔ وہمچنین پوربیان با اینکہ بعضی صاحبان ازین فرقہ کہ در وقت
نجف علیخان مرحوم در شاہ جہان آباد بودہ اند گاہے یک ماہ دگاہے دو ماہ و گاہے
شش ماہ ہم درین شہر قیام داشتہ اند و بیشتر از اطراف کہ عبارت از متھرا و ڈیگ و دیگر
شہرہائے برج و میوات باشد بسر بردہ اند و مدت العمر در لکھنؤ یا الہ آباد یا سندیلہ یا
مانک پور و ازین قبیل شہر یا قصبۂ دیگر از بلاد پورب شب را روز کردہ اند حالا کہ در لکھنؤ
دو چار می شوند ہمین میگویند کہ درین ملک قدر ما مردم را کسے نمیداند و باشندگان اینجا
سخت بیرحم و بیمروت ہستند بخلاف باشندگان شاہ جہان آباد۔ با میر المومنین ما مرفے
کہ در شہر خود دیدہ ایم جائے دیگر ندیدہ ایم، نمیدانیم کہ جناب اقدس الٰہی مارا بکدام
گناہ از شہر ما بر آوردہ در پورب کہ نہ زبان کسی درینجا درست است نہ گفتگوے
کسی مانا بہ گفتگوے ایشان، شہر بشہر و کوچہ بکوچہ میدواند۔ و قتیکہ پنجابیان و پوربیان

باشد، یا در ہر دو صورت صحیح باشد۔ لیکن چون بیشتر باواوِ مجہول از اہلِ اُردو و با
واو معروف از بیرونیان بسماعت می رسد با واو معروف داخل اُردو نمی توان کرد
این ہم فیضِ خاکِ شاہ جہان آباد است کہ نون غنہ را ازین لفظ جدا کردہ اند، و
الّا بزرگانِ ایشان کہ در وطن بوجود آمدہ اند کو را کون میگویند مانند این عبارت کہ

"اُس چھوکرے کون مین نے کتران کہا کہ مجھ سون نہ بولا کر دو تو تا نگان مان سر
کر دونگا اب تون آپڑے اوپر بدنامی نہین آئی کہین بارے ما ہمین بدنام نہ کرنا"۔

یو بایاءِ مضموم و واو مجہول بجاے یہ کہ ترجمۂ این باشد در کلام می آرند یا ہمچنین در بعضی
محلات کہ اکثر صاحبان از شہرہاے قریب بدار الخلافت آمدہ تشریف در شہر داشتہ اند
فرزندانِ ایشان بالفاظ غریب و عجیب متکلم می شوند۔ چنانچہ در محلۂ افغانان باوجود درستی
اُردو لفظے چند کہ میراث پدر و مادر ہر متکلم است رواج دارد مثل پیارا کہ در ہندوستان
بباءِ فارسی مکسور متحد بایا بمعنی مرغوب و دلچسپ باشد، در اصطلاح افاغنہ بکسر باءِ فارسی و
اعلان یا، عاشق را گویند۔ بمیش کہ در فارسی بمعنی زیادہ است بمعنی خوب استعمال کنند
جردا بمعنی رنڈی دمرا بجاے مواد کھٹیا بجاے چارپائی و آگی بجاے آگ و بھنگی
بجاے حلال خور۔

ہمچنین سکنۂ محلاتِ دیگر کہ بعضی از صحبتِ والدین زبان یاد داشتہ و بعضی زبانِ
فرید آباد و بعضی زبانِ رہتک و بعضی زبان سونی پت و بعضی زبان میرٹھ یاد گرفتہ
با روزمرۂ اُردو ضم نمودہ اند بجدا کہ گفتگوے شان شبیہ بجانورے است کہ چہرہ اش
چہرہ است و باقی تمامش بصورت خر باشد، یا نصفش آہو و نصفش سگ۔ لطف دیگر اینکہ
چون براے تلاش معاش بشہرہاے دیگر روند خود را شاہ جہان آبادی قرار دہند
اہل آن بلدہ الفاظ ایشان را سرمایۂ اُردو دانی خود دانستہ ہم شہریانِ خود را کہ صحبتِ
این صاحبان یعنی مسافرانِ دہلی ندیدہ اند دہقان پندارند و لفظ غلطے کہ از ایشان بشنوند

کہا کہ دوپٹہ کا رنگ تو دیکھ کہ کس طرح اندھا نہ ہو جائے گا۔

بہو کی باتیں بھی مینے کی تلوار سے ہاتھی کے زینہ پر کچھ کم نہیں ہیں۔

کل: ادھر ہی سے میں نے چاہا کہ کچھ کہوں اور بات بھول گیا صدقے جائیے
بھول چوک کے۔

معنیِ عبارتِ اوّل اینکہ مار از دیدنِ زمرد کور می شود۔ محبوبہ طرف ثانی را مار و
دوپٹہ سبز خود را زمرد قرار دادہ۔ معنیِ عبارتِ دوم اینکہ مینا قومے است
از رہزناں [illegible]۔ اچھوتاں و ہر یک کس نیز اطلاق آں صحیح باشد۔ و شمشیر
زدن میناہا بر زینۂ فیل کنایہ از کشتن جواہر سنگھ پسر سورج مل جاٹ است کہ بعد
فراغ نماز [illegible] قبیلاں بقصد سواریِ فیل پا بر زینہ گذاشتہ بود ضربتے از
دستِ مینا خوردہ ہلاک شد۔ و معنیِ عبارتِ سوم اینکہ محبوبہ منتظرِ سخنم ایستادہ بود
من آں را فراموش کردم تا وقت یاد آمدن طرف ثانی حرکت از جا نکرد۔ چگونہ
توان فراموش [illegible] شدم کہ توقفِ معشوقہ در رفتن از سبب آں صورت گرفت۔
بالجملہ [illegible] از یں عیوب کہ مانع فصاحت است پاک بود فصیح باشد گو در
[illegible] مقبول [illegible] باشد۔ [illegible] تصرف کردن او در الفاظ مقبول خاطر
[illegible] کہ ایں رتبہ بہم رساندن را ولادتِ متکلم در دہلی و پیدا کردن اعتبار
در قصبات آں جا شرط است۔ و ایں ہم چنداں استعجاب ندارد کہ شخصے جاے
دیگر قدم [illegible] وجود نہد و از صحبتِ اہل دار الخلافہ زبان را یاد گیرد و در
[illegible] صاحب اعتبار شود۔ پس بعد حصولِ ایں مرتبۂ بلند اگر ایجاد محاورہ
[illegible] لفظے تصرفے شایستہ بکار برد غالب کہ قبول کنند یا بعضے بپسندند و بعضے نپسندند
آں [illegible]۔ بہر حال چنیں کس بے تامل از عوام دہلی فصیح تر است۔
[illegible] ترجیح آنہا نیز غیر از ولادت دراں شہر ثابت نمی شود

چنان میخواہد کہ صیغۂ مذکر در ذکر فیل نر و صیغۂ مؤنث در بیان مادۂ فیل باشد و انعکاس آن مذکور است۔ دوم اینکہ کھڑا و کھڑی ہر دو صیغۂ مفرد است و پنج فیل جمع از اینجا پس موافق قیاس پانچ ہاتھی کھڑے ہیں باید، مجہول فصیح باشد در زبان اُردو گو۔ و در زبان بنگالہ خلاف آن نیز فصیح بود و مارا کار با گفتگوے دارالخلافہ است۔

این قدر کہ مذکور شد بیان فصاحت کلمہ بود کہ آنرا لفظ مفرد با معنی گویند، مانند چاند و سورج کہ بمعنی ماہ و مہر باشد۔ اکنون بیان کنم فصاحتِ کلام را یعنی سخن تمام را۔ و آن نیز پاک داشتن کلام از دو چیز بود۔ یکے تنافر کلمات و آن عبارت بودن از آوردن الفاظے در کلام کہ متکلم در بیان آن خطا کند یا بسرعت مثل کلام دیگر بتمام نتواند کرد مانند این دو عبارت

اونٹ کی پیٹھ کچھ اونٹ کی اُنچائی سے اونچی نہیں ہے۔ اونٹ کی پیٹھ کچھ اونٹ کے ڈھانچ کی طرح قدرتی اونچی ہے۔

تم تو تُوتُو مَیں مَیں بے جا کرتے ہو میں تو تمہاری بات تین دن میں بھی نہیں سمجھتا مجھے عبث ششدر میں ڈال رکھا ہے۔

دوم تعقید۔ و آں لفظی بود و معنوی۔ لفظی مراد از مقدم آوردن الفاظے باشد کہ موخر آمدن آں سزاوار است، مثالِ آں

آج لڑکے فیض آباد کو چنالال ہیرانند کے سالے کے لوگ کہتے ہیں کہ گئے۔

و اگر چنیں گفتہ می شد فصیح می بود۔

لوگ کہتے ہیں کہ چنالال ہیرانند کے سالے کے لڑکے آج فیض آباد کو گئے۔

معنوی مشتمل بودن عبارت است بر تخیل و قصۂ غیر مشہور و دیگر اشکالات مثال آں

کل گنا سبز دوپٹہ اوڑھے بیٹھی تھی مجھے دیکھ کہنے لگی کہ میری طرف دیکھا تو اندھا ہو جائے گا۔ میں نے کہا میں کالا ناگ ہوں مجھ سے ڈر دینسکر

دارد لیکن پنجابی بجائے ہو ہمیشہ ہووے میگوید۔ مثال پنجابیِ اُردو داں

مجھے اس بات کی کیا خبر کہ یہاں کون کون رہتا ہے جانے میری بلا کس

ایسی تیسی کا دوپٹہ اور دلو روپے جاتے رہے ہیں اور کون کا فریب پیر

لے گیا ہے جس پر چوری ثابت ہووے اُسکی شوق سے لیو اُتارلو اور مشکیں

باندھ کر جوتے لگاؤ۔

و دیگر لہجۂ مخصوص باہلِ پنجاب است کہ ہر فتحہ از زبان ایشاں ضمہ می بر آید دفتر

و دُفتر بضمۂ تا گویند۔ لہجہ ایں صاحباں دریں عبارت باید دید کہ یک لفظش مخالفِ

اُردو نیست لیکن از سببِ لہجہ تمامش پنجابی شدہ است۔

[illegible] کا کرم ازلی ہے کہ میرے حال اوپر ہے جی چاہتا ہے کہ ہر کوچہ و بازار

میں [illegible] دُفتر آپ کی صفت اور ثنا بیان کروں۔ ایسے مقبول کی

خدمت ہی نجات کا سبب ہے۔

[illegible] حرفِ متحرک را اور ثانی مجرد ساکن نیز گویند مانندِ ایں عبارت

[illegible] اور حسین کی ایسی ذات ہے کہ جن کے پیغمبرِ خدا شتر بنے تھے اور

[illegible] اُن کے غلاموں کا گھر ہے قضا و قدر جو چاہے سو ہووے۔

نانا جنھوں کا محمدؐ اور پدر علی مرتضیٰ اور مادر فاطمہ کس کے پسر کا مُنھ ہے

جو اُن سے برابر ہووے۔

و در لہجۂ پوربیاں علامتے چند است کہ بآں شناختہ می شوند۔ یکے ادا نکردن الف

بعد حرفے کہ ما قبل آں باشد ہمیں فتحہ را کافی و وافی دانند۔ و ہم چنیں بجائے

یاے معروف کسرہ را و بعد یاء مجہول ہا را بمجبوری زیادہ کنند و در اکثر مواقع

بعد الف یاء ساکن ہم از زبانِ شان بر می آید۔ و بیشتر بجائے الفاظِ ہندی الفاظِ

فارسی بیجا آرند و بعضی جاے بعد فتحہ حرف الف در تلفظ ظاہر نمایند و بجاے

اگر تصرفش در لفظے قبول کنند جاے تعجب نیست۔ و از اردو تنہا الفاظِ اردو
مقصود نیست، لہجہ ہم دراں شریک است کہ آں اصالتِ اردو باشد۔ درین صورت
ہر کہ لفظ و لہجۂ اردو ہر دو درست داشتہ باشد استادِ کامل است۔ بعضی شاہ جہاں
آبادیاں صحتِ لہجہ دارند لیکن الفاظ شاں صحیح نباشد۔ و بعضی بیرونیاں الفاظ را
در صحبتِ دہلویاں درست کردہ اند لہجہ ندارند۔ و لہجہ عبارت از آوازِ متکلم است
وقتِ تکلم و گردشِ زبانِ او۔ اگر شاہ جہاں آبادی الفاظِ پوربی و پنجابی در
عبارت داخل کند محال است کہ لہجۂ شہر خودش از دست بدہد۔ و باشندۂ شہرِ
دیگر اگر عمرِ خود را در تصحیح اردو بگذارند از لہجۂ اصلی گریزش ممکن نیست مثالِ
باشندۂ دہلی ؎

مجھ تئیں اس بات کی کیا خبر ہیاں کون کون رہتا ہے اور جاتے ہیں بلا
کہ کس ایسی تیسی کا دوپٹہ اور دورہ بیچے جاتے رہے اور کون کافر بیچ پر
لے گیا جس پہ چوری ثبوت ہو اس شوق سے لہو اتار لو اور مشکاں
باندھ کر چابک لگاؤ۔

و دریں عبارت مجھ تئیں بجاے مجھے و ثبوت بجاے ثابت و مشکاں بجاے مشکیں
با یاء مجہول بعد کاف و چابک بجاے کوڑہ پنجابی است۔ چوں لہجۂ متکلم درست
است پنجابی نمی تواں گفت۔ ازیں چہ می شود کہ بسببے زبانش آشنایانِ الفاظ
شد و تامل در آں ندارد۔ پنجابی کسے است کہ الفاظ اردو در ادای لہجۂ خود پنجابی سازد
یعنی مجہول است کہ خبر را بسکون با گوید یا بجنبۂ آں۔ یا خاے را بقید مفتوح سازد
کہ با الف مسموع شود۔ و رہتا ہے نیز از زبانِ او مشدد برآید یا نہ مخفف مشدد
صرف بلکہ درمیانِ مشدد و مخفف۔ و ہمچنیں حاے ترحم را بے مشدد۔ و گافِ گیا
را مکسور گوید۔ ہو را کہ بعد ثابت است ہووے گوید۔ ہر چند در اردو ہم صحت

وکسرۂ بہ، مہ، کہ، چہل، زہے، خہے، دہ را مفتوح از زبان برآرند۔ واٹاؤ را اٹا یا گویند و "آیں" کہ با لفِ مفتوح و یاءِ ساکن و نونِ غنہ در اُردو بمعنی چہ گفتند و چہ گفتی مستعمل می کنند بکسرِ ہمزہ، بلکہ جمیع حروفِ مفتوحہ ماقبل یاءِ ساکن را مکسور و مکسور چنیں را مفتوح گویند۔ عزیزے ازیں جماعت بست و ہفت سال در شاہجہان آباد قیام داشت بعد مدتِ مذکور چوں بوطن باز آمد خود را در نگاہِ برادراں مثل ہندوستان زادیاں بکمال تشخص وانمودہ در ہر مجلسے کہ میرفت دیگرے را رخصت حرف زدن نمی داد۔ تا آخر جلسہ خودش بہ نقل و حکایت شاہجہاں آباد گرمی صحبت میداشت۔ یاراں ہم او را ہندوستان زادے عالی مرتبت و خود را قصباتی کم قدر خیال کردہ روبروے او ہمہ تن گوش میشدند۔ خلاصہ روزے میگفت

کہ ایک دن چار گھڑی دن رہے میں گھر میں بیٹھا تھا کہ ایک آشنا تشریف لائے اور کہا کہ چلو چاندنی چوک کی سیر کریں میں نے کہا کہ بہت بہتر۔ القصّے میں اُنکے ساتھ خراماں خراماں ہواں تک گیا، دیکھتا کیا ہوں کہ ایک پری پیکر ایک بانکے کے ساتھ کھڑی اختلاط کر رہی ہے میں نے دل میں کہا کہ خدا خیر کرے، کہ اِس عرصہ میں بھائی جان کی قسم ہے کہ اُن نے بھی میری طرف دیکھا۔ امیرالمومنین کی قسم، کہ جس وقت نگاہ اُس جادو نگاہ کے ساتھ نگاہ میری کے ہم نگاہ ہوئی اُسوقت مجھکو اپنی نگاہ کا نگاہ رکھنا مشکل ہُوا۔ میں نے کہا کہ ارے دل اس میں بہبود تیرا نہ ہوگا، بہتر یہی ہے کہ یہاں سے بھاگا چاہیے، والّا کہتر و مہتر کی آنکھوں میں حقیر ہو جاے گا رہنا اس شہر کا دوبھر ہوگا۔

سواے کسرۂ ماقبل یا کہ آنرا مفتوح و فتحۂ ماقبل یاءِ مکسور خوانند دیگر جا ہم کسرہ را فتحہ و فتحہ را کسرہ و ضمہ را فتحہ گفتن لہجۂ ایں بزرگان است۔ ایں بیانہا مانعِ آں نمی تواند شد کہ شخص متولد شدہ درجاے دیگر ممکن است کہ لہجہ و زبانِ اُردو

فتحہ یا سکون کسرہ - و بجاے مخفف مشدد استعمال کنند۔ مثال باشندۂ شاہ جہاں آباد کہ چند لفظ پورب نیز در گفتگو داخل کنند

پھٹے منہ تیرا چڑیا کے، کل یاروں سے چوری چوری نند ابنیے کی بیٹی سے باتیں کر رہا تھا، حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام کی قسم میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا دل میں آیا تھا کہ پیچھے سے آکر ایک دھپ لگاؤں لیکن میں نے کہا کہ یار ہے کیا ستاؤں۔ اصل تو یہ ہے کہ بچا جی تم بڑے بے باک ہو تمھاری پیٹھ ٹھونکا چاہیے اور آٹھ آنے کی مٹھائی رکھ کر شاگرد ہوا چاہیے کوئی پتریا بھی مکر میں تیرے برابر نہیں۔ اُس دن بھی برگد کے پیڑ تلے کنجڑن کو رکھنا تیرا ہی کام تھا۔ کیا مدار کا دودھ پانی میں ملا کے کمال دکھایا ہے۔

مثال پوربی اُردو داں کہ ہرگز در کلامش لفظ پورب نباشد و ہمیں عبارت را کہ شاہ جہاں آبادی دران الفاظ پورب ہم داخل نمودہ در زبانِ اُردو تمام کند۔

پھٹے منہ تیرا چڑیا کے، کل یاروں سے چوری چوری نند ابنیے کی دختر کے ساتھ باتیں کر رہا تھا حضرت شاہ مُرتضیٰ علی کی قسم میں نے اپنی چشموں سے دیکھا دل میں آیا تھا کہ پیچھے سے آپ کے ایک دھاپ لگاؤں لیکن میں نے کہا کہ یار ہے کیا ستاؤں، اصل تو یہ ہے کہ بچا جی تم بڑے بے باک ہو تمھاری پشت ٹھونکنا چاہیے کوئی کنچانی بھی تیری برابر مکر میں نہیں۔ اُس دن بھی بڑ کے پیڑ تلے کنجڑن کو رکھنا تیرا ہی کام تھا کیا آک کا شیر پانی میں ملا کے کمال دکھایا ہے

واز باشندگانِ مابینِ ملک گنگا و جمنا یعنے فیروز آباد و شکوہ آباد و اٹاوہ وغیرآں بعضی اُردو را از زبان دانان یاد گرفتہ اند لیکن لہجۂ خاصِ شاں این است کہ کہ ضمیر متکلم شاں بعینہ آواز بُز است یعنی ''میں'' با میم مکسور و یاء مجہول و نون غُنہ بمعنے من۔ و ترجمۂ در را کہ برائے ظرفیت در فارسی می آید شبیہ بضمیر متکلم اُردو وادا کنند

آنجا پوربی و پنجابی و بنگالی و دکھنی و بندیل کھنڈی و ماڑواڑی و برجی را کہ می رسید
علی ہذا القیاس قوتِ ایجاد باین درجہ کہ چند زبانِ شیریں اختراع نمودہ باہم حرف
زنند کہ دیگراں یعنی ناآشنایان آں زبان متعجب شوند۔ و ایجاد منحصر در پیران نیست
اطفال بازی کوش ہم بازیچہ زبان ہا ایجاد کنند۔ ایں سلسلہ ہنوز دراں شہر دائر
است۔ انقطاع آں سوائے فقدان وجود انسانی، کہ خدا چنیں نکند، دراں
سرزمین ارم تزئیں تا قیام قیامت محال می نماید۔
مختصر کہ یکے از زبانہائے جدید زرگری است کہ زبان ہیچ شہرے نیست وآں بریں
نمط است کہ درمیان لفظ دو حرفی زاء زیادہ کنند۔ بعضی ایں را اصل و دیگر حروفِ
تہجی را بجائے زاء فرع شمردہ داخل لفظ نمودہ اند و از لفظ دو حرفی حصر
لفظ مقصود نیست، بلکہ ازیں قید آگاہ کردن صاحبان کمال است، ازیں کہ
میانِ دو حرف حرفے از حروفِ تہجی زاء داخل کردہ می شود۔ مثل ایں عبارت

ازاج مزیرزا جزی یزوں جزا ہمزا ابزے کہ بزی گزن نزا کزے مگزا جزا
کزے ٹزک وزل بزہ لزا وزوں۔

باقی قیاس فروع ہم بریں باید کرد۔ دیگر زبان مقلوب مثال آں

ریتی بس تا بیں ٹھو جھ کھیندی

یعنی تیری سب باتیں جھوٹھ دیکھیں۔ دیگر کنی یعنی درمیان دو حرف کن آرند
مثال آں

کنکنا کنکنی کنکنی کنسنصر کنبنی کنبنکنت کنجنکنو کنتنکنو کنبنکتی کنہنلکنے (کالپی کی مصری خوب ہوتی ہے)

ایں زبان ایجاد حضرت ظل سبحانی خلیفہ رحمانی شاہ عالم بادشاہ غازی است خلد اللہ
ملکہ وسلطانہ و افاض علی العالمین برہ و احسانہ۔

را چنانکه باید یاد بگیرد و تصرف او مقبول خاطر ها شود و قولِ او را حجت دانند
زیرا که بهم رسیدن آدمِ زکی هر جا ممکن و حاصل شدن هر فنِ شریف بکسب از
تقنیات، بشرط دل نهادن بران باشد۔ بدیهی است که فارسی را با وصف
این همه بُعد از کتب و هم از اهلِ زبان آموخته شعرای بلند مرتبه در هند گذشته اند
و هم در عربی چه معقول و چه منقول علمای ذو المرتبت۔ هرگاه این گونه علوم و فنون
بمحنت و سعی نصیبِ هندیان می شود چگونه اقرار بدرستی لهجه و زبانِ ایشان مثل
زبان دهلویان کرده آید۔ گو جای دیگر اتفاقِ ولادت افتد مگر وجودِ چهار چیز
شرط است۔ یکی ثبوتِ والدین شخص از خاکِ پاکِ دار الخلافه، دوم میسر شدن
صحبت اردو دانان، سوم شغفِ این کس بتحصیل و تحقیقِ آن، چهارم تیزی
طبع و وقادتِ ذهن۔ ازین شروطِ اربعه اگر شرطِ اول فوت شود حصول مرتبه
بطالبِ صادق امکان دارد۔ لیکن یقینی نیست، و سه شرط باقی از واجبات
بود۔ و ذکر مجبوری باشندگان جای دیگر از ادا کردن لهجهٔ خالص شود با وصفِ معرفتِ
کلی بزبان اردو نظر بکثرت است، یعنی نادرستی لهجهٔ بیرونیان با وجودِ دانستنِ اردو
بیشتر، و پاک بودن شان ازین عیب شاذ و کمتر بلکه ممتنع۔ راقم سطور هیچ کس را
که لهجهٔ اردوی وی درست باشد و مولدِ او شهرِ دیگر، ندیده ام، الا در جماعتی که
والدین ایشان از شاهجهان آباد در ملک دیگر آمده اند یا از ولایت کشمیر و لهجه
و لغت را بکمال شیفتگی در خدمتِ فصحای اردو درست نموده اند۔ و این هم
باید که ذهن نشینِ طالبان باشد که قوّتِ طبعِ باشندگانِ دهلی در ایجاد و تقلید
زیاده از دیگران است، اگر خواهند نقل شوند، فارسی را بلهجهٔ ادا می کنند که
که اهل ولایت صحتِ زبان و لهجهٔ ایشان دیده در غلط می افتند۔ و همچنین در
عربی عربها را می فریبند، چنانکه عربی و فارسی این حقیقت دانسته باشد

قافیۂ شعر خود، والا در اصل تھوڑا و تھوڑی باشد مثل ہاتھ بمعنی دست کہ قافیۂ ساتھ باشد، در اصل آں ہا و رتا، پنہان است، ایں صاحبان قافیہ بات و بہیات سازند و ہا ورا خلافِ تلفظِ جمہور دُور کنند۔ و لفظ اُردو بیشتر صاحبان با رآ و ہندی نیز استعمال میکنند۔ لیکن فصیحان با رآ و برلب ارند۔ از قول اہل تحقیق ضعف مذہب کسانیکہ سند لفظِ فصیح از کلام شعرا جویند بہ ثبوت پیوست و ایں جواب ہم پُر ضعف است کہ شاعران فصیح ترین آدمیان اند۔ بعضی الفاظ را کہ خلاف زبان شہر ایشان است بر اے ضرورت عمداً می آرند نہ از رادِ بیخبری۔ دلیل بر ضعف جواب اینکہ شاعران البتہ زبان شہر خود را خوب میدانند و لفظ بیگانہ نیز عمداً می آرند لیکن مقلد شان کہ از جاے دیگر باشد چہ می داند، کہ شاعرِ اُردو دانِ دہلوی ایں لفظ را کہ در شعرِ خود آوردہ است زبان اُردو است یا زبانِ جاے دیگر و عمداً از روے ضرورت در کلام خود جائز داشتہ یا بضرورت اجتہاد نمودہ بلکہ بیچارہ ہر چہ در شعرش خواہد دید ہمہ را اُردو ے پاکیزہ خواہد فہمید، و با یاراں مباحثہ بیجا خواہد کرد و آخر کار پشیمان و خجل خواہد شد۔ مثل ما مردم کہ ہر چہ در کلامِ مغل می بینیم آں را فارسی می دانیم گو بعض الفاظ از زبانِ سُریانی ایراد نمودہ باشد یا از زبانِ دیگر۔ ازیں گفتگو ہا عدمِ حفظِ مرتبۂ افصح اُردو در سخن گفتن، یعنی مرزا رفیع دہلوی علیہ الرحمۃ و میر صاحب عالی قدر میر محمد تقی صاحب با وجود لہجۂ اکبر آباد و شمول الفاظِ برج و گوالیار در وقت تکلم از سببِ تولد در مستقر الخلافہ مذکور مقصود خاطرِ داعی آثم نیست، بلکہ مرہونِ ایں صاحبان ام کہ چند لفظ نا معقول را ترک کردہ اند۔ مثل منے بامیم مفتوح و نون مکسور و یاء مجہول کہ قدماے شاہ جہان آباد بجاے میں کہ بمعنی درمیان است، در شعر می بستند

# دردانۂ سوم حاوی بعضی ذکر فصیحاں

بعضی برا نند کہ کلام شعرا در ہر شہر فصیح تر از کلام دیگراں باشد و بعضی محققاں
برآں کہ در شعر اکثر اوقات ضرورتِ حفظِ وزن و رعایتِ قافیہ مانعِ فصاحت میگردد
چنانچہ میر محمد تقی سلمہ القدیر کہ سرآمد ریختہ گویان طبقۂ ثانیہ است۔ مینھ بروزن
میش بمعنی باراں در مصرعے برائے حفظِ وزن آوردہ وہمچنیں بھچک بجائے بھچک
بمعنی حیران۔ و ملک الشعرائے زبانِ اُردو مرزا محمد رفیع متخلص بہ سودا در قصیدہ
لپک و جھپک لفظ کٹک را بمعنے لشکر برائے ضرورت قافیہ ایراد نمودہ و کٹک ہرگز لفظ
اُردو نمیست۔ دریں مقدمہ حق بدست سعد اللہ سکندر مرثیہ گو است کہ در ہر زبان مرثیہ
گفتہ۔ از انجملہ در زبان ماڑواڑی مرثیہ ارد کہ مصرعۂ اولِ بند اولش این است۔

کائیں کہی اب ماکو تاباں گھنی کٹک چڑھ دوہائی سپے

کٹک بفتحۂ کاف و تاء ہندی مفتوح و کافِ ساکن در آخر لفظی است از الفاظ ماڑواڑی
معنی آن فوج و لشکر باشد۔ سندِ دیگر از نثر بجت سنگھ مارواڑی موجود است کہ روزے
در فیض آباد با امیرزادہ احوالِ نو درا عرض می کرد کہ

بھنے تو ایٹھاں نہیں ڈہروں چھپے نہیں مہنی کی تارکی جا نڑے کو ہین کٹک
ماں۔ ہڑی والو تہیں راہڑی کے پاس سونڑی والو۔

و لفظ تھوڑا کہ بمعنی اندک آید باء ہندی صحت دارد وہمچنیں تھوڑی کہ مونث آں
باشد مرزا ند کو رخلافِ اُردو باترا بستہ۔ یاگوری کہ بمعنی چیز سفید۔ وشن مونث
باشد قافیہ کردہ شعر

ساقی ہمیں کو تری دیکھ کے گوری گوری | شرم سے شمع ہوئی جاتی ہے تھوری تھوری

و با واو مجہول بغیر ہا گفتن ایں لفظ ہم از قبیل تصرف ایں صاحبان است برائے

زلفِ محبوباں ہوئی زنجیرِ پا

و بامتحان این فقیر رسیده که ضاعتِ تقلیدِ درستِ آدم ہر شہر و ملک که در آخر
اردوانۂ دوم نیز اشاره بآں کرده شد خصوصیت به باشندگانِ شاه جہان اباد دارد
نصیبِ سکنۂ جاے دیگر نیست۔ مرزا معز فطرت که اعلم علماء ایران و شاعر عالی مقدار
آنجا بود و مدتہا در ہندوستان شب را بروز آورد مطلعش بزبان ریختہ این است شعر

از زلفِ سیاهِ تو بدل دھوم پڑی ہے
در گلشنِ آئینہ گھٹا جھوم پڑی ہے

و قزلباش خاں اُمید با این ہمہ جوششہا اہل ہند و تبحر در علم موسیقی ایران و ہند
یک شعر درست در زبانِ اردو سرانجام نکرد و گاہے که رخشِ طبعش درین وادی
دویده غبارِ خاطرِ سامعاں گردیده از وست،

شعر
بامن کی بیٹی ایک میری آنگ موں پری
غصہ کیا و گالی دیا اور دگر لری

عماد الملک وزیر که در بندیل کھنڈ متولد شده بود در ایامے که مسافر مکہ گشت در
شہرے از بلادِ عرب بلباس درویشی وارد شد و بمنزل شخصے از سکنۂ آں بلده
رسیده ظاہر نمود که باشندۂ بصره ام۔ طرفِ ثانی به مدارا برخاست و دو روز
به مہمانداری اقدام نموده تا ده روز دراں خانه اعزۂ عرب فراہم می شدند
احدے نشناخت که ہندی است۔ اندکے حرف زدن به زبان عربی و درست نمودن
لہجہ را غور باید کرد و انصاف شرط است۔

و ساده وانِ کشمیر ہر شہر را بلباس و زبان و لہجۂ او متلبس و متکلم شده می فریبند، دو
صنف اند۔ یکے کشمیرزا که اینہا زود تر شناختہ می شوند و بخواریِ تمام می گردند۔
دوم دہلی زا که اینہا ملک به ملک می روند و باشندگان ہر شہر را شناختن اینشاں

بقول میاں آبرو۔ مصرعہ

مصرع　　　　برنے جامہ نہ تھا اک جھول تھی۔

دیگر لفظ سرجن و پی و پیتم بمعنی محبوب لیکن سجن بمعنی معشوق و تنک بمعنی اندک شاید ازیں قبیل نبودہ باشد کہ در کلام شاں موجود است۔ دیگر دکھو بجائے دیکھو بمعنی بہ بینید، دسا بجائے دیکھا گیا بمعنی دیدہ شد، خواجہ محمد میر صاحب متخلص بہ اثر برادرِ کوچک عیانی خواجہ میر درد مرحوم کہ دسا در مثنوی طبعزادِ خود استعمال فرمودہ اند یحتمل کہ خالی از حکمت نباشد۔ مانند ترو آر کہ بر زبان برادرِ بزرگ ایشاں بجائے تلوار جاری بود۔ غرضکہ پاک کنندۂ چمنستان ریختہ از خار و خس عیوب، ہمیں صاحباں بودہ اند۔ ازیں جہ شد کہ لفظ ستی و سیتی بجائے سی و مجھ دل کی بجائے میرے دل کی در کلام میرزا رفیع یافتہ می شود۔ ستی و سیتی در واسوخت بایدوید چنانچہ بیت اول بند اول این است۔

شعر
یا الٰہی میں کہوں کس ستی اپنا احوال
زلفیں خوباں کی مرے دل کی ہوئی ہیں جنجال

در بندِ دیگر بعد چند بیت سیتی ہم آمدہ است و مجھ دل کی دریں بیت ملاحظہ باید کرد

شعر
گرہ لاکھوں ہی غنچوں کی صبا اک دم میں کھولے ہے
نہ سلجھیں تجھ سے اے آہِ سحر مجھ دل کی گلجھریاں

و محبوباں جمع محبوب سوائے مضاف الیہ شدن ایں لفظ نزدِ فقیر کراہت دارد مانند ایں

مصرع　　　　ہاتھ سے جاتا رہا دل دیکھ محبوباں کی چال

و اگر ایں چنیں گفتہ باشد صحیح شود

کہ حالا در شاہ جہان آباد قیام دارند فصیح کمتر اند و غیر فصیح بیشتر۔ فصحا را از قبیل
فصحاے لکھنؤ خیال باید کرد و غیر فصحا جماعتے ہستند کہ والدین ایشاں از جاے دیگر
تشریف آوردہ در شہر سکونت ورزیدہ اند، چوں صاحب ولاد شدند، فرزندانِ
ایشاں از دو جہت۔ یکے آنکہ در شاہ جہاں آباد می باشیم ہر پوچ و یاوہ کہ میگوئیم ہمہ
فصیح در روزمرۂ دہلی ست، دوم اینکہ سواری اسپ و بانک و پٹہ و لکڑی و نیزہ بازی
آموختند و دانستن زبان اردو پیشِ اینہا قدر و منزلتے نداشتہ است۔ بعضی الفاظِ
دہلویاں را بالفاظِ والدین و دیگر اقربا منضم نمودہ زبانے پیدا کردند و قصد تحقیق
الفاظ فصیح ایں زبان در خاطر ایشاں متمکن نگشت۔
مختصر اینکہ سند اردو از گفتگوے ملوک و امرا و حواشی و حضار ایشاں جستن بہتر است
کہ فقیہ و شاعر و مہندس و محاسب طبیب و مغنی و صوفی و زنانِ پری پیکر در مجلس
ایشاں حاضر می باشند و اصطلاحِ ہر فرقہ را در گوش دارند، و در ہر فقرہ کہ اصطلاح
جاری میکنند بزرگ و کوچک را در قبول کردن آں گریز نمی باشد و زود ترمروت
می شود و ہر شخص فصیح و بلیغ در صحبت ایشاں تنگ میگردد و اگر سخنے را درست میگوید
و پسندِ خاطرِ امیر و حضار می شود بمباہات نزد اماثل و اقران ذکر آں بر زبان می آرد
و ہر صاحبِ کمال را وقت حرف زدن در خاطر خلد کہ مبادا حرفے از زبانِ من
برآید کہ موجب رنجش شود درین مجمع شود و ہمچنیں بندشِ دستار و دوختِ قبا و زیر جامہ
و کفش ہر چہ رواج می یابد بر پسند اینہا موقوف است، مثل لفظ کنگرہ کہ بمعنے
شنگرہ فرمودۂ فردوس آرامگاہ است، و ہمچنیں گلدم بمعنی بلبل و نکلسر بمعنی تیتہ
کہ در فارسی دراج گویند و سفید سر بمعنی سرخاب۔
حالاکہ ایں مقدمہ بدلیل ثابت شد تصدیقِ قول راقم آثم ضرور است، و آں اینست
کہ سر دفترِ فصحاے خوش بیان و مقدمۃ الجیشِ بلغاے طلیق اللسان و قصب السبق

ممتنع گردد۔ در مجلسِ عرب عرب و در صحبتِ ایرانی ایرانی و در مجمع تورانی تورانی و پیش فرنگی فرنگی ہستند۔ و ایں ہم یادِ خاطر یاراں باشد کہ دہلوی شدن موقوف بر تولد شخص در دہلی نیست و الا ساکنان مغل پورہ و ساوات بارہہ کہ در شاہجہان آباد بوجود آمدہ اند باید کہ دہلوی باشند و چنیں نیست زیرا کہ دہلوی آن است کہ روزمرہ او شبیہ بروزمرۂ باشندگانِ شہر دیگر نباشد ہمیں کہ حرف می زند شناختہ می شود۔ بخلاف اہل مغل پورہ کہ گفتگوے شاں مثابہ گفتگوے جوانان لاہور است و ہمچنیں حال ساداتِ بارہہ کہ کلامِ ایشاں با برادران ہم شہری ماناست۔ پس دہلوی عبارت از اولاد کسانے است کہ شستگیِ زبان و نفاستِ طبع و موزونیِ لباس و حسنِ نشست و برخاست و آراستگیِ خانہ بفرشہاے زیبا ایجاد نمودہ و مروج کردۂ ایشاں باشد۔ چہ فرزند ایشاں خواہ در شاہجہان آباد خواہ جاے دیگر بہم رسد بشرطِ تعلیم پذیرفتن در صحبت والدین یا عمو یا خال یا برادرِ بزرگ یا کہ مثلِ ایشاں باشد دہلوی باشد۔ مثل جوانانِ لکھنو کہ در یک دو لفظ مغائرت با دہلویاں دارند لیکن در دیگر صفات و قابلیت برابرند و ایں مغائرت از عدم توجہ در بعضی جواناں یافتہ شود۔ ہمہ را ایں حال نیست بلکہ دریں شہر ہر محلہ محلۂ فصیحان است بخلافِ شاہجہان آباد۔ و انکار ایں معنی از دانائی بعید است، چرا کہ باشندگانِ اینجا میدانند کہ ما در پورب سکونت میداریم، نشود کہ زبان سکنۂ اینجا یاد گیریم، ازیں جہت تحقیقِ الفاظ از پدر و مادر و دیگر بزرگانِ خود کہ از شاہجہان آباد آمدہ اند میکنند۔ دوم اینکہ اشخاصِ جلیل القدر فصیح زبان بیشتر از دار الخلافہ مدت ہا است کہ بہ بدرقۂ افلاس بیرون آمدہ بلادِ پورب را مسکن خود ساختہ اند لیکن از جہت قرب شاہجہان آباد بر شہرہاے دیگر کہ در ارض شرقی است ترجیح دارد و کثرتِ دہلویانِ فصیح دریں شہر بدرجہ است کہ حصر آں امکان ندارد، و دہلویانے

سے محروم رہے اور نام اُس کا رحم اور شفقت رکھیے۔ہم لوگ بھی تو اپنے
ہاتھ سے بکری سوائے عید قربان کے حلال نہیں کرتے اور یہی اشخاص صاف
کرکے گوشت بڑے آدمیوں کے مطابخ میں پہنچاتے ہیں اور بازار میں بیچتے
ہیں اگر تم بازار سے لیکر کھاؤ تو کیا مانع ہے۔

## جواب ازطرف بھاڑا مل

ہہیں پیرو مُرشد ہمارے دھرم ما نہیں جیو کا مارن بڑا دُوکھ ہے۔ ہور کھاؤنا
تو ہور بھی بُرا، ہور کھا تماری کی بات ہے تم کھا وند لوگ ہو۔ ہمارے تو
جو کوئی چونٹی بھی بھولے سے مار گیرہے تو اُسکے ہاتھ کا پانی پیونڑا گجب ہے۔
ہماڑے بڑے تاؤ سیلرام جی تھے اُونڑنے بھولے بسرے تے کھا کھنکھوری
دِہی کے باپ پر پیر رکھ دیا تھا سو وہی کا باپ مرگیا۔ سو باباجی نے دیکھکر فرمایا
نیوتی کے کھا یوہ کی کیا اب دَس ہجار روپئے کس کے گھرتے کاڈھوں جو اُسکا
دوکھ اُتاروں۔ ہور ہمیشہ نے ہماری کھاونڑ پیونڑ واسطے بھی ڈھیر چیجاں
پیدا کریں ہیں، موہن بھوگ، لوچیں، کچوری، اسرتی، میٹھے سُہال
کچنال، برے، سنبوسے، پراگڑی۔ کھُرمے، بالوساہی، گندوٹے، دھوئی
مونگ کی دال، دھوئی دھوئی اُرد کی دال، ہور ڈھیر سے ترکاریاں ہورآچار
ہور مگد کا لڈّو ہور گوند کے پاپڑ جو جو ربھی نوس بھرمادیں تو پھیر کھا نَوس
تنڑکی کو بھی بھول جادیں بلکوں بھولے بسرے بھی کھاؤنے میں نہ آدے۔

شرح این عبارت۔ ہہیں بکسر ہاء و تشدید ہاء ثانی مکسور و یاء مجہول و نون غنہ
لفظ بانیہ ہا باشد بجائے ہاں صاحب در اُردو۔ پیرومرشد بغیر واؤ بمعنی پیرومرشد
با واؤ عطف۔ ہمارے بامیم مفتوح با ہاء یکے شدہ و الف و راء و یاء مجہول بجائے
ہمارے در شاہ جہان آباد۔ ما نہیں در زبان ساداتِ بارہہ بمعنی درمیان گزشت

میدان براعت و مجدد قوانین لذاعت مصداق لوذعی المعی دریں زمان ذات ملکی ملکات جناب عالی است، برب کعبہ کہ تقریر آں حضرت بزبانِ اُردو در ہر فقرہ یاد از مقاماتِ حریری میدہد۔ احدے را از فصحاے ماضی و حال ایں طلاقتِ لسانی و تلمع بیانی نبودہ است و نیست و در ہیچ وقت سخن آنجناب خالی از لطیفہ نمی باشد۔ گاہے تجنیس است و گاہے ایہام و گاہے طباق است و گاہے ترشیح و وقتے محتمل الضدین۔ محرر داعی لطائفِ حضور را جمع نمودہ کتابے جداگانہ ترتیب می نماید۔ دیگر نواب عماد الملک مغفور کہ موجد بعضی قوانین ایں زبان است اُو ایجاد ش ہمہ مقبول۔ لیکن نسبت قوت طبع او با قوتِ طبع جنابِ عالی نسبت چاہ است با دریا۔ باایں ولیل کہ پوشاک و کلام وقت عماد الملک سواے ایں نبودہ باشد کہ حالا در شاہ جہاں آباد است۔ پس اگر پوشاک مردانۂ آنجا را مقابل پوشاک مردانۂ لکھنؤ بکنم بعینہ لباس بانیہ ہاے کاندھلہ و شاملی در جنب پوشاکِ مرزایانِ ایران است۔ گو در اصل بر پوشاک شہرہاے دیگر سواے لکھنؤ میچر بود پوشاک زنانۂ آنجا در بروے پوشاک زنانۂ اینجا حکم سرود زنان شرفاء در شادیِ فرزندان و دختر خود پیش سرودِ سیاں غلام رسول دارد، یا مقابلۂ کھاروۂ سرخ با اطلس سرخ است۔ بخدا کہ کلام مرداں اینجا ہر گاہ بکلام مردانِ آنجا سنجند بے شک و شبہہ مقابلۂ گفتگوے لالہ بھاڑا مل دھوسرا است با قوت نطق نواب عماد الملک

سوال از طرف نواب عماد الملک

اجی لالہ بھاڑا مل تمھارے احوال پر باللہ کہ ہم سخت متاسف ہوتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے اپنی عنایات سے تمھیں میات الوف کا مالک کیا اور اوقات تمھاری یہ کہ احد من الناس جس مسلمان کو قرض دیجیے اُسکے برابر ذائقہ صاحب کی لذت سے آشنا نہیں۔ بڑا تعجب ہے کہ آدمی با وصف تیسر تمھارے آتھی

اطلاقِ نیوتی برما درمخاطب پیش از گشته شدن مخاطب از روے مجاز باشد، چوں
اطلاقِ فاضل برطالب علم که آخر بعد تحصیل علم بر منصب فضیلت خواهد رسید - لیکن
این معنی نیوتی کے را فرزند ستردن گفتن درست نباشد، گو آں هر دو واحد است
و این عبارت در آں قریب عربی است که در حالتِ غضب بگئی "تبّیک اُمک"
گویند یعنی بگرید ترا مادرِ تو - اب بمعنی حالا - روپئے بمعنی روپیه ها - کاڈھوں با کاف
و الف و دال هندی با هائے یکی شده و واو معروف و نون غنه بمعنی برآرم در
فارسی باشد - پیمیشر با باء فارسی مفتوح و نون ساکن و میم مکسور و یاء مجهول و
سین مفتوح و رائے ساکن بمعنی خدا - پیوتڑ با باء فارسی مکسور و یاء معروف و واو
مفتوح و نون غنه و راء هندی بمعنی نوشیدن - ڈھیر با دال هندی با هاء متحد شده
و یاء مجهول و راء ساکن بمعنی بسیار - چیجاں جمع چیج با جیم فارسی و یاء معروف و جیم
ساکن بمعنی چیز - کریں با کاف و راء و یاء معروف و نون غنه بجاے کیں با کاف
و یاء معروف و نون غنه - کھریں بمعنی خرمه ها - مگد با میم و گافِ مفتوح و دال ساکن
قسمے از شیرینی دهند - حجور بمعنی حضور - نوس در آخر با سین بمعنی نوش با شین در آخر -
پھرا دیں بجاے فرمادیں - پھیر بجاے پھر بمعنی باز در فارسی - نوس تنڑکی با نون
مفتوح و واو مکسور و سین ساکن و تاء مضموم و یا نون یکے شده و راء هندی ساکن و
و کاف و یاء معروف بجاے منش و تنگی - بلکوں با واوِ مجهول و نون غنه بجاے
بلکه - بسرے با یاء مکسور و سین ساکن و راء و یاء مجهول بجاے بھولے - یا فارسی
کا یتھ ها مقابل فارسی صفاهانیاں و همچنیں فرس فضلاء و طلبهٔ علوم پورب که تقلید لهجه
مغل نیز مرکوز خاطر شاں باشد در جنب مغل -

سوال از میرزا صدرالدین صفاهانی

چرا ۲ و ۳ ماه برما نا مهرباں بودید که تشریف نیاوردید و مشرف نفرمودید ۲ و ۳ و پنجم که

بیو بجاے جی بمعنی جان بڈا. با دال ہندی بجاے بڑا بمعنی کلاں۔ دوکھ بادال و واو مجہول وکاف باہاے یکے شدہ بمعنی گناہ باشد۔ ہور۔ باہاوواو مجہول وراے بمعنی اور بجاے دیگر درفارسی۔ کھاؤنا بجاے کھانا بمعنی خوردن. کھا اختصار میں نے کھا باشد بزبانِ فصیحان دہلی کتابتِ آں بامیم مفتوح وکاف مفتوح باہاے یکے گشتہ۔ وتھاری باتاے مفتوح متی باہاے والف وراے ویاے معروف بمعنی تمہاری در اردو۔ وکی باکافِ مکسور ویاے معروف بجاے کیا بمعنی چہ براے استفہام درفارسی تم باتاے مفتوح ومیم ساکن بجاے تم در اردو بمعنی شما درفارسی۔ کھاوند بجاے خاوند۔ چوشی بمعنی چوہی یعنی مادہ موش واز چوہی تا چوشی تفاوت ہاے بلند و شجاعت باشد۔ مارگیرے بمعنی مار ڈالے یعنی بکشند۔ پیونڑا بجاے پیا بمعنی نوشیدن کتابتِ آں باباے فارسی ویاے معروف وواو مبدل باہمزہ متی با نون وراے ہندی جب بمعنی نشب ۔ تہ۔ بڑے باباے مجہول بمعنی کلاں تعظیماً۔ تاؤ۔ باہمزۂ مضموم و واو معروف بمعنی برادر کلان پدر۔ سالم نام با نہہ اُرٹنے باہمزۂ مضموم با نون راے ہندی یکے گشتہ بمعنی اوشاں درفارسی۔ تے بجاے سے بمعنی از درفارسی کھنکھجورا نام جانور مشہور رہند۔ ؛ جی کے باپ بمعنی پدر دختر باشد کہ در اردو مبی کا باپ گویند۔ کے بجاے کا دراضافت وقت خطاب باشد مانند فلاں زید کا بیٹا ہے اور فلانی زید کی بیٹی ہے۔ باباجی در ہندواں مراد از پدر پدر باشد۔ پھر ما یا باباے فارسی باہاے یکے شدہ وراے ساکن بمعنی فرمایا۔ نپوتی بکسر نون نے کیہ ہیچ نہ زاید۔ کے باکاف ویاے مجہول براے اضافت است یعنی اے فرزند سترون۔ ازیں کلام مراد قائل اظہار غضب بر مخاطب باشد زیرا کہ معنی نپوتی کے این است کہ ازیں حرکات زود است کہ از جہان گزراں درگذری ؛ چناں بے نام شوی کہ گویا مادر ترا نزادہ است یا ایں معنی کہ اے دشمن عقبٰی ... واست کہ گشتہ شوی وبادرت بے فرزند شود و

تمام شد فارسیِ لکتا پرشاد کہ درمیانِ کائیتھ ہا تومش سری واستم بود۔ شرحش اینکہ ہگا ہگا ہر دو بار بائے مفتوح و گاف والف بجا در کلام صرف میکرد بلکہ تا ایں لفظ از زبانش برنمی آمد حرف زدن بر و محال بود۔ شمو بجائے شما از راہِ ثقل گفتہ۔ و تاءِ پرداختہ را مکسور گفتہ ہا را ظاہر نمود۔ جوں بجائے جان ورد و درداشتہ ہم قاعدہ پرداختہ مرعی داشتہ۔ شکستہ تند بمعنی گمستر شد گفتہ۔ وگشتن بجائے زدن استعمال نمودہ۔ و لفظ رُو دیدہ را شرم بمعنی مُنھ دیکھے کی شرم نزدِ او بودہ۔ و زبون بمعنی زبان۔ و با دال راندہ ہم سلوک تاءِ پرداختہ ورزیدہ و ہاءِ مخفی را مثل ہاءِ بارز ظاہر ساختہ۔ و ایشوں بجائے ایشاں اسم اشارہ برائے جماعت و غرضش مخاطب بودہ۔ صوفی مذہب است بجائے صوفی مذہب ہستند گفتہ یا ایشوں بمعنی من۔ و آں عبارت بمعنی صوفی مذہب ہستم آوردہ۔ و ایں بیا سبق متعلق تراز اوّل است۔ و سید اشتی بمعنی سید ہشتند۔ و ندارد بجائے ندارند و ازو بجائے از شما۔ و راءِ امیر المومنین را مفتوح ادا کرد و الیہ السلام بکسرۂ الف بجائے علیہ السلام گفتہ۔ و دوست را غلام است بمعنی دوست را غلام ہستم آوردہ و مرد خوب راہندہ بمعنی مردِ خوب راہندہ ام۔ و ندارد بجائے ندارم مستعمل نمودہ۔ و مود با واو معروف بجائے ماہ۔ و مو با واو معروف بجائے ما۔ نیرسیدی بمعنی نرسیدند آں قدر بجائے ایں قدر۔ و غفلت بجائے غفلت۔ و دوستونت بجائے دوستانت تلفظ نمودہ۔ و ایں تو بجائے اینکہ یا بجائے ایں خود۔

سوال از مرزا کاظم اصفہانی

قبلہ خیلے مشتاق خدمت بودیم ایں وقت کہ جناب از درس و تدریس فارغ شدہ اند یحتمل کہ چیزے ہم نخوردہ باشند و بعد از طعام قیلولہ ہم ضرور است اگر حکم شود حاضر باشم و اگر بفرمائید فردا باز بخدمت برسم۔ ہنوز کہ دہ دوازدہ روز اینجا ہستم چہ

ازحیات مستعار خوش بگذرد غنیمت است اما خوشی خاطر بے مجالست دوستاں کجا
شعر
بہار عمر ملاقاتِ دوستداران است
چہ حظ برد خضر از عمر جاوداں تنہا

تنہا نہ گریۂ آدم بکار آید نہ خندہ، حالا بدستور می آمدہ باشید زندگی آدم ہمیں
قال و مقال و اختلاط است۔ جناب میدانند کہ مذہب من صوفیانہ است نمیدانم
کہ ہندو چہ قبح دارد و مسلماں چہ حُسن۔ ہر دو بندۂ خدا و نورِ چشم عارف اند۔ جہانِ
گذراں مثل حباب نقش برآب است آخر ہمہ را رجوع بمبدء خواہد بود نزاعِ لفظی کہ
زید بہ از عمرو است یا عمرو بہ از زید میانہ برادرانِ نوعی چہ ضرور سرِ زید بگردن عمرو۔
جواب از لالہ تکتا پرشاد سری واستم
ہگا ہگا ایں عاجز تشمو دو ماہ بگلگشت گلستون بیاری پرداختہ ہگا ہگا ولیکن آن
منبعِ عطوفت و احساں شربت جوں پرورعیادت را دریغ داشتہ ہگا ہگا۔ شعر
ما ز یاراں چشمِ یاری داشتیم
خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم
ہگا ہگا امیدم ازایشاں تشکستہ شود چوں احوال آں اہبت دستگاہ چناں
مبرہن گردید دیگر دم از دوستیِ کسے گشتن بیجا است۔ ہگا ہگا رو دیدہ راشرم
ہمی کنند و ایں کہ ہگا ہگا برزبوں راندہ کہ ایشوں صوفی مذہب است و ہگا ہگا تعصب
سے داشتے چہ نقصان می داشتی و اکنوں کہ ندارد ما راچہ نفعے ازو باللہ العلی العظیم
و با میر المومنین الیہ السلام دوست راغلام است و مردِ خوب را بندہ، و ہگا ہگا با آدم
خردماغ کائے ندارد۔ ہگا ہگا حیف کہ دردو موہ از مونپرسیدی آں قدر غفلت
ہم از حالِ دوستونت نشایستی۔ ہگا ہگا ایں تو رسم زمانہ است کہ شکایت از
دوست کردہ می شود۔

است - ایشوں بجاے ایشاں بمعنی شمار - خوک پوک بجاے خاک پاک از غلبۂ مغل - وایرون بجاے ایران - بودی بجاے بوده - دآو بمعنی شما - کسی مغل بجاے ہیچ مغل - ندیده است بجاے ندیده ام - سخون دراصل بمعنی سخن وصحت دارد لیکن جناب مولوی صاحب از سبب لہجۂ وطن شریف واو معروف ازدیاد کرده اند - من دانستیم بجاے من دانستم - ووے بجاے شما - وزبون بجاے زبان از جہت مغلیت - نشستہ است بجاے نشستہ ہست - گپ زدگی بجاے گپ خواہم زد - بلک بابا مفتوح و لام مکسور و کاف ساکن براے ترقی کلام - کل مافی بالہ مراد ہرچہ دردل اوست و مراد مولوی صاحب ہرچہ دردل شماست باشد چراکہ مخاطب انمائب ارشاد میفرمایند دادی خواہد شد بجاے داده خواہد شد کتب معقول بفک کسره اضافت - واین کس بمعنے من - چارچہ بجاے چرچہ - انشاء اللہ تعالیٰ خواہد شدن بجاے خواہد شد با وصف خواہد شد دریجا مصرف ندارد - وعالم امکان بامیم مکسور در عالم وگرمی صحبتے بغیر کسرۂ اضافت - وشعرا بروزن عذرا - زبان شعرا بانون غنہ بجاے زبان شعرا بکسر نون وفتح عین وسیم برم بیروں از تقطیع براے ضرورت - از نقول عجیبہ این کہ زمانے بعضے اعزه بسندیلہ رفتہ بودند محامد جناب مولوی حیدر علی صاحب کہ اعلم علماے معقولیاں ہستند شنیده مشتاق ملازمت ایشاں بودم ومیخواستم کہ بتقریبے سفر سندیلہ اختیار نموده بتحصیل این دولت عظمیٰ پردازم - از حسن اتفاقات جناب ایشاں بحسب ضرورتے بہ لکھنؤ تشریف آورده در اسپا مئو کہ فرودگاه رسالۂ عبدالرحمٰن خاں قندھاری است فروکش گردند - داعی راقم از وصول این نوید جاں بخش زود تر سوار شده بخدمت ایشاں حاضر شدم و براے ترفع خود در چشماں قصیدۂ غیر منقوطۂ خود راکہ موسوم بطور الکلام و آخر آں مشتمل بر صنایع چند است باین گماں کہ پسند ایشاں موجب مزید اعتبار من خواہد شد بر ایشاں عرض کردم

عرض نکنم که فلکِ کجرفتار دست از بازیها برنمیدارد، والا چندروز درخدمت آب وضوی ملازمان کردم۔ چند شبهه که در شرحِ اشارات بخاطر داشتم وجوابِ آنها اندکی عسیر می نماید بآسانی تمام ازجناب برطرف می شد ولے ولے اینجا قدر ملازمان را کمیداند برابر یک سبزی فروش یا چونه پزایران اوقات ندارید قبله بیا بولایت برویم۔

جواب از مولوی عبدالفرقان

ارے برہان لائیس از فصحت و بلغت آں بازعان دانستی شدی که مولدِ ایشوں از خوک پوکِ ایران بودی۔ ارے برہان لائیس او بلبل ہزارداستان را نعم البدل بود۔ من باین فصحت کسے مغل را ندیده است ہیں که او گوہرسخون را بمنقبۂ بیاں سُفتہ۔ ارے برہان لائیس من دانستیم که وے مالک بون است۔ ارے بُرہان لائیس من طعام را فارغ میخوریم وخُسپیدگی رانمی خواہیم تا او شستہ است گپ زدگی و جمیع تسلوک را ارے بُرہان لائیس ملک کُل ما فی باله پاخ دادی خواہد شد۔ وازینکه او را شوق سوے کتبِ معقول ہست ارے بُرہان لائیس غنچۂ خاطر ایں کس گل گل بشگفت انشا اللہ تعالیٰ عظم شانه ولا لحاظ احسانه۔ ارے برہان لائیس دیگر بیارچہ ہم انشا اللہ تعالیٰ ازقسم شعرخواہد شدن۔

ہرکجا درعالم امکاں ہست گرمی صحبتی
بیگما شمع زبان شعرا دراں بزم روشن است

گفتگوے مغل و مولوی بانجام رسید۔ حالا شرحِ کلامِ حضرت مولوی گوش باید کرد

اری برہان لائیس با ہمزۂ مفتوح و راء و یاء و باء مضموم و راء ساکن و ہاء و الف و نون و لام و الف و ہمزه و یاء معروف و سین ساکن بجاے بیگا بیگا در کلام لاله کتا پرشاد خیال باید کرد۔ وفصحت و بلغت ہماں فصاحت و بلاغت بغیرالف است وآں بمعنی تنہا یعنی بمالی قدر۔ و دانستی شدہ بجاے دانسته شده ایں ہمیں تا غفلت را غور کردن واجب

رسول حق کا محمد نبی خیر انام
اے فخر کون و مکاں تجھ اوپر درود و سلام
ہے امر ہم کو صلوا و سلموا تسلیم
ہے امتثال امر کا واجب اے مومناں مدام

بالجملہ بعد چندے کہ ہمراہ الماس علیخاں بہادر وارد سندیلہ شدم و تکرر ملازمت مولوی صاحب ممدوح دریافتہ مخمس را بایشاں عرضہ دادم پسند خاطر نازک پسند افتاد و ہماں لحظہ نقل آں گرفتند۔ سیاہ کردن کاغذ بہ نقل مذکور ازیں جہت است کہ بعضی خرد دشمناں ایں گماں دارند کہ فضلا شعر را موجب پستی پایۂ خود دانستہ متوجہ نمی شوند والا درانند کہ توجہ ہر چہ خواہند بگویند یقینی است کہ بہ از شعرا گفتہ شود و چند شعر نامربوط کہ مثل قصیدۂ مذکور از زبان ایں بزرگاں بشنوند آں را محیط معانی و گنج بدایع تصور کنند و نمیدانند کہ شاعری بے نسبت اصلی شخص با روح القدس ممتنع است مر زار فیع امی باشد و شعر آں فصاحت و بلاغت بگوید و صاحب قصیدہ بایں رفعت و تشخص علمی چنیں نافہمیدہ راہ رود جائے عبرت است۔ و از ہمہ عجب تر اینکہ با عتقاد طلبۂ علوم جناب ایشاں میرزا ہستند لہجۂ فرس ہم از اہل ایران یاد گرفتہ و زبان اردو ہم در شاہ جہاں آباد آموختہ و چوں حکمائے یونان در علم موسیقی نیز کہ اصلے است از اصول اربعۂ علم ریاضی مشق را بکمال رسانیدہ بودند مولانا ہم عشاق و عراق و حجاز و بیات و غیر آں مقام و گوشہ ہائے فارسی و بھیروں و بھیماس و بھیروی و للت و رام کلی و کھٹ و گنکلی و بھیار و سگھرئی و سوہا و گوجری و کندھار و رساوری و ٹوڑی و بلاول و الہیا و دیوگری و دیگر راگ و راگنیہا مثل ہمیں راگنیہائے صبح در حاشیہ خیال دارند و گاہ گاہے روبروے کدام خفا شنے کہ از شاگردان خاص است خیال خوانده داد طلب می شوند۔ قربان ایں شعور و بلا گردن

جناب معزی الیہ قصیدہ را شنیدہ دررِ غررِ تحسین و آفریں را تفویض دُرجِ سامعۂ ایں
ہیچمداں کردند۔ چوں احقر العباد آثم در وقتِ والد مرحوم تحصیل کتب درسیۂ منطق و
حکمت بعمل آوردہ بودم و از مدتے کہ فرطِ محبت شعر و مجالست با دوستاں فکر معاش
و ضیق کوچۂ تلاش عنانِ شوق را ازاں طرف برگردانیدہ آنچہ خواندہ بودم بسہو انجامیدہ
بود سوائے اختلاط شعر و سخن، اظہارِ مقدماتِ علمی در حضرت ایشاں حمل بر تنک ظرفی
خود کردہ ام وبناءً علیہ گزارش نمودم کہ بگوش فقیر رسیدہ است کہ جناب در سہ زبان
یعنی عربی فارسی و ہندی شعر فرمایند۔ ہرچند کہ ایں بندہ را لیاقتِ آں کجاست کہ
فرمودۂ ملازمانِ عالی را بفہمد لیکن اگر بقدرِ فہم ایں بے بصیرت چیزے تیمناً و تبرکاً
ارشاد شود بعید از بندہ نوازیہا کہ شیوۂ بزرگان است نیست۔ ارشاد شد کہ مرا انشاء اللہ
خاں صاحب است میفرمایند من در ہر سہ زبان مذکور چیزے موزوں میکنیم۔ لیکن چوں
آدم بر زبانِ خود زیادہ از زبانِ دیگر قادر می شود و اطمینانے کہ از لہجۂ ملک خود دارد
از زبان ملک بیگانہ ندارد برائے ایں التماس کردہ می آید کہ ہرچہ ازاں خاطرم جمع
است اشعار ہندی است۔ گفتم ازیں چہ بہتر چیزے باید خواند۔ از فرط تلطف و کمال
رافت قصیدۂ کہ در ہماں ایام از نتائج طبع شریف ایشاں در نعت سرورِ کائنات
صلے اللہ علیہ وسلم موزوں شدہ بود تفویض صماخ راقم نمودند۔ صلۂ آں پیش حملۂ
عرش رب العالمین است روز قیامت پیش خواہند کشید۔ حقیر مجرم بعد از استماع بالحاج
تمام قصیدہ را گرفتم از بسکہ ہیچ مفرحے بزعم من باو نرسید زیرا کہ ہر مصرعش برائے
تفریح طبع اہل مجلس حکم یک قطعۂ زعفراں داشت بخاطر رسید کہ خمس آں درست نمودہ
یادگارے در جہانِ گذراں باید گذاشت۔ الحمد للہ کہ بعنایتِ ایزدی ایں مہم باسانی
صورتِ تمامی پذیرفت و درینجا برائے افادۂ طالبانِ فن ایراد دو بیت از قصیدۂ
مذکور بعمل آمدہ

نظم

اے صاحب آپ کیوں باندی بندوڑوں کے مُنھ لگتی ہیں۔ ایسی باتوں سے ہوتا کیا ہے۔ زنا خی ہم تو آگے ہی یہ بات جانتے تھے کہ اس زمانے میں غریب پر رحم کرنا اچھا نہیں۔ پر کیا کریں آندروا لاکمبخت نہیں مانتا۔ کیا جانیے ایسے کرتوتوں سے کیا جتن ہوتا ہے۔ اس چڈو کا کیا دوس ہے کردۂ خویش آید پیش۔

جواب از کنیزِ مولوی کرم الرحمٰن

بیڈم صاحب اِہٹاں ٹھڈائے جانت ہے جو میں تجھ بھی تھے ہوں تُرم سبھی بیاں اُٹھے رہیں میں تو نہ بولوں نہ چالوں جن آپ سن آئے یہ بات ٹھس ہے اور مورا نام ٹھس ہے اُہ تی بُرماں بانس تے وِیوں میں تو جیتی ناہیں ٹرت ٹھہ جاؤں تُم بی بی موری ٹا دِلّا ہُو میں تو بَل بَل جاؤں تُمرے ٹُٹرے سے آسرے پے آوت رَہوں تُمرا صدٹا ٹھاوٹ رہوں اور ٹھا تم صاحب مَنھ ٹا ٹھن رہے ٹہ ہیاں تی ٹوئی باٹ باہرٹھی تو تَی اپنا ٹیا پَی ہے سومیں بُرجَری اب ٹا تِورانی رَہوں جو بی بی سن ٹھوں ٹہ بیڈم صاحب اور ٹھا نم صاحب تُم ٹاں بُراٹھت رہیں اور تُمرا دَلاّرت رہیں ٹھٹھیٹ ٹروجہ بُرجَری ٹَینو ٹھِس ہوے وہٹی ناٹ ٹاٹ ڈارو سَینہ ٹا ٹران تی ٹسم اَورسَلَم جھدین ٹریا میں نا نہیں بولوں۔"

کلام بی نورن کسبی باشندۂ کو چۂ بلاقی بیگم بامیر غفر غلینی و یائی۔

اجی آؤ میر صاحب تُم تو عید کے چاند ہوگئے۔ دلّی میں آتے تھے دو دو پہر رات تک بیٹھتے تھے اور ریختے پڑھتے تھے، لکھنؤ میں تمھیں کیا ہوگیا کہ کبھیں تمھارا اثر آثار معلوم نہ ہُوا ایسا نہ کیجیو کہیں آٹھوں میں بھی نہ چلو، تمھیں علیؑ کی قسم آٹھوں میں مقرر چلیو۔"

جواب از میر غفر غلینی و یائی۔ مراد از غفر غلینی و یائی این است کہ وقتِ تکلم بجاے

ایں عقل باید شد ہر گاہ در سرودن مضائقہ نکردند در ساز زدن کدام عیب است
حبذا مجلسی کہ در وعلماء فراہم آیند و از ہمیں ہا یکے جوڑی بزند و دیگرے سارنگے
بنوازد و یا یکے ساز در دست بگیرد و دیگر

اُنظر الینا او میاں چیرے والے
مَاق المجالُ علینا سانوں بھی اپنی کول بلا لے
بَہجرِکَ میڈی جان اِمُلِس بَین یَدَینا
بھویں تہاری مانوں بھالے

بسراید۔ جائیکہ جناب مولانا با ایں ہمہ تحقیق و تفتیش ریختہ را بایں صحت و درستی و موزونی
ادا کنند مولوی عبدالفرقان ہم اگر فارسی را بنوعے کہ گذشت استعمال نماید چہ گناہ
کردہ باشد۔

ہمچنیں گفتگوے زنان خانگی وکسبی شاہ جہاں آباد مقابل زنان ہمجنس شاں در لکھنؤ
بعینہٖ گفتگوے برکاونی کنیز الکن مولوی کرم الرحمٰن است، مشہور وملقب بیان یحیٰی
در جنب گویائی براتی بیگم و موتی خانم شاہ جہاں آبادی است۔ یا کلام میر غفر غنیی و
یائی کہ باشندۂ دہلی است با زبانِ پری پیکر کوچۂ بلاقی بیگم با اختلاط خدمتگار ٹھاکر
بادام سنگھ جاٹ ساکن آؤ با تفضل حسین خاں علامہ۔

## سوال از براتی بیگم و موتی خانم

اری سر مونڈی باندی تو اتنا جھوٹھ کیوں بولتی ہے۔ اللہ کرے تیری بوٹی بوٹی
اویزوالیاں لے جائیں اُڑ جائے تو خیلا خندی میں نے کب ستیاناس کی تیرے
میاں کی جورو کا گلا کیا کہنے والی کو علی جی کی مار ہووے ڈریے تیرے دیرے مے
بیٹھے بٹھائے کیا اُشغلا اُٹھایا ہے، بھُس میں چنگاری ڈال جمالو دُور کھڑی۔
تا اینجا عبارت براتی بیگم بود۔ کلام موتی خانم

وہ غوگ توسب مغگئے اوغ اُنکی قدغ کغنے واغے بھی جاں بحق تسغیم ہوے
اب غکھنؤ کے جیسے چھوکغے ہیں ویسے ہی شاعغ ہیں اور دغی میں بھی ایسا ہی
کچھ چغچا ہے تخم تاثیغ صحبت کا اثغ۔ سبحان نغاہ یہ کون میاں جغئت ہیں
بغے شاعغ کوئی ونسے پوچھے تو تمھا غا خاناں کس دن شعغ کہتا تھا اوغ
غضا بہادغ کا کونسا کیام ہے۔ اوغ میاں مصحفی کہ مطغق شعوغ نہیں غکھتے
اگغ پوچھیے کہ ضغبَ یدعمغاً کی تغکیب تو ذغا بیان کغو تو اپنے شاگغدوں کو
ہمغاہ غیکے غغنے آتے ہیں۔ اوغ میاں حسغت کو دیکھو اپنا عغق بادیان
اوغ شغبت انانیں کو چھوغ کے شاعغی میں آکے قدم غکھا ہے۔ اوغ
میغ انشاءاغاہ خاں بچاغے میغ ماشاء آغاہ کے بیٹے آگے پغیغزاد تھے ہم بھی
گھوغنے کو جاتے تھے اب چند غوزسے شاعغ بنگئے۔ مغزا مظہغ جانجاناں صاحب
کے غوزمغے کو نام غکھتے ہیں۔ اوغ سب سے زیادہ ایک اوغ سُنیے کہ سعادت
یاغ طہماسپ کا بیٹا اوغی غیختے کا آپ کو جانتا ہے، غنگیں تخغص ہے۔ ایک

---

وہ لوگ تو سب مرگئے اور اُنکی قدردانی کرنے والے بھی جاں بحق تسلیم ہوے اب لکھنؤ کے جیسے چھوکرے ویسے ہی
شاعر ہیں، اور دلی میں بھی ایسا ہی کچھ چرچا ہے تخم تاثیر صحبت اثر۔ سبحان اللہ، یہ کون میاں جرأت، بڑے
شاعر، پوچھو تو تمھارا خاناں (آزاد نے اسے رلے اں لکھا ہے) کس دن شعر کہتا تھا اور رضا بہادر کا کون سا
کلام ہے۔ اور وہ دوسرے میاں مصحفی، کہ مطلق شعور نہیں رکھتے، اگر پوچھیے کہ ضرب زیدٌ عمراً کی ترکیب تو ذرا بیان
کرو، تو اپنے شاگردوں کو ہمراہ لیکر لڑنے آتے ہیں۔ اور میاں حسرت کو دیکھو، اپنا عرق بادیان اور
شربت انارین چھوڑ کے شاعری میں آکے قدم رکھا ہے۔ اور میر انشاءاللہ خاں، بچارے میر ماشاءاللہ
خاں کے بیٹے، آگے پری زاد تھے، ہم بھی گھورنے جاتے تھے، اب چند روز سے شاعر بنگئے
میرزا مظہر جان جاناں کے روزمرے کو نام رکھتے ہیں۔ اور سب سے زیادہ ایک
ور سُنیے کہ سعادت یار طہماسپ کا بیٹا، انوری ریختے کا آپ کو جانتا ہے۔ رنگین تخلص ہے۔ ایک

لام و راء بیشتر غین و کمتر یاء از زبانش برآمده باشد۔ بیان صورت میر بذ کواین که سیاہ رنگ، کوتاہ قد، فربہ گردن، دراز گوش، بندش دستار بطور بعض قند سازانِ کہنہ، رنگش سبز یا اگرئی و الّا اکثر سفید، گاہے گلِ سرخ ہم در گوشۂ دستار میزنند۔ و جامۂ مصطلح ہندوستان نہ جامۂ لغوی در بر مبارک بسیار پاکیزہ میباشد چوں لباس باریک را از ینجہت کہ برائے زناں مقرر است نمی پوشند۔ رخت پوشاکے ملازم شریف ایشاں اکثر گندہ است لیکن قیمتی دو نیم روپیہ را ایک تمام در یک جامہ صرف می شود۔ چولی زیر پستاں بالائے آں دوپٹہ پستولیہ، دامن برزمین جاروب می کشد۔ و مسی ہم بر دندان مبارک می مالند و پاپوش از سقرلاطِ زرد و در جاق وسطِ آں ستارہ از تارہائے طلائے غیر خالص۔ حالا کہ ہیئت معلوم شد طرز کلام بازنِ کسبی باید کشید

اجی بی نوغن یہ بات کیا فغماتی ہو تم تو اپنے جیوغے کی چَین ہو یغ کیا کہیں جب سے دغی چھوٹی ہے کچھ جی افسغدہ ہوگیا ہے، اوغ شعغ پغھنے کو جو کہو تو اس میں بھی کچھ غلطف نہیں غہا۔ مجھ سے سُنیے اوغ یغختے میں اُستاد میاں وغی ہوے اُنپغ توجہ شاہ گلشن صاحب کی تھی۔ پھغ میاں آبغو اوغ میاں ناجی اوغ میاں حاتم پھغ سب سے بہتغ مغزا غفیع السودا اوغ میغ تقی صاحب پھغ حضغت خواجہ میغ دغد صاحب یغداغاہ مغقدہٗ جو میغے بھی اُستاد تھے۔

۵۱ میر غفر غینی کی گفتگو صاف زبان میں یوں ہو گی ۔

اجی بی نورن! یہ کیا بات فرماتی ہو، تم تو اپنے جوڑے کی چَین ہو، پر کیا کہیں، جب سے دلی چھوٹی ہے کچھ جی افسردہ ہوگیا ہے اور شعر پڑھنے کو جو کہو تو اس میں بھی کچھ لطف نہیں رہا۔ مجھ سے سُنیے ریختے میں اُستاد میاں ولی ہوے، ان پر توجہ شاہ گلشن صاحب کی تھی پھر میاں آبرو اور میاں ناجی اور میاں حاتم۔ پھر سب سے بہتر مرزا رفیع السودا اور میر تقی صاحب پھر حضرت میر درد صاحب برد اللہ مرقدہٗ جو میرے بھی اُستاد تھے

یہاں سے ہے گے پسے دومی کھارغو

اوغ نچوغی انگیا اوغ نگوغی انگیا اوغ مغوغی انگیا۔ اوغ معد ہوکے یوں کہئے

کہیں ایسا نہ ہو کمبخت میں ماغی جاوں

اوغ ایک کتاب بنائی ہے اُس میں غندیوں کی بوغی لکھی ہے۔ اوپغ واغیاں چیغیں، اوپغ واغا چاند، اُجغی دھوبن، اندغ واغا دغ، اوغ سہ گانہ دوگانہ لیگانہ زناخی اغاچی دوست۔ اوغ میغے میں جانے کا کونسا غطف ہے، کس واسطے کہ لکھنؤ کے گانے واغے بھی غونڈے یا غندیاں ہیں۔ اگغ غونڈے کو دیکھو تو دوپٹے بھغوے سوغی کے بنائے ہوے یاد ہیں۔ سندھ یا جنگغا یا کافی کے سوا بھناک کان میں نہیں پغی۔ عجب طغح کے بوغ کہ فہم میں نہیں آتے۔ گذاغا دم کسی طغح ہو جاندا یاغ سمھاغ پیغ دھغنا وغیغی صحغا مجنوں دا۔ اوغ کپغے بھی دیکھو تو نئی طغح کے، سغ میں بیغیاں رکھے ہوے اوغ چوغی بھی انگغکھے کی چوتغوں کے اوپغ، اوغ ازاغ کے پائنچے بھی

یہاں سے ہے کے پسے ڈولی کھارہ

اور نچولی انگیا اور نگوڑی انگیا اور مروڑی انگیا۔ اور مرد ہو کے یوں کہے ع، کہیں ایسا نہو کمبخت میں ماری جاؤں

اور ایک کتاب بنائی ہے، اُس میں رنڈیوں کی بولی لکھی ہے اوپر والیاں، چیلیں۔ اوپر والا، چاند اُجلی، دھوبن۔ اندر والا، دل۔ اور سہ گانا، دوگانا، لیگانا، زناخی، الاچی (یعنی) دوست۔ اور میلے میں جانے کا کون لطف ہے۔ کس واسطے کہ لکھنؤ کے گانیوالے بھی لونڈے یا رنڈیاں ہیں۔ اگر لونڈے کو دیکھو تو دوپٹے بھڑوے شولے کے بنائے ہوے یاد ہیں۔ سندھ یا جنگلا یا کافی کے سوا بھنک کان میں نہیں پڑی۔ عجب طرح کے بول کہ فہم میں نہیں آتے۔

گذرا لادم داوے کسی طرح ہو جاندا یار سمھال پیر دھرنا و لیلے مجنوں دا

اور کپڑے بھی دیکھو تو نئی طرح کے۔ سر میں بیریاں رکھے ہوے، اور چولی انگرکھے کی چوتڑوں کے اوپر اور ازار کے پائنچے بھی

قصا کہا ہے۔ اُس مثنوی کا دغیذیغ نام غکھا ہے۔ غندیوں کی بوغی اُس میں باندھی
ہے۔ میغ حسن پغ زہغ کھایا ہے، ہغ چند اُس منغوم کو بھی کچھ شعوغ نہ تھا
بدغ منیغ کی مثنوی نہیں کہی گویا سانڈے کا تیغ بیچتے ہیں۔ بھغا اسکو شعغ
کیوں کغ کہیے ساغے غوگ غکھنؤ کے اوغ دغی کے غندی سے غیکغ مغد
تک پغھتے ہیں

چغی واں سے دامن اُٹھاتی ہوئی　　کغنے کو کغنے سے بجاتی ہوئی

سو اس بچاغے غنگین نے بھی اُسی کے طوغ پغ قصہ کہا ہے کوئی پوچھے کہ
بھائی تیغے غاغ داغ مستم، غیکن بچاغا بغچھی بھاغے کا غکھنے واغا، تیغے
کا چغانے واغا تھا تو ایسا کہاں سے قابغ ہوا۔ اوغ کغھائی پن جو بہت مزاج
میں غندی بازی سے آگیا ہے تو غیختے کے تئیں چھوغ کغ ایک غیختی ایجاد
کی ہے اس واسطے کہ بھغے آدمیوں کی بہو بیٹیاں پغھکغ مشتاق ہوں اوغ
اُنکے ساتھ اپنا منھ کاغا کغیں بھغا یہ کغام کیا ہے کہ۔

---

قصہ کہا ہے۔ اُس مثنوی کا ولیذیر نام رکھا ہے رنڈیوں کی بولی اسمیں باندھی ہے، میرحسن پر زہر کھایا ہے۔ ہرچند اس
مرحوم کو بھی کچھ شعور نہ تھا۔ بدر منیر کی مثنوی نہیں کہی سانڈے کا تیل بیچتے ہیں۔ بھلا اسکو شعر کیونکر کہیے سارے
لوگ لکھنؤ کے اور دلی کے رنڈی سے لیکر مرد تک اسے پڑھتے ہیں　بیت

چلی وہاں سے دامن اُٹھاتی ہوئی　　کڑے کو کڑے سے بجاتی ہوئی

سو اس بچارے رنگین نے بھی اسی طور پر قصہ کہا ہو۔ کوئی پوچھے کہ بھائی، تیرا باپ سالدار ستم، لیکن بچارا برچھی بھالے
کا چلانیوالا تھا۔ تو ایسا قابل کہاں سے ہُوا۔ اور کراہی پن (یا کلاہی پن، معلوم نہیں یہ کیا لفظ ہے، لیکن آزاد کے
متھدین کا لفظ لکھ دیا ہے اور اس لفظ کو صاف اُڑا گئے ہیں) جو بہت مزاج میں رنڈی بازی سے آگیا ہے، تو ریختے
کے تئیں چھوڑ کر ایک ریختی ایجاد کی ہے۔ اسواسطے کہ بھلے آدمیونکی بہو بیٹیاں پڑھکر مشتاق ہوں اور اُنکے ساتھ اپنا منھ
کالا کرے۔ بھلا یہ کلام کیا ہے۔ (ع)

مجھکو ایک غنڈی دیکھ کے کہنے لگی غا غا جی تم کہاں سے تشفیف غائے ہو۔ میں نے کہا
جھوٹی کی ماں کی ...... سے، کہنے لگی تم قلغی گغ ہو، میں نے کہا کہ تم بھی اپنی
دیغ کو دغست کغوا غو، قیں قیں قیں قیں قیں قیں۔ اوغ ایک زمانہ وہ تھا کہ
بی کھما بائی اوغ بی چمینی بائی تھیں، گغ اناغ جو غاہے تو سبز انگیا، اوغ سبز
جو غاہے تو گغ اناغ انگیا، اوغ ٹانگوں میں بھی تنگ، ازاغ کمخاب کی ایسی
کہ چاغ گھنے میں کھینچو تو کھنچے، اوغ نیچے ہٹے۔ اوغ ناک میں نتھ، اوغ
کغتی میں گنغ، پنچ تکما خوبصوغت سا یا قوت کا یا ہیغے کا یا زمغد کا اوغ بہاغ
دے غہا ہے۔ اوغ اس حسن و جماغ پغ ماغے شغم کے سغ اُٹھا کے نہ دیکھنا اوغ
بوغنا بھی تو معقوغی بوغنا، اوغ مندغ طنبوغے بغیغ کبھی نہ گانا۔ اوغ غونڈے
بھی ایسے ٹھاٹھ کے، کہ جنکو دیکھ کے پغی بھی بھچک غہ جائے سائے سغ میں باغ
کسی کے گلے میں فاختائی جوغا اوغ کسی کے گلے میں طوطکی اوغ کسی کے گلے
میں غاغ۔ قطب صاحب کی امغیوں تلے چھاؤں تلے دنش یاغ نے جہاں

---

مجھکو ایک رنڈی دیکھ کے کہنے لگی۔ "لالا جی، تم کہاں سے تشریف لائے۔ میں نے کہا کہ جھوٹے کی ماں کی ..... سے" کہنے لگی "تم قلعی گر ہو" میں نے کہا کہ "تم بھی اپنی دیگ درست کروا لو" "قیں قیں قیں قیں قیں قیں !!" اور ایک زمانہ وہ تھا کہ بی کھما بائی اور بی چمینی بائی تھیں، گل انار جوڑا ہے تو سبز انگیا اور سبز جوڑا ہے تو گل انار انگیا، اور ٹانگوں میں تنگ ازار کمخاب کی ایسی، کہ چار گھنٹے میں کھینچو تو کھنچے اور نیچے ہٹے۔ اور ناک میں نتھ اور کرتی گلے میں تکمہ خوبصورت سا یاقوت کا یا ہیرے کا یا زمرد کا اور ہی بہار دے رہا ہے۔ اور اس حسن و جمال پر مارے شرم کے سر اٹھا کے نہ دیکھنا اور بولنا بھی تو معقولی بولنا اور مندل طنبورے بغیر کبھی نہ گانا۔ اور لونڈے بھی ایسے ٹھاٹھ کے کہ جنکو دیکھکے پری بھی بھچک رہ جائے۔ سائے سر میں بال، کسی کے گلے میں فاختائی جوڑا کسی کے گلے میں طوطکی، اور کسی کے گلے میں لال۔ قطب صاحب کی اِملیوں کی چھاؤں تلے جہاں دسہرہ

دھیلے ، اوغ جوتا بھی بغچودانی داغ ، غاحوغ وغا قوت اغابلاہ - اوغ
غندیاں بھی توٹپے کے سوا گانے سے غبط نہیں غکھتیں ہیں - چیغے واغایاغ
میغاوے سیی واغایاغ میغاوے ناجاوے مخغم ناجا کبھی توساوغی ال گغاوے -
اوغ جاغی کی کغتی اوغ گاچ کی انگیا اوغ دوپٹہ بھی گاچ کا اوغ پیغو
بھی کھغا ہوا اوغ پائجامہ بھی بے قغینے دھیلے پائنچے اوغ ازاغ بند
کا دوغ بھتی بلا اوغ ناچنے میں مطغق نہ تانا نہ سین نہ بین اوغ نہ گاتے
گاتے سامنے آکے دامن پساغ کے بیٹھنا ایسی پھوہغ بے سغیقہ سب کی سب
کہ دو کوغی کے بیغ انکے ہاتھ سے کھانے کو جی نہیں چاہتا - اوغ جب مزے
میں آوینگی تب ٹھمغی گا وینگی اوغ ٹھمغی بھی ایسی بغی کہ نعوذ بلاہ اسکے
کیا معنے - میغی گغی پو پھیغ یا ہو ہتھیا چغھ کے آیو پیا موغا غوک جانیں خداغ
آیو ہو - اوغ اس پھوہغ پنے پغ آپ کو گغم بھی جانتی ہیں اوغ ہغ
ایک بھغے ادمی سے ٹھٹھا کغنے کو مستعد ہو جاتی ہیں اوغ پھبتی بھی کہتی ہیں

---

ڈھیلے اور جوتا بھی بڑچودانی دار - لاحول ولا قوۃ الا باللہ - اور رنڈیاں بھی ٹپے کے سوا گانے سے ربط ہی
نہیں رکھتی ہیں - چیرے والا یار میلا ڈے میے والا یار میلانے ناجا ڈے محرم ناجا کبھی تو ساڈی مال گرا وے
اور جالی کی کرتی اور گاچ کی انگیا اور دوپٹا بھی گاچ کا اور پیڑو بھی کھلا ہوا اور پائجامہ بھی بے قرینے ڈھیلے
پائنچے اور ازار بند کا ڈول بھی ایسا کہ بھتی بلا - اور ناچنے میں مطلق نہ تانا نہ سین نہ بین ، اور نہ گاتے گاتے
سامنے آکے دامن پسار کے بیٹھنا - ایسی پھوہڑ بے سلیقہ سب کی سب کہ دو کوڑی کے بیر انکے ہاتھ سے
کھانے کو جی نہیں چاہتا اور جب مزے میں آوینگی تب ٹھمری گا وینگی ، اور ٹھمری بھی ایسی بری کہ نعوذ باللہ
اسکے کیا معنے - میری گلی پو پھیریا ہو ہتھیا چڑھ کے آیو پیا مورا لوگ جانیں سردار آیو
اور اس پھوہڑ پنے پر آپ کو گرم بھی جانتی ہیں - اور ہر ایک بھلے آدمی سے ٹھٹھا
کرنے کو مستعد ہو جاتی ہیں ، اور پھبتی بھی کہتی ہیں -

پغدے کو اُغت کغ لکھنے سے جب یاغ نے جغوا دکھغایا
تب چھپ کے بشکلِ انسانی نام اپنا محمدؐ غکھوایا
و غیغ ہے وصف اُس گیسو کا ابغو کو ہغاغ نہ کیونکہ کہوں
مازاغ کا سُنا عغش پہ جا آنکھوں میں زوغ ہے کھغوایا
آدغ کوئی بندہ خدا کا یہ سہ حغفی لغہ غہا ہے۔

## نظم

اعغف اغاہ کو تو واحد جان
ب بدی کا تو نہ مادغ ہیں دھیان
ت توئی اوغ منی سے تو گذغ
ث ثباتِ قدمی اغغ جان
ج جی دوست پہ کغ دغ سے نثار
ح حیا کو سمجھ جیون ایمان
خ خغدیغ نہ ہوا اتنا نادان
داغ داداغ کو بھی ٹک پہچان
ذاغ ذلت ہے لغی خواہش میں
غے غب اپنے کو نہ بھول اب اک آن
نہ زمانے میں غہ جوں شیر و شکغ
سین سب غنی ہیں خوغشید کی شان
شین شکغ اپنے خدا کا کیجئے
صاد صوغت کو نہ پوچ اے نادان
ضاد ضد خشم و جاہ ہے قہغ
طوئے طاغب ہے خدا کا انسان
ظوئے ظاغم کو نہ کہیے اچھا
عین۔ عاغم ہے خدا کی بُرہان
غین۔ غنچے کی طغح تنگ نہ غہ
ف۔ فدا یاغ پہ کیجئے سو جان
قا۔ قدغت سے خدا کی معموغ
کاف۔ کغنے سے مشکغ آسان
غام۔ غازم ہے عبادت حق کی
میم۔ مغنا ہے مغی جان ندان
نون۔ نادان سے نہ کیجیے یاغی
واو۔ واجب ہے سبھوں پغ احسان
ہے۔ ہدایت کی کغو جُستجو
ی۔ یقیں تیرا ہے غمغغ مغی جان

گفتگوے شاگرد تفضل حسین خاں علامہ با خدمتگار رام سنگھ۔

بیٹھ کغ اُسکو بُلایا اوغ ناچ شغوع ہُوا تھاں ہغ ایک طغف ناچتے ناچتے
سین بناکے غوبغو آ کغ بیٹھ گیا۔ ہغ ایک نے پیسے ڈب میں سے نکاغ
کغ دینے شغوع کیے۔ مثغاً چاغ فغوس جو تم نے دیے تو پانچ فغوس میں نے
بھی دیے۔ اسی طغح سے ایک پھیغے میں باغہ ٹکے بغکہ پندغہ ٹکے کما غیے
اوغ بیٹھے بیٹھے اُسی عاغم کے بیچ دو ٹکے تمنے ڈب سے نکاغے تو تین ٹکے
میں نے بھی نکاغے، اوغ کسی یاغ نے چھ پیسے کسی یاغ نے تین پیسے
آٹھ نو ٹکے کی تغشکغی، دمغی ٹکے کی پاؤ سیغ کے حساب سے غیکے آدھی اُس
غونڈے کو حواغے کی اوغ آدھی میں ٹکغا ٹکغا سب یاروں نے کھایا اوغ
کسی آبِ غواں کے کناغے دغخت کی ڈاغی میں جھوغا جو پڑا ہُوا ہے تو
وہاں دو چاغ پریزاد کھڑے ہیں ایک طغف کوئی صاحب کماغ غزغ ایسی
ہی کھغا پغھتا ہے کہ جسکے ہغ ایک مصغعے سے مغفغت پغی ٹپکتی ہے ایک غزغ
کے دو شعغ تو بندے کو بھی یاد ہیں۔

---

بیٹھ کر اُسکو بُلایا اور ناچ شروع ہوا، تھاں ہر ایک طرف ناچتے ناچتے سین بناکے روبرو آکر بیٹھ گیا۔
ہر ایک نے ڈب میں سے پیسے نکال کر دینے شروع کیے۔ مثلاً چار فلوس جو تم نے دیے تو پانچ فلوس میں نے
بھی دیے۔ اسی طرح سے ایک پھیرے بارہ ٹکے بلکہ پندرہ ٹکے کما لیے اور بیٹھے بیٹھے اُسی عالم کے بیچ دو ٹکے
تمنے ڈب میں سے نکالے تو تین ٹکے میں نے بھی نکالے اور کسی یار نے چھ پیسے، کسی یار نے تین پیسے، آٹھ نو ٹکے
کی لشکری دمڑی ٹکے کی پاؤ سیر کے حساب لیکے، آدھی اُس لونڈے کو حوالے کی اور آدھی میں ٹکڑا ٹکڑا
سب یاروں نے کھایا۔ اور کسی آبِ رواں کے کنارے درخت کی ڈالی میں جھولا جو پڑا ہوا ہے تو وہاں
بھی دو چار پریزاد کھڑے ہیں۔ ایک طرف کوئی صاحب کمال غزل ایسی ہی کھڑا پڑھتا ہے کہ جسکے
ہر ایک مصرعے سے مغفرت پڑی ٹپکتی ہے۔ ایک غزل کے دو شعر تو بندے کو بھی یاد ہیں۔

## تقریر خدمتگار بادام سنگھ باشاگرد فلاں صاحب

ہمبے صاحب! ایہیں ایہیں ہیں ہیں ہیں ہیں کھو نہ کھو نہ کھوا و کھوا و
کنچبیں کاہے دیت ہو۔ بادنا بو اوری ہتو جو آیو ہتو بو جانت کہا ہتو
کہ آپ کو ہتو ہیں کنور جو تمہاری اوری بات ہے۔ ٹھاکر بادام سنگھ آپ کو
اینو کگا جانت ہیں۔ تمہاری کہا کہیے، عربی پارسی جانت ہو۔ مہاراج
تم سو بڑا پڑھا ان کو عو نا ہیں اور جو آپ نے کہی سو ہم جانی جوں تو
آغو کو ہتو ہوں پورعاں اور سمجھنے کو عجار مانگت ہو۔

شرحِ آں۔ ہمبے صاحب بمعنی ہاں صاحب کتابت آں با ہاءِ مفتوح و میم ساکن و باءِ مفتوح و یاءِ ساکن۔ ایہیں بکسر الف و یاءِ مجہول و ہاءِ مکسور و یاءِ مجہول و نون غنہ کلمہ ایست کہ ہیچ معنی دارد و غیر ازیں کہ آوازِ خندۂ باشندگانِ زمینِ برج باشد۔ ہر چند کہ ہاءِ در زبانِ برج نیست لیکن در حالتِ خندہ ایں لفظ از حنجرۂ ساکنان برج با ہاءِ بر می آید و چوں خندہ ترقی کند ایہیں ہیں می شود و چوں ازیں ہم درگذرد قہیں می شود و ایں ہر سہ لفظ یعنی ایہیں، ہیں، قہیں در حرکت و سکون مثل یکدیگر اند و در حروف نیز نانا۔ مگر یک حرف تفاوت از ہم دیگر دارند یعنی حرفِ اول یکے ہمزہ است و حرف اول دیگرے خاء و حرف اول لفظ ثالث قاف است۔ کھو نہ کاف با ہاءِ یکے شدہ و واو معروف و نون غنہ و ہاء آواز تنزل خندہ۔ و کھوا و با کاف متحد با ہاء و واو و الف و واو آواز تمامیِ خندۂ فرقۂ مذکور۔ کنچبیں با کاف مفتوح و نونِ غنہ و جیم فارسی مفتوح و باء و یاءِ مجہول و نون غنہ بمعنی طعنہ ہا۔ و کاہے بمعنی چرا۔ دیت ہو با دال مکسور و یاءِ مجہول و تاءِ ساکن و ہاء و واو مجہول بمعنی میدہید۔ بادنا با باء و الف و کسرۂ دال و نون و الف بمعنی آں روز۔ بو با باء و واو مجہول بمعنی او۔ اوری با فتحۂ الف

اس رئیس الاشقیا باوام سنگھ نے آپ کو کیا قرار دیا ہے کہ رؤس وعظارفہ کے ساتھ دم تساوی مارتا ہے اور عواقب امور سے بے اندیشہ محض ہوکے طوالتِ تقاریر سے صماخ سامعین پریشان کرتا ہے۔ زمانے کا حال عسلے انحاء شتی ہے یہ بات کچھ عقل سلیم اور ذہن مستقیم کے نزدیک استحسان نہیں رکھتی۔ غایۃ مافی لباب یہ کہ سفہاء دہاقین کے اذہانِ قاصرہ میں مرتسم ہو کہ یہ شخص اکفا وا ماثل میں بڑا طلیق ذلیق اور لوذعی المعی لاتکل لسانہ فی الکلام ہے۔ وفرض وسلم کہ کوئی اس کے مزخرفات پر فرط اخلاق سے راد نہ ہو تو پھر بھی استوی ساوات اُن اشخاص منیع القدر کے ساتھ ماموتی کے زاویتین کے طرح ساقین کی تساوی کے سبب ثابت نہ ہو سکے گی۔

شرح کلام شاگرد تفضل حسین خان علامہ۔ رئیس الاشقیا، سردار بدبختاں۔ رؤس وعظارفہ ہردو بمعنی سرداراں۔ عواقب امور یعنی انجام کارہا۔ طوالتِ تقاریر یعنی درازی گفتگوہا۔ صماخ سامعین، پردۂ گوش سامعان۔ انحاء شتی، اقسام بسیار۔ غایۃ مافی الباب بمعنی منتہائے مقصود۔ سفہائے دہاقین کم قدرانِ دہقان وضیع۔ اذہان قاصرہ، ذہن ہائے کوتاہ۔ مرتسم، منقوش۔ اکفا و اماثل، ہم چشماں۔ طلیق وذلیق بمعنی تیز زبان خوش بیان۔ لوذعی المعی، تیز رائے۔ لاتکل لسانہ فی الکلام، یعنی عاجز نمی شود زبان او در کلام۔ لو فرض وسلم یعنے اگر فرض کردہ شود وتسلیم نمودہ آید۔ مزخرفات، سخنان بیہودہ۔ راد بمعنی ادکنندہ۔ منیع القدر بلند مرتبہ۔ ماموتی نام شکلے است در علم ہندسہ کہ دراں برہان ثابت شدہ کہ ہر مثلثی یعنی ہر شکل سہ خطی کہ دو ساق او برابر باشند یعنی چنانکہ مقدمہ مذکور یقینی است مثل ایں مقدمہ برابر شدن باوام سنگھ باسردارانِ عالیشان یقینی نمی تواند شد۔

کہ دعوے اثبات ترجیح زبان دہلی بر زبان لکھنو و پوشاک آنہا بر پوشاک اینہا باشد باید این گو و این میدان۔ و اگر این است کہ دعوائے بے دلیل دارد پس کلامش مانا بکلام سید بزرگ دہری مذہبے است کہ بابلائے درافتادہ بود۔ چوں در حالت قہر یکے از دوستاں پرسید کہ میر صاحب این ہمہ قہر بر کیست فرمود کہ قبلہ خیر است این مردکہ صاحب نماز و روزہ را ببینید کہ چہ قدر حوصلہ پیدا کردہ است کہ با ما مردم کہ از ابتدائے عمر الیٰ یومنا ہذا خدائے این قوم را سجدہ نکردہ ایم مباحثہ میکند۔ و دیگر اینکہ ہر کس بزعم خود پسندیدۂ خود را بہ از پسندیدۂ دیگرے می داند و از راہ نادانی بعیب خود وا نمیرسد، مثل قاصد اجورہ دار باشندۂ دیہی از کدام قصبۂ پورب کہ کتابتِ دوستے برائے شخصی با سوغاتے بردہ بود بحسب اتفاق آں بزرگ از دو سہ روز بخار خفیفے ہم داشت بوقت رسیدن قاصد در مسجد اذان گفت و نماز را گزارد مردکہ این حال را دیدہ گریخت و نزد صاحبِ کتابت آمدہ ظاہر نمود کہ

پُن ویتو صاحب، بنائے کے بجال ہیں کھن اُٹھت کھن بیٹھت کھن دؤو کنوں مان انگری دیکے بدری تن جیتوت بر داس بھبھیات کو کرناہین چھپیات ہیں۔ کھن بُٹوا سوس ددؤ ہتھوں پے بَل دیکے للاٹ بھوہن ہے ہٹک چوترا اُٹھائے نکیا رگرت ہیں۔ اُنکاں تو اہر تہر لاگ ہے، جو بیچے وو اردی ہوے تو دکھہ آؤ ہو سوگات سُسری اُنھیں ٹیک میں تو بھاگ ٹھاربھا۔

شرح این باید شنید۔ پُن بابائے فارسی مضموم و نون ساکن لفظے است در پورب بجائے اجی در اُردو۔ ویتو باواو مفتوح و یاء ساکن و تاء و واو مجہول بمعنی اوشاں۔ بنائے کے بجائے بناکے بمعنی بسیار۔ بجال بکسر باء بمعنی زار بیمار۔ کھن باکاف مفتوح باہاء یکے شدہ و نون ساکن بمعنی گاہے۔ اُٹھت بضمہ الف

و سکون واؤ و فتحۂ راء و ہمزۂ مکسور و یاء معروف بمعنی دیگرے۔ حتو بمعنی بود، کنایت آں باحاء مفتوح و تاء و واؤ مجہول۔ چو آیو با واؤ مجہول بمعنی جو آیا۔ حتو ہماں کہ گذشت۔ بو با واؤ مجہول ہماں بمعنی او۔ جانت کہا حتو بمعنی جانتا کیا تھا کہ۔ آپ کو حتو ہیں کو با واو مجہول بمعنی کہ ہتھیانا۔ حتو با حاء مفتوح و تاء مضموم بغیر واؤ در تلفظ۔ ہیں با ہاء مفتوح و یاء ساکن و نون غنہ بمعنی ہستند کنور جو با کاف مضموم با نون یکے شدہ و واؤ مفتوح و راء ساکن و جیم و واؤ معروف خطاب سرداری بجاے نواب صاحب و خاں صاحب۔ تھاری بکسر تاء و ہاء و الف و راء و یاء معروف بجاے تمھاری۔ اورئی با الف مفتوح و واؤ ساکن و راء مفتوح و ہمزہ و یاء معروف ہماں بمعنی اورہی با ہاء و یاء معروف باشد۔ اپنو با واو مجہول در آخر بمعنے اپنا۔ ککا بفتحۂ ہر دو کاف بمعنی عم و بزرگ جانت ہیں بمعنی میدانند۔ عربی تبشدید باء ہماں عربی بزبان دہا قین برج تمسو با تاء مضموم و میم ساکن و سین و واؤ مجہول بمعنی مثل شما کہ در اُرد و تم سا گویند بڈیا ندھاں بمعنے فاضل۔ کوعو بمعنی ہیچ کس بجاے کوئی۔ نانہیں بجاے نہیں بمعنی نیست کہی بمعنی گفتند۔ ہم جانی با میم مفتوح بعد ہاء مفتوح بمعنے دانستیم۔ جونتو آعو کو حتوں ہوں با حاء و واؤ مجہول و نون غنہ و تاء و واؤ مجہول و الف ممدودہ و عین و واؤ معروف و کاف و واؤ مجہول و ہاء مفتوح و تاء مضموم بغیر واؤ در تلفظ، ہوں با ہاء و یاء معروف و نون غنہ، تمام عبارت بمعنے من خود باشندۂ آدہستم۔ عین در آعو از جہت خندۂ بسیار از گلویش برمی آید والّا ایں ہم مثل حاء در ہندی نیست۔ پورعاں بمعنی پوریاں کہ از آرد سفید در روغن بریاں میکنند۔ سہجنا نام درختے۔ عچار بمعنی آچار۔ مانگت ہو بمعنی میخواہید سخن راست تا کجا می پوشیدم آنچہ حق بود در اظہار آں بے اختیار بودم کسے را

یکے وتاء ہندی ویاء مجہول وکاف ساکن بمعنی پیشانی بر زمیں گذاشتہ۔ چوتڑا اُٹھائی
نکیار کرت ہیں، با جیم فارسی مضموم با واو غیر ملفوظ وتاء وراء و الف و الف
مضموم با واو غیر ملفوظ وتاء ہندی با ہاء یکے شدہ و الف ویاء مکسور بمعنی سُرین
برداشتہ۔ ونون مفتوح وکاف ساکن ومکسور ہم میتواں خواند ویاء و الف و
راء وگاف وراء ہر سہ مفتوح وتاء ساکن وہاء مفتوح ویاء ساکن ونون غنہ
بمعنی بینی بر زمیں می ساید۔ اُنکاں توا ہر تہر لاگ ہے۔ با الف مضموم وواو غیر
ملفوظ ونون ساکن وکاف و الف ونون غنہ وتاء وواو مجہول و الف وہاء و
ہر دو مفتوح وراء ساکن وتہر با تاء بروزن اہر ولام و الف وگاف مکسور و
یاء ساکن بمعنی اوشاں را حالت نزع بہم رسیدہ است۔ جوپی دوا ریدی ہوسہ
تو دیکھ آؤ ہو، با جیم وواو مجہول ویاء فارسی مفتوح ویاء ساکن ودال مکسور
ودال مفتوح و الف وراء ساکن وہاء مفتوح ودال مکسور ویاء معروف وہاء و
وواو مجہول ویاء مکسور وسیدل با ہمزہ در تلفظ وتاء وواو مجہول با واو ساکن فقط
فتحہ تاء ودال مکسور ویاء مجہول وکاف مکسور با ہاء یکے گشتہ و الف ممدودہ وواو
مفتوح وہاء مفتوح وواو ساکن بامعنی کہ اگر مشتاق دیدار ہستند دیدہ بیایند۔
سوگات سسری اوہیں پٹک میں تو بھاگ ٹھار بھا، با سین مفتوح وواو ساکن
وگاف و الف وتاء وسین مفتوح وسین مضموم وراء ویاء مضموم و الف مضموم
با واو غیر ملفوظ وہاء ویاء مجہول ونون غنہ وباء فارسی مفتوح وتاء ہندی مفتوح
وکاف ساکن ومیم مفتوح ویاء ساکن ونون غنہ وتاء وواو مجہول وباء با ہاء
یکے شدہ و الف بمعنی ایں کہ من خود سوغات بے بیر را بر زمیں زدہ گریختم۔
ہر گاہ ایں گفتگو ہائے سامعہ خراش کہ سوہان روح است بکلام فصحاء برابر
باشد می تواند شد کہ لباس وزبانِ باشندگان دہلی با پوشاک دگو یا نی

با واؤ یکے شدہ و تاء ہندی با ہائے یکے شدہ مفتوح و تا بمعنی اٹھتی ہیں بزبان
اردو۔ بیٹھت ہم بر او ٹھت خیال باید کرد۔ دو دکنوں ہاں بادال و واؤ
مجہول و ہمزہ و واؤ معروف و کاف مفتوح و نون ساکن و واؤ مفتوح و
نون ساکن و جیم و الف و نون غنہ معنی در ہر دو گوش۔ انگری الف مفتوح با
نون یکے شدہ و گاف مضموم و راء و یاء معروف بمعنی انگشت۔ دیکے بمعنی دادہ
کنایت آں بادال مفتوح و یاء ساکن و کاف مفتوح و یاء ساکن بمعنی دیگر یعنے
دادہ۔ بدری تن چیتوت۔ باباء و دال ساکن و راء مفتوح و یاء ساکن و تاء
مفتوح و نون ساکن و مفتوح ہم مضائقہ ندارد و جیم فارسی مکسور و تاء ساکن
بمعنی بسوے ابر دیدہ۔ برداس بھیات بابائے مفتوح و راء ساکن و دال مفتوح
و سین ساکن و الف ساقط شود درمیان دال و سین در تلفظ و باء مکسور با ہائے
یکے شدہ مقدم بر باء مکسور با ہائے یکے نشستہ و یاء و الف و تا بمعنی مثل گاؤ صدا
سید ہند۔ گو کرنا نھیں بجھیات ہیں، باکاف و واؤ معروف و کاف مفتوح و راء
و نون و الف و نون غنہ و ہمزہ و یاء معروف و نون غنہ و جیم فارسی مکسور مقدم
بر جیم فارسی مکسور و یاء و الف و تا و باء مفتوح و یاء ساکن و نون غنہ بمعنی مثل
سگ میخزد و شند صیغۂ جمع برائے تعظیم است۔ پٹھو امسوس با باء فارسی مکسور و تاء
ہندی ساکن و واؤ و الف و میم مفتوح و سین و واؤ مجہول و سین بمعنی متکلم مالیدہ
دو دو ہنول بچہ بل دیکے، با دال و واؤ مجہول و ہمزہ و واؤ معروف و ہاء و تاء با ہائے
یکے شدہ مفتوح و واؤ مفتوح و نون ساکن و یاء فارسی مفتوح و یاء ساکن و یاء
مفتوح و لام ساکن و دال مفتوح و یاء ساکن و کاف مفتوح و یاء ساکن بمعنی بر ہر
دو دست زور آوردہ۔ لاات بھوں ہے ٹیک، بکسر لام و لام و الف و تاء ہندی و
مضموم با ہائے یکے شدہ و واو و باں ہر دو یکے شود و یاء ساکن و نون غنہ و ہاء و یاء

وشوہرعمہ وصف وطن شریف و باشندگان آنجا در شجاعت و سخاوت و مسافر پروری
و آقا پرستی و شتاوری و با ہر بزرگ در افتادن و جاہلانہ و بے ادبانہ روبرکے اد حرف
زدن و از فرطِ غرورِ شجاعت سخن کسی را گوش نہ کردن و متوجہ تصحیح الفاظ نگردیدن
و معترض را شمشیر نشاں دادن و وضع عیاشانِ شہر را از قبیل آرائشِ بدن برخت
باریک مشتمل بر گوٹہ و کناری مذموم پنداشتن و در بندشِ دستار و رفتار و گفتار پیرویِ
اسلاف کردن و تقلید خوش لباسانِ پایۂ تخت را باعث انحراف از طریق نجابت
انگاشتن می شنوند۔ و خود را در ہر چیز مشابہ بجد و پدر میخواہند۔ و ازیں کہ کسے بگوید کہ
فلانے در صحبتِ شاہجہان آبادیاں حرف زدن و راہ رفتن و دستار پیچیدن را بر وضع
بزرگانِ خود فراموش کردہ است و شما الحمد للہ کہ یک لفظ ازیں شہر بر زبان ندارید بسیار
خوش می شوند۔ و مصاحبت امرا و خدمتِ سرکار شاں عیب کلی پنداشتہ فوجداری رہتک
و گوہانہ و بڈھانہ و اندری و کرٹھام و انبالہ و ہانسی و حصار و ہوڈل و پلول و غیر آں
بگیرند۔ و در انجا اہل مغل پورہ کسانے را کہ آبائے شاں از لاہور و پشاور و کابل
و غزنی و بلخ و بخارا و سمرقند برآمدہ اند و خود شاں کلاہِ پشاوری کج بر سر گذاشتہ و یکچشم
را باں پوشیدہ راہ روند و برادر را بھائی صاحب یا بھیا و بھائی جان گفتن عیب پنداشتہ
از آکا گفتن دست بر ندارند جمع کنند۔ و صاحبان بارہہ آدمِ شاہ جہاں آبادی را بیوگا و
نامرد و زنانہ پنداشتہ میراں پور و مورنہ و کٹھورہ و جانسٹھ و ککرولی و بدولی را در پرگنہ
آباد کنند و نان خمیری و زردک در گوشت گاوِ باسی نغز بخورند و قریب دو صد حصہ برائے
دیگر برادراں نیز فرستند۔ ہر بخش مشتمل بر یک پیالہ پُر از دال ماش سیاہ غیر مقشر کہ یک من
ہندی آں نیم سیر روغن داشتہ باشد با لحم البقر بہمیں کیفیت و دو نان خمیری کہ نیم سیر در
وزن باشد۔ و بعد تناول کردن طعام و شستن دست امیران دہلی را عیب کنند و بگویند
کہ امرائے ہندوستان بر نیم سیر پلاؤ و بست روپیہ صرف می نمایند و تنہا در خلوت با بیگم یا خانم

اہل لکھنؤ مساوی آید و ہرگاہ ایں مقدمہ ہم بوقوع انجامد و بہ ثبوت رسد ممکن است
کہ فصاحت نواب عماد الملک با فصاحت جناب عالی سنجیدہ شود۔ چوں تساوی
گفتگوے قاصدِ ند کور با گفتگوے نواب عماد الملک باطل است۔ و ہمیں قیاس
مساوات شاہ جہاں آبادیاں با اُردوواناں لکھنؤ باطل۔ پس ہمچنیں برابر شدن
نواب ممدوح با حضرت پیر و مرشد من در خوش بیانی بدلیل قطعی بدیہی البطلان است
ہر کہ را دریں مقام گمان خوشامد باشد یکبار رسیدن او در حضور عالی علی الخصوص
در ایام ہولی شرط است تا ببیند کہ راجہ اندر دریاں خوشتر مینماید یا ولی نعمت
در مجمع حور نژادان، و گوہر از نیسان می بارد یا از زبان آنجناب۔
و اینکہ اول مدح شاہجہاں آباد کردہ ام و در نیمقام مذمت، سخنے است بس
باریک کہ باریک طبعاں دریں راہ در چاہِ شبہہ می غلطند و نمی دانند کہ ایں رنگ و
بوے ریاحیں ہمہ از بہارستان شاہجہاں آباد است و ایں ترجیح نہ ترجیح آب و ہوا
و سرزمین لکھنؤ بر آب و ہوا و سرزمین دہلی مقصود من بودہ است بلکہ تنبیہ کسانے است
کہ از راہِ حماقت فصاحت و بلاغت را مقید کردہ اند بتولد شخص در شاہ جہان آباد
و نمیدانند کہ منبع فصاحت و معدن بلاغت کہ زبانِ شان مشہور بہ اُردو است سوائے
بادشاہِ ہندوستاں کہ تاج فصاحت بر سر او میزیبد، چند امیر و مصاحب شاں و چند
زن قابل از قسم بیگم و خانم و کسبی ہستند ہر لفظے کہ در اینہا استعمال یافت زبان اُردو
شد نہ اینکہ ہر کس کہ در شاہ جہاں آباد می باشد ہر چہ گفتگو کند معتبر باشد۔ اگر چنیں
باشد ساکنان مغل پورہ چہ تقصیر کردہ اند کہ زبان ایشاں معیوب و خلاف اُردو شمردہ
شود۔ یا فرزندان سادات بارہہ کہ در دار الخلافت بیا شند از کجا کہ گفتگوے آنہا
سند نباشد و ایں معما بہ آسانی حل میتواں کرد یعنی اہل مغل پورہ و سادات بارہہ با وصف
تولد در دہلی صاحب اُردو نیستند چرا کہ از زبان پدر و مادر و عم و خال و شوہر خالہ

لباس مندرس و دراز قبول خاطر ها باشد. فضل زبان و پوشاک و حرکات محبوبان
لکھنو بر کلام و لباس و اداهای معشوقان دهلی واضح و مبرهن است، زیرا که اهل لکھنو
خورش و پوشش و زبان و دیگر چیزها از پدر و مادر خود یاد گرفته اند پس درین چیزها اینها
آنها باشند و هرچه خود از قبیل نزاکت صدا و حسن تکلم و حرکات دلنشین و قطع پوشاک ایجاد
نموده اند زیاده از معاودات بزرگان ایشان است مختصر اینکه اینها فصیح و بلیغ و لطیف تر
از اهل شاه جهان آباد اند. لیکن سه قوی دلیل بر فضل دهلی موجود است - یکے آنکه
صاحبان لکھنو گویند که سلیقهٔ ما زیاده از شاه جهان آبادیان است این نگویند که سلیقهٔ
ما زیاده از باشندگان بنگاله است، و فصیح تر از اهل کلکته ایم - پس محسن در شاهجهان
آباد است که فصحای شهر دیگر ترجیح کلام و وضع خود بر زبان و وضع آن شهر گویند دیگر
اینکه ساکنان لکھنو را که اسلاف شان نیز در اینجا گذشته اند صاحب سلیقه باسے لکھنوی
تا منه اینجا دریافت توان کرد که با وصف تولد در لکھنو خود را دهلوی میدانند و ساکنه
قدیم را پوربی [illegible] دیگر اینکه اگر کسے پرسد که شما بذات خود در لکھنو پیدا آمده اید یا وطن
شما همین است. خشم آلوده در و نگاه کنند و گویند که خدا نکند که ما متوطن اینجا باشیم شما
کدام چیز ما را ازینجا دریافتید که وطن ما را می پرسید، آیا لباس ما را لباس اهل پورب
میدانید یا طرز تکلم خلاف شاهجهان آبادیان دیده اید - اگر کدام لفظ خارج از اردو
شنیده باشید بے تکلف بگوئید که باز دیگر بر زبان نیاریم - درینصورت اگر طرف ثانی بگوید
که فلان لفظ شما از محاورهٔ اردو بیرون است گویند که این لفظ را فلان میر صاحب
که خانهٔ ایشان در شاهجهان آباد نزدیک درخت بڑ شاه بولا بود اکثر بر زبان داشته
نه اینکه فلان مغل که در نبیره یا منصور نگری بود استعمال میکرد - ازین حالات بیقین پیوسته که
در هر شهر فصحای آنجا تائید کلام خود از فصحای دهلی جویند - و ترجیح لکھنو بر دهلی در
زبان و سلیقه همان ترجیح است که محلهٔ تراهه بیرم خان را بر کٹرهٔ نیل که هر دو در

یا بولی زبہر بار می کنند و یک دو لقمہ کہ از دولت ایشاں بیرون آید حق سازنگی نوازے یا قرم ساتے می شود برائے ہمیں ہندوستان خراب شد۔ ایسے کھاؤنے سے تو تو گو کھاؤنا بہتر۔

قول سید صاحب درباب خرابی ہندوستان انچہ میفرمایند مقرون اصدق است لیکن بے سلیقگی را سلیقہ نمی تواں ساخت۔ بالجملہ ایں حالات خلاف کسانے است کہ انچہ از قبیل حرف زدن و پوشاک و خوراک از پدر و مادر ضد اہل سلیقہ بینند، ترک آن نمایند و پیروئی اشخاص صاحب سلیقہ شعار خود سازند و راہی بدرخانۂ امرا اہم رسانیدہ در خلوت و جلوت مصاحب و دمساز ایشاں باشند۔ و ہرچہ از ایشاں در نظر اہل سلیقہ نیکو ننماید ازاں اجتناب ورزند و مرہون احسان معترضان شوند۔

مختصر اینکہ چنیں کساں را مالک اُردو و صاحب زباں نامند و اینہا بانی مبانی ایں زباں باشند و دیگراں بمنزلہ شاگرداں۔ درینصورت کسیکہ در حسن تکلم پیرو ایشاں شد خواہ ولادتش در دہلی اتفاق افتد خواہ در دیہی از پرگنہ ہای لکھنؤ یا قصبہ از قصبات پورب۔ لیکن اصلش شرط است کہ نجیب باشد یعنی پدر و مادرش از دہلی باشند و اہل فصحا گشتہ۔ و چوں قوت ایجاد در طبیعت انسانی ودیعت نہادۂ دست قدرت کاملہ است چنداں استبعاد ندارد کہ متاخراں در سلیقہ زیادہ از متقدماں شوند۔ و چیزے را کہ در وقت قدیماں ایجاد شود صاحب شعوران زمانۂ جدید آنرا بہ ازاں رونق دہند چنانچہ اکثر چیزہا از قسم عمارت و پوشاک خوبتر از اسلاف است۔ و ہمچنیں در ترجیح خط میر عماد و آغا رشید بر خط میر علی کسے را مجال گفتگو نیست و دریں ہم شک نیست کہ گردن متاخراں از بار احسان متقدماں خم است، زیراکہ ہرکہ اول است اُستاد و موجد گفتہ شود و ہرکہ ثانی است پیرو و رونق دہندۂ چیزہائے ایجادی او۔ پس چنانکہ کمال موجد جدید زیادہ از کمال موجد قدیم ثابت است۔ و در جنب چیز نو چیز کہنہ ما نند

وبذلہ سنج و نقال و مطرب و قصہ خوان دریں شہر ہمہ از دہلی آمدہ اند۔ کدام کس ازیں
مجمع است کہ عمارت بزرگان او درا در لکھنؤ صد سال گزشتہ باشد۔ راقم ہیچ عمارتے
را کہ پنجاہ سال ہم پیش ازیں تعمیر پذیرفتہ باشد و منسوب بہ شاہجہان آبادی کنند
ندیدہ ام۔ مگر کسانیکہ در وقتِ خلد مکان جداجدا یکے از بزرگان شان چندے روز حکومت
ایں ملک داشتہ و عمارتے برائے بودن خود و مسجدے و پلے و چاہے ساختہ درا لکن
کہنہ بزرگان خود می باشند۔ خدا داند اصل آں ہا از کجا بودہ۔ و ازیں گفتگو
قباحتے برمی آید کہ بندۂ خدائے بگوید کہ حاکم الہ آباد و امرائے حضورش بہ از حاکم
شاہجہان آباد و امیرانِ حضور او ہستند۔ در وقتیکہ بادشاہ جمجاہِ ہندوستان از
سبب بعضی عوارض الہ آباد را مستقرِ خلافت ساختہ باشد و امرائے عالیقدرش با مصاحبان
و دمسازانِ فصیح و بلیغ خود نیز آنجا بروند و دیگر ہر مرد صاحب کمال کہ افصح دہلی باشد
نیز از سبب ضرورت اظہارِ فن خود پیش قدردان عازم آں شہر گردد، تا اینکہ احدے
ازیں قبیل آدمیان در انجا نماند سوائے بعضی گوشہ نشینانِ توکل پیشہ، و در قلعۂ
شاہجہان آباد و تمام شہر امت گروگوبند یعنی سکھان بدنہاد داخل شوند و جا بجا
لہراسنگھ و کھنڈاسنگھ و بھوکاسنگھ گھٹہ و راج سنگھ و حرمت سنگھ ترکھان و بھاگ سنگھ
تروالہ مجلس آرا گردند، انصاف باید کرد کہ درچنیں وقت اگر جمعی از باشندگان دہلی در
الہ آباد مسکن اختیار کردہ باشند بگویند کہ حالا ایں طرز گفتگو و وضع پوشاک و سرود
و ادائے محبوبان کہ دریں شہر ہست در شاہجہان آباد نیست کشتنی نمی شوند، چراکہ
ترجیح مرزا بدیع الزمان کہ از شاہجہان آباد بہ الہ آباد رفتہ بر کھنڈاسنگھ جوہڑہ کہ از
ہیبت پوربٹی یا کادی یا چھیاں بہ دہلی رسیدہ است مانند روشنی آفتاب ثابت و
محتاج دلیل نیست۔
موجز اینکہ آنچہ دہلویان را در لکھنؤ در زیر سایۂ عنایت جناب عالی میسر است در شاہجہان آباد

شاہ جہان آباد است میتوان گفت کہ در شاہ جہاں آباد زبان باشندگان بنگۂ سید فیروز
بہ از ساکنان کوچۂ گھاسی رام ست یا فلاں فصیح دہلی کہ مثل خوے ندیشت حالا در لکھنؤ
می باشد و خانۂ او فصاحت خانہ ایست کہ در تمام شاہجہان آباد چنیں خانہ نیست
خانۂ فصاحت خانہ از آدم فصیح می شود نہ اینکہ خانہ را بذات خود ربطے با فصاحت
است ۔ اگر ساکنان ہیٹھی و کاکوری در شاہجہاں آباد از سبب نوکری سکونت
خواہند گزید آنہا و اولاد آنہا را پوربیہ خواہند گفت و ہمچنیں شاہجہان آبادیاں
را در پورب دلی وال ۔ و باین دلیل ہم کہ اہل پورب خود را در نجابت زیادہ از
آنہا گیرند مغائرت دہلویان پورب زا با پوربیاں ثابت می شود ۔ پس باشندگان
لکھنؤ کسانے باشند کہ علم را عِلِم یا عِلیم بکسر عین و لام و یا بکسر عین و لام و یاء معروف
و میم گویند و عقل را عقِل بکسر قاف و طالب علم را طلب علم بسکون لام و فتحۂ باء و کسرہ
عین و لام و سکون میم ، یا طالبے علم بر زبان دارند ۔ و غرض ما از باشندگان لکھنؤ باشندگان
شاہ جہان آباد اند کہ بعد از خرابی دار الخلافہ در لکھنؤ سکنی اختیار کردہ اند و از باشندگان
دہلی کہ آنہا را اکثر از سکنۂ لکھنؤ میدانیم باشندگان لاہور و کاکوری و انبرسر و میرٹھ ہستند
درینصورت ترجیح ساکنان لکھنؤ بر ساکنان دہلی ثابت نشد بلکہ ترجیح بعضی شاہ
جہاں آبادیاں بر بعضی شاہجہاں آبادیاں ۔ ہمیں صاحباں کہ از سبب میسر شدن زر نقد
حسب لخواہ چند چیز دل پسند در لکھنؤ ایجاد نمودہ اند اگر در شاہجہاں آباد می بودند
و زر بہم میرسید آنجا ہم قوت ایجادی خود را ظاہر میکردند ۔ و ایں گفتگوے ایشاں کہ
مردی و پوشاکے و شوخی کہ زنان کسبی لکھنؤ را از کارخانۂ غیب عنایت شدہ است ،
زنان شاہ جہاں آباد را نصیب نیست ، بایں معنی است کہ ہر قدر کہ زن و مرد صاحب سلیقۂ
شاہجہاں آباد در لکھنؤ آمدہ اند در شاہ جہان آباد نماندہ اند و ایں سخن ہرگز باعث بر
مذمت دار الخلافہ نزدیک عقلاء نیست ۔ از یں سبب کہ سپاہی و مصاحب پیشہ و لطیفہ گو

سلیقه و فهم این هیچمدان چنین معلوم می شود و غالب که راست باشد که زبان
شاه جهان آباد زبان اشخاص قابل مصاحبت پیشه دربار رس و گویائی
زنان پری پیکر و کلام اهل حرفه از مسلمانان و گفتگوئے شهده ها و الفاظ
خدم و تبع از قبیل شاگرد پیشهٔ امرا است تا خاکروب هم داخل همیں جماعت باشند
این مجمع هر جا که بود اولاد آنها دهلی وال گفته شوند و محلهٔ ایشان محلهٔ
اهل دهلی۔ و اگر تمام شهر را فرا گیرند آن شهر را اُردو نامند۔ لیکن جمع شدن
این حضرات در هیچ شهرے سوائے لکھنؤ نزد فقیر ثابت نیست۔ گو باشندگان
مرشد آباد و عظیم آباد بزعم خود خود را اُردو داں و شهر خود را اُردو دانند زیرا که
شاه جهاں آبادیاں بقدر یک محله در عظیم آباد جمع باشند و در وقت نواب
صادق علیخاں عرف میرن و نواب قاسم علیخاں عالیجاه همیں قدر در مرشدآباد بود
یا زیاده۔ و اهل مغل پوره و دیگر اشخاص شاه جهاں آبادی ازیں بحث بیرون اند
و در لکھنؤ از سبب قرب تمام شاه جهاں آبادیاں فصیح و غیر فصیح جمع شده اند
و ایں شهر شاه جهاں آباد شده است لکھنؤ نمانده است۔
پوشیده نماند که در وقت سراج الدوله یعنی منصبداراں و چند نفر از نقالاں
که بهندی بھانڈ گویند و دو سه مغنی و دو سه کسبی و یکدو بھگتیه و دو سه نان باد
ده دوازده مرثیه خواں و یکدو سبزی فروش و نخود بریز بامید منافع از شاه
جهاں آباد به مرشدآباد رفته بود چرا که دراں وقت نخود بریز هم بغیر ده هزار روپیه
از دهلی حرکت بمرشدآباد نمی کرد و در وقت نواب میرن که خود را بانکه میگفت
بانکه ها جمع شده بودند تمام مغل پوره و باادل پوره آنجا بود۔ ایں بانکه ها از
بحث خارج اند ازیں جهت که بانکه ها در هر شهری باشند خواه در دهلی خواه در بلادِ
دکھن خواه در بلاد بنگاله خواه در شهرهائے پنجاب همه را یک وضع و یک زبان

درخواب هم نمی بینند۔ از کجا بینند که غلام قادرشتی بعبارت راهم با دیگر چیزها بغارت بُرد و آفتابِ اقبالِ شان را اگر رفتار ظلمت کرد۔ چون کمالِ هر صاحب سلیقه از قسم ایجاد یوستا و غیرآن در وقتِ توانگری ظاهر می شود و شاه جهان آبادیان در شهر خود بشتر محتاج بنانِ شبینه و کمتر نان میخورند بخلاف دهلویانِ لکهنؤ که صاحب جاه و ثروت اند، درین حالت سلیقهٔ دهلویان که در لکهنوے باشند چگونه زیاده از سلیقهٔ دهلویان که در شاه جهان آباد اند نباشد۔ و قید فصاحت بولادتِ شخص در شاه جهان آباد برای این هم . . . ضروری نیست که هر شهر را زبانے است مخصوص بآن شهر۔ هر کس که در انجا متولد می شود به زبان آن شهر حرف میزند مثلاً لاهوری لهجهٔ پنجاب با لفاظ آنجا ادا میکند و بنگالی الفاظ بنگالی بزبان دارد و هم چنین تبدیل کهنڈی مارواڑی و میواتی و دکهنی زبان ملک خود را خوب میدانند و در میان افراد هر صنفے ازینها اصلا فرق کرده نمی شود، مانند باشندگان لکهنؤ که از گفتگوئے خرد و بزرگ ایشان اصالت پورب می بارد، خواه تمام جمله را بزبان پورب ادا کنند خواه از صحبت شاه جهان آبادیان بعضی الفاظ وطن شریف ترک نمایند۔ هم چنین کلام باشندهٔ هر شهر دلالت کند بر مولد و موطن بخلاف باشندگان دهلی که بعضے راه کابل در تکلم نشان دهند و بعضی دروازهٔ پنجاب بر روے سامع کشایند و بعضی مخاطب را از لهجهٔ مرزاپور و جانٹھ بترسانند و حصهٔ از بوئے گلاب به دماغ حاضران رسانند و بعضی با لفاظ روح پرور شربت جان بخش نصیب اهل سماعت سازند یعنی بزبان اُردو حرف زنند۔ درچنین مقام عقل راقم سراسیمه است که زبانِ شاه جهان آباد کدام زبان را بگویم، نمیدانم کابلی است یا لاهوری یا پوربی یا غیرآن، زیرا که ولادتِ این صاحبان که در شاه جهان آباد نیز با نهاے مختلف سخن می گویند در حضرت دهلی جلوهٔ ظهور دارد۔ بهر حال بعد تامل بقدر

دہلی در صحبت ایشاں از سبب مصروف بودن بعیاشی جمع بودند۔ دیگر مرزا فتح اللہ و مرزا اسمٰعیل۔ دیگر مرزا رفیع در سخن گفتن و حرف زدن گو در شعر بضرورت وزن قافیہ چند لفظ خارج از اُردو نیز آوردہ۔ دیگر خواجہ حفیظ اللہ مرحوم۔ دیگر میرزائی و میر مغل و خواجہ شیریں خاں واعتقاد اللہ ولد میر رضائی صاحب ہرکلہ

# دُردانۂ چہارم در آراستگی تاج بیاں بگوہر شرح مصطلحاتِ دہلی

توتے اُڑگئے، یعنی حواس اُڑگئے۔ تمہارے لڑکے بھی کبھی گھٹنوں کے بل چلیں گے یعنی تم بھی کبھی سچ بولوگے اور راہ پر آؤگے۔ کافور ہو جاؤ اور چھچھو ہو جاؤ اور ہوا کھاؤ اور پیچھا چھوڑو، اور معاف کرو، اور دال نے میں ہوجیے اور رے داؤ زبر رو ہوجیے اور رہت ہوجیے اور دفع دفان ہوجیے اور اور طرف متوجہ ہوجیے اور کہاں آئے اور کہو تو میں گھر چھوڑ دوں اور فرماؤ تو قبالا منگواؤں، یعنے یہاں سے جاؤ۔ مرتا ہوں اور جی دیتا ہوں اور لوٹتا ہوں اور لوٹ پوٹ ہوں اور ہاتھ پاؤں توڑتا ہوں یا توڑاتا ہوں اور غش کرتا ہوں یعنی عاشق ہوں۔ جی چراتا ہوں، یعنی ازیں کام اجتناب دارم۔ جو کڑی بھول گیا اور کھو یا گیا اور اور ہی کچھ ہوگیا، ہمہ یعنی بے حواس شد چھینٹا دیا اور آب پاشی کی یعنی فریب دیا۔ بڑے پاک ہو اور قدم آپ کے چوما چاہیے اور آنکھ میں تمہاری ذرا بھی پانی نہیں یعنی بڑے بیحیا ہو۔ آپ بھی بہت بزرگ ہیں اور صاحبزادے ہیں اور عجب معصوم ہیں اور طرفہ معجون ہیں اور رزدرجانور ہیں اور بڑے صاحب شوق ہو اور عقل کے پتلے ہو اور آپ کی کیا بات ہے اور کتنا بات کو پہنچے ہو اور عقل چہ کتی است کہ پیش مرداں بباید اور عقل بڑی کہ بھینس اور خوبی شعور کی اور بل بے تیری سمجھ اور

می باشند کج ادا و کج راہ رفتن و خود را بسیار دیدن و ہر مونث را مذکر ادا کردن شعار و عادت ایشان است۔ چنانچہ ہماری بکری را ہمارا بکرا گویند مثل افغاناں کہ در ہر شہر دستار و زلف غلیل و اوپچے گفتن ایشاں مبدّل نمی شود۔ و دَورِ نواب قاسم علیخاں بعینہٖ دَورِ نواب میرن مرحوم است۔ و در وقت حضرت پیر و مرشد چرچہ عبارات آئین جدید و طرز دلفریب و تحقیق الفاظ و ملاحظہ فصاحت و مراعات بلاغت و لطیفہ گوئی و بذلہ سنجی و شستگی تقریر، ایجاد چیزہائے نو بسیار است و سوائے اشخاص فصیح قابل و بلیغ صحبت ہیچکس پسند خاطر ملکوت ناظر نیست، و بداد ہر سخن و لطیفہ میرسند و ہرگز اشخاص سابق الذکر را کہ ہمدم و ہم طبق با نواب میرن بودند راہے بحضور پر نور نمی دہند۔ از نیجہت لکھنؤ بر شہر ہائے دیگر شرفے و مرجح و جان شاہ جہاں آباد است، زیرا کہ فصحاء و سلیقہ شعاراں کہ جان آں شہر باشند در ایں شہر مجتمع اند۔ پس شاہ جہاں آباد حکم قالب بیجان دارد و لکھنؤ جانِ اوست و جان را ہر آئینہ بر قالب ترجیح است۔ ایں ہم در اصل وصف شاہ جہاں آباد کردہ می شود چراکہ شاہ جہان آباد با جان و قالب یک شخص قابل است جانش اینجا آوردند و قالب آنجا گذاشتند، مانند دُم طاؤس در بزرگی بر طاؤس ظاہر است کہ طاؤس تمام ہیأت مجموعی را گویند کہ دُم نیز دراں داخل باشد در نصورت بزرگی دُم ثابت نمی شود مانند ثابت نبودن بزرگی جزء بر کُل۔ ہمچنیں لکھنؤ را کہ حالا جانِ شاہ جہاں آباد میگویند نہ جانِ پورب اگر بہ از شاہ جہاں آباد گونید ہیزیبد۔ چراکہ ایں ترجیح از قبیل ترجیحِ جان بر قالب است و بزرگ تر بودن دُم طاؤس از طاؤس است۔

دیگر از فصیحاں محمد اسحٰق خاں موتمن الدولہ و ہرسہ پسرش نجم الدولہ و افتخار الدولہ نواب مرزا علیخاں و نواب سالار جنگ۔ لطیفہ گویاں و خوش کلاماں و پری پیکران

یعنی بہت سی گالیاں دونگا۔ آور صلّ وجل اور واہ واہ اور کیا پوچھنا ہے
اور کیا کہنا ہے اور کیا بات ہے اور یون ہی چاہیے اور کیا خوب اور چہ خوش چرا
نباشد اور وا چھڑے اور سبحان اللہ اور آہا اور ہوے بے ظالم اور یہان فرشتہ
کے بھی پر جلتے ہیں اور کیا مذکور ہے اور کہیں نظر نہ لگ جائے اور خدا سلامت رکھے
اور آپ کی کیا چلائی اور رحمت خدا کی اور شاباش اور آفریں صد آفریں اور بارک اللہ
اور ایسی ہی باتوں سے تو معقول ہوے ہو اور اللہ اکبر اور اللہ الغنی اور اوہو۔ جی
اور اوہو این جمیع کلمات مشتمل بر مدح دلالت کند بر مذمت شخصے کہ فعلش خلاف
طبع این کس باشد۔ دھینگ دھینگ بلو کا راج اور اندھیری نگری چوپٹ راج،
در مقام بے انصافی حاکم و رئیس ذکر کنند۔ کام کیا ہے اور پھر کیا ہے اور غضب
کیا ہے اور ستم کیا ہے یعنی کار عجیب کردہ است۔ گھونسا مار یا نکالتا ہوں یعنی
ہر چہ از دیگرے نیاید از من بیاید گھر کی ٹکی باسی ساگ، این عبارت در جواب
کسی بگویند کہ لاف بیجا زدہ باشد۔ باسی رہے نہ کتا کھائے، یعنی اسراف طعام
درخانۂ مال بسیار است۔ آپس میں گرہ پڑ گئی ہے، یعنی دشمنی با ہم بہم رسیدہ است
قاضی جی تم کیوں دُبلے ہو شہر کے اندیشہ سے، درحق شخصے کہ بیجا غم اشیار خورد استعمال
کنند۔ بال بال گج موتی پروئے ہوے بیٹھی ہے۔ یعنی بن سنور کر بیٹھی ہے۔ چولھے
میں پڑے، یا بھاڑ میں جائے، یعنی مارا این شخص و با این چیز ہیچ سر و کار نیست۔ چاند
کو گہن لگ گیا، یعنی با وصف خوبیہا یک عیب ہم دارد۔ اس بات میں بٹا لگتا ہے یعنی
این کار معیوب است۔ شرم بھی نہیں آتی، دل میں تو سمجھو، کبھی شرمایا تو کرو شکوہ
نیا مدن دوست۔ یہ منہ اور مسور کی دال اور آپ کے بھجا ڈنڈ ہی کھے دیتے ہیں، اور
ایسے جمی اور بل بے جما تیری دھج، از این ہر چہار اصطلاح یکے این است کہ این
خواہش زیادہ از لیاقت نست، دوم اینکہ این ہمہ دعوے بزرگی از چہرۂ شما کہ

کیوں نہ ہو بدر ٹر باشد پسر ٹوں بود ازاں پرہنر بے ہنر چوں بود اور آپ بھی کچھ ارسطو
سے کم نہیں اور اپنی اپنی سمجھ ہے اور تھوڑی سی عقل مول لیجیے تو بہتر ہے اور
ولی آدمی ہو اور ڈال کے ٹوٹے ہو اور نہ ور پیٹھے ہو اور کوئی ز در خدا کے بندے
ہو اور اپنے وقت کے لال بوجھکڑ ہو اور داناؤں کی دُور بلا اور آپ کے بھی صدقہ
ہو جائیے اور قربان اس فہمید کے اور کیا خوب سمجھتے ہو یعنی بسیار احمق ہستید۔
عجب ذات شریف ہو اور کتنے بھلے آدمی ہو اور آپ میں بھی کوٹ کوٹ کے خوبیاں
بھری ہیں اور سب بزرگیاں تم پر ہی ختم ہیں اور آپ سے بہت بہت امید ہے اور
ابھی کیا ہے، خدا آپ کو بہت سا سلامت رکھے یعنی بڑے بدذات ہو۔ اور تم بھی
بہت دور رہو یا بہت بُرے آدمی ہو اور بدڈھب آدمی ہو اور معلوم نہیں تم کون ہو
اور کہو تو سہی کیا ہوا اور کوئی قہر ہو یا غضب ہو یا ستم ہو یا تم سے خدا پناہ میں رکھے
اور آپ تخفگی کیا رکھتے ہیں اور آپ ہیں کون اور نیٹ کڈھب ہو یعنی خوب آدمی ہو
پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل جائے استعمال کنند کہ شخصے مشہور در پیشہ باشد و شعور در
کار خود نہ داشتہ باشد۔ آنکھوں سے اندھے نام نین سکھ ایں مثل در مقامے گفتہ شود
کہ شخصے دعوائے امرے بکند کہ بآں ہیچ مناسبتے نداشتہ باشد۔ ہم آپ سے نہیں
بولتے اور کیوں آئے ہو اور ہمارے پاس نہ آئیے اور کہاں چلے آتے ہو، اور
صاحب کو کس نے بلایا ہے اور خیر باشد کدھر کرم کیا اور یہ چاند کیا نکلا اور
کہیں رستہ تو نہیں بھول گئے اور گھر کو پھر جائیے اور آپ کا گھر کہاں ہے اور
میں تو صاحب کو نہیں پہچانتا۔ عبارت شکوہ و اظہار اشتیاق با دوست وقت ملاقات
باشد۔ گھر کی مرغی دال برابر در جائے گویند کہ شخصی قدر فرزند یا عزیز یا دوست
یا غلام با وفا یا ملازم صاحب لیاقت خود نداند و وصف دیگراں بکند و زرہا خرچ
کردہ کار از انہا بگیرد۔ ہزاروں یا سیکڑوں یا لاکھوں یا کروڑوں بے نقط سناؤنگا

در پنج شش روز حاصل شود و روز آخریں صرف قیمت شیرینی نمودہ باہم حصہ کنند
لیکن دختراں بجائے ٹیسو رلے جھنجھری یا جھنجھیا سازند۔ ایں بازیچہ حالا در بلاد پورب
ہم رواج دارد و از بازیچہائے دیگر کبڈی و باگھ بکری و وزیر بادشاہ جوانان ہم مشق
کنند و جا بجا مروج است و دیگر بازیچہا مخصوص بہ اطفال است لیکن ہر قدر کہ ازیں
ہا جائے دیگر نرسیدہ تفصیل آں بیشتر بہ قلم آمدہ۔ بتی سرتیا پھول پان بیچیا و
بازی کردن بالہ چفتہ کہ ہندی گلی ڈنڈا گویند قاعدہ است کہ اطفال باہم قرار
دہند کہ ہر کس از میان با شرط از دیگرے در رباید چند بار یعنی ہر قدر کہ از اول
معین شود بلہ یعنی گلی را در دست گرفتہ چفتہ یعنی ڈنڈا را بدست دیگر بقوت تمام
بزند تا از دستش رہا شدہ مثل تیر راست برود و ہر جا کہ برسد طفل دیگر کہ شرط
را بستہ باختہ باشد باید کہ دست بر دست ایں طفل زدہ برائے آوردن گلی رواں
شود از وقت رواں شدن تا زمان دادن چوب پارہ مذکور بدست طرف ثانی باید
کہ بتی سرتیا پھول پان بیچیا گوید لیکن شرط است کہ تبدیل نفس نکند و تا آمدن و
رفتن ہماں یکنفس باشد و سلسلۂ ایں کلام منقطع نگردد و اگر عہدہ ازیں بر نیاید
دست خود را بدست طرف ثانی بدہد تا ہر قدر کہ مقرر شدہ باشد دست خود را بقوت
تمام بر پشت دست آں بیچارہ بزند و ایں عمل را بزبان اردو چمیٹی گویند با جیم فارسی
مکسور و میم ساکن و تائے ہندی و یائے معروف۔ اکثر خون از پشت دست اطفال
رواں شود۔ کھیلے والے لال، آواز باغباناں وقت کشیدن آب از چاہ برائے
درختاں۔ گول گول بات، یعنی سخنے کہ چند احتمال داشتہ باشد۔ موتی پروتا ہے
یعنی سخنان دلاویز میگوید۔ گھاس کاٹتا ہے یعنی حرف میزند کہ فہم کسے نمی آید۔ گل
کترتا ہے یعنی سخن ابلہ فریب میگوید و ہم بایں معنی کہ فتنہ برپا می کند۔ ریوڑی کے
پھیر میں آگیا یعنی گرفتار بلا شد۔ چڑیا کے اور چڑیا والے اور مرغی کے اور مرغی والے

مخالف گفتگوے شما است معلوم می شود چہ حاجت بیان، سوم اینکہ شما ہم بدرے این
قابلیت رسانیدید، چہارم اینکہ بنازم طرز رفتار و بالیدن تو برخود کہ با وصف ناداری
خود را ہم از امیرانِ جلیل القدر می گیری ۔ سیکھی بارہ بمعنی یاس مطلق ۔ شیخی اور تین کانے
یعنی عبث لاف بیجا می زنی ۔ کانے چوٹ کنونڈے بھیٹ، وقت دوچار شدن آدم
مخالف طبع گویند یا ہنگام ملاقات باکسی کہ پنہاں داشتن خود از و منظور باشد از روے
مصلحت خواہ از راہِ رنجش ۔ حلوا خاتون بمعنی لعبتے است کہ از چوب سازند و گدایان
آنرا لباس پوشانیدہ روبروے اطفال در دست خود برقصانند و تحصیل قوت نمایند
گو برگنیش اور نگل بھترا اور مسٹنڈا اور ہٹا کٹا اور ٹانٹھا اور دُب اکبرا اور ھینیا اور فیل
منگلوسی اور چک پہیا اور مربع اور چوکورا اور گینڈا بمعنی فربہ ۔ تنکا اور ٹھیری اور
تاکا اور سوکھا بمعنے لاغر ۔ پتھر پھوڑا نام جنے کہ در شاہجہان آباد سہر مردم رشکست
جینڈول گدا اگر بول اور گانٹھ کٹھول بانسلی بھنبھیری میرانام اور گھور کھنڈے چوہے
لنڈے اور کالے پیلے دیو اور شیر بکری یا باگ بکری اور اٹیرن اور کبڈی اور
وزیر بادشاہ اور آنکھ مچول کرڈوا تیل بلی یا سے دُہی پھلیل اور چھائیں مائیں گول
گھمائیں راجہ کے گھر بیٹا ہوا اور دوڑے آئیو کوئی ایسا بھی داتا ہو جڑیا کے بند
چھڑائے اور مونگ چنا گدڈو ڈو اور ہیری آڑ و کیوں آڑے اور لوہری اور ٹیسو
رائے، از یں بازیہا لوہری از دہلی تا کابل رواج دارد و تفصیلش این است کہ
اطفال در موسمی چند روز بعضی جوانان را ہمراہ گرفتہ محلہ بمحلہ بدروازہ ہر خانہ روند
چیزے نقد یا کید و ہیزم از خانہ بگیرند و شبے آں انبار ہمہ را آتش دہند و بنقود جمع شدہ
شیرینی طلبیدہ برخود قسمت کنند، ایں رسم از رسم ہنود است لیکن اطفال اہل اسلام
ہم بازیچہ فہمیدہ شریک بچگان ہنود شوند ۔ ٹیسو رائے عبارت از صورتے کہ در ایام
قریب بہ دسہرہ کودکاں از گل ساختہ و چراغ روشن نمودہ خانہ بخانہ بگردند و ہر جا

دو گنڈی چتی، شخص غیر ثابت بر یک قول و نگاه دارندۂ طرف دو چیز۔ سپاہی نے
دبایا ہے یعنی در خواب حرف میزند و برخاستہ با مردم دست و گریبان می شود بلکہ اگر
چوب یا شمشیر بدستش می آید از دیگرے کہ دوچار او میگردد دریغ نمی دارد و ہنوز حکم بیدا
رو نمی تواں کرد کہ ہیچ خبر از خود ندارد۔ رفو بیں ہو جانا تیز رفتن و غائب شدن۔
دھنتر اور رستم اور رستم کا بچہ اور تمیں مار خاں یعنی زبردست۔ دھنا سیٹھ اور
جگت سیٹھ کا گماشتہ اور کوٹھی وال اور گانٹھ کا پورا اور بھرا پرا یعنی مالدار۔ انشاء اللہ
تعالیٰ بلی کا منھ کالا یعنی اظہار تصمیم ارادہ بکارے۔ شہر مراد از شاہ جہان آباد۔
اور سانگ لانا، بہانہ کردن۔ پان پھول اور دھان پان یعنی نازک بدن۔ چھوٹا
منھ بڑی بات یعنی تو لیاقت ایں کار نداری بر غائب و متکلم نیز جاری میتواں کرد۔
حاتم کی گور پر لات مارتا ہے، در ذکر سخاوت مفلوک استعمال کنند۔ ہفتے جکڑنے،
ہرگاہ پہلوانے را بر زمیں می زند و میخواہد کہ پشتش را بہ زمین رساند طرف
ثانی سینہ را بہ زمیں محکم میگذارد بنوعیکہ اگر زور فیل دریں پہلوان باشد نمیتواند کہ اورا
بہ پشت بخواباند تا وقتیکہ ہر دو دست از زیر بغلہایش برآوردہ گردنش را نگیرد و زور
آزمائی نکند لفظ مذکور نام ہمیں فعل باشد۔ دھوبی پاٹ اور کلارنگ اور ڈھاک
پر چڑھا مارنا، نام داؤہائے کشتی۔ نوکر لاڈ کیور کے ہونٹھ لیں حق لیں، نام لاڈ
کیور و کلاونت بودہ است در وقت شاہ جہاں یا اورنگ زیب ظاہر انوکران
ایں بیچارہ ہا بغیر خدمت و حاضر باشی تنخواہ خود را از ایشاں طلب میکردند چوں
از فتنہ و فساد اجتناب کلی داشتند ازیں خوف مبادا کہ ہنگامہ برپا شود زر بنوکراں
میدادند حالا بہماں قیاس ضرب المثل شدہ است، در حق نوکرانِ کم خدمت آقائے
خلیق۔ کھانا پینا گانٹھ کا تری سلام علیک، در مقام بے التفاتی مرد صاحب
جاہ در جواب سلام و بے پروائی خود گفتہ آید۔ کھلنڈرا اور اکھڑ یعنے مرد بے پروائے

اور جھانپو کے اور جھانپو والے اور ڈھڈو کے اور ڈھڈو والے اور بگلو لو کے اور بگلو لو والے اور کواپری کے خطاب بشخصی کہ از راہ زعم خود احمق پندارند۔ خیری خیری دیں گے کوئی ایسے ہی داتا دینگے یا ایسا ہی داتا دے گا، صدائے فقیران بے حقیقت رذیل ہندوستان رو بروے گاڑھیاے قافلہ۔ خیری خیری یک لفظی است کہ مکرری آرند با خاء مکسور و یاء معروف و راء مکسور و یاء ساکن۔ باج باج اللہ محمد کا راج عبارت آدمانِ کم قدر از قبیل خدمتگار و افرش و غیر آں وقت زدن گھڑیال۔ لپو بمعنی دستار۔ ڈاب بمعنی کمربند بر کمر۔ بھدکی اور پڈری اور پودنا بمعنی ناتوان و کم زور۔ کٹھ پتلی اور الو کا بچہ اور الو کی دم فاختہ اور الو دا خرا اور مٹی کی مورت بمعنی مرد ابلہ۔ گلو با گاف مکسور و لام مشدد و مضموم و واو مجہول خطاب با دختران صغیر۔ پری بمعنی چیزے خوب۔ سر چوٹ بمعنی نفرت آید یا موجب نفرت کہ بہ ہندی چڑنا مند۔ لیکن در اصل بمعنی رشک است۔ بدیا ندھان، آدم بسیار قابل۔ پڑھ پتھر لکھ لہرا بھئے اینٹیں باندھ کچہری گئے، یعنی ہر قدر کہ سعی کرد از علم بے بہرہ ماند۔ شور بور از بان مرداں و شرابور از زبانِ زناں بمعنی آلودہ سرتاپا۔ رنگ ہے جی رنگ ہے۔ دوست با دوست وقت خوش شدن او بجاے مبارک باد گوید۔ جان چھلا اور خانم جان اور بیگمان اور زنانی دیوانی اور کرہائی اور بہشت کی قمری اور دور بار اور خاصی پیاری اور جان صاحب اور میں واری اور بی جی اور بہوجی اور نوجان اور گھونگھٹ والی اور بیڑے والی اور آے جی اور ہی ہی، بمعنی مردے شبیہ بزناں در لباس و کلام و حرکات۔ منوا اور مٹھو خطاب بہ احمق از راہِ شفقت۔ تلخی اور خام پارہ اور کستو اور اتیا اور مرچ اور مال زادی اور خندی اور خیلا خطاب بہ زن سرکش بجاے بد زبان فتنہ پرداز۔ مردہ شو کے حوالے، اور خدا سمجھے اور کالا منہ نیلے ہاتھ پاؤں گفتگو زنانِ پرپیچیدہ جوان در حق کسے کہ نفرت از و بہم رسد خواہ بظاہر خواہ بباطن۔

خوش گلو کہن سال صاحب معلومات۔ بھڑ آنبل اور جھنا سر ہر دو معنی مسخرۂ کم قدر۔ انگور، پیوند زخم۔ چھاتی کا پھوڑا اور سوہان روح اور وبال گردن شخص مخالف طبع۔ ٹوٹی بانہہ، گل جندری، پسر و برادر و رفیق بے لیاقت تیرے تو کچھ لچھن سے جھڑ گئے ہیں یعنی او بار تو رسیدہ است در دنقے در چہرہ ات باقی نماندہ۔ تیرے دل کے آج پھپھولے پھوٹے، یعنی امروز بسیار خوش شدم کہ دشمن من ذلیل شد۔ کالا، یعنی شخص ذو فنون و مار سیاہ۔ باؤلا کتا، اور کٹکھنا کتا یعنی شخص بد خلق۔ اپنی گلی میں کتا بھی شیر ہے، در حق کسی جاری شود کہ بزور حمایت دیگرے بترساند۔ حمایت کی گدھی عراقی کو لات مارے، مصرف ایں عبارت درجائے است کہ مرد کمقدرے باشارۂ امیرے اظہار جبروت و عظمت یا عالی مرتبی نماید از جہت قرابت با امیرے یا سفارش منصب و زیادہ از دیگراں باشد۔ جو بولے سو گھی کو جائے، یعنی ہر کہ دریں مجلس یا خانہ منصفانہ حرف خواہد زد بسزا خواہد رسید و ذلیل خواہد شد۔ دو ملاّ میں مرغی مردار، محل استعمالش مجلس بزرگے باشد کہ شخصے حاجت خود را پیش او آرد و ایں بزرگ با دیگرے در مقدمہ ہمیں صاحب حاجت بر سر حرفے مباحثہ آغاز و ظاہر است کہ در بحث دو کس کہ یکی محتاج الیہ باشد و دیگرے تیز ہم چشم آں مطلب محتاج بر نمی آید بیچارہ مجبور شدہ ایں عبارت را ادا می کند تا از مباحثہ باز مانند و بر آمدن کام وتش صورت بندد۔ بجلی پڑے اِن باتوں پر، یعنی خاک بر سر ایں گفتگوہائے بفائدہ۔ چرخ چینبو کے لڑکے، یعنی اے پسر زن فاحشہ بیحیائے بے ادب۔ سیمو سیلو، زنان بازاری مثل سبزی فروش و غیرآں۔ کام بڑھئی کا آواز نجار در کوچہ و بازار۔ سونٹھ ہے نیبو کے رس کی، صدائے آب زنجبیل فروشان شہر۔ سو سنار کی نہ ایک لوہار کی، یعنی اگر فلانے صد بار با من بدی خواہد کرد یا در

بے اندیشہ - ماموں جی جوہار، در وقت طعن با ظرافت بجاے سلام علیکم مستعمل مشود
چھوٹ بہا، یعنی بدرد آمدہ زار زار گریست - جھڑ لگا اور ہو چکا یعنی از رتبۂ خود فتاد
تم نے اڑائیاں سوہیاں بھون بھون کھائیاں، یعنی من زیادہ از شما این کنایہ ہا
دامی فہم - میں نے چار برسا تیں زیادہ آپ سے دیکھی ہیں، یعنی ہنوز شمارو بروے
من بچہ ہستید - آیں، کیا، معقول، اور خوبی خلطے کی اور کتنے گرم ہو اور واہ
مُنہ تو دیکھو اور آرسی تو ہاتھ میں لو اور خیر مانگو اور بہت بڑھ نہ چلو اور آپ کو بھول
گئے اور نئی طرح کی گرمی ہے اور کچھ شامت تو نہیں آئی ہے اور گھر سے لڑ کر تو
نہیں چلے اور ٹھنڈے ٹھنڈے گھر جاؤ اور تمہی لاٹک کے تو نہیں آئے اور صبح کسکا
منہ دیکھا تھا اور خیر سے گھر کو سدھارو اور اتنا لگ نہ چلیے، گفتگو با آدم زباندراز
بے ادب از راہ رنجش و با دوست نیز از فرطِ محبت و خوش اختلاطی - دھوبی کا کتا
گھر کا نہ گھاٹ کا اور اَلّذی نہ اَلّذی اور ادھر نہ اُدھر یہ بلا کدھر، یعنی شخص بے
سر و پا - ہمنے گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا ہے، یعنی مردم کار آزمودہ ایم - میں تیرا گڈا
بناؤں گا یعنی من ترا بسیار رُسوا خواہم کرد - پھر مانگ، یعنی جواب صاف بسائل
کہ ہر مُنہ اُٹھاتا ہے، یعنی کجا می آئی - آپ میری جان سے کیا چاہتے ہیں، یعنی
چرا با من حرف میزنید و پیش من می آئید - مُنہ چڑانا یعنی تقلید کسی کردن واز
عہدۂ آں بر نیامدن - تو لہی اور نکی موٹھ اور نو تری، داو قماربازاں - پہلے پانسے
میں کانے، بجاے اول کاسۂ در دباشد - مُنہ لگائی ڈومنی گاوے تال بتال،
یعنی مصاحب سر ہر قدر کہ یاوہ بیجا ودہ مربوط است - آئیے مل جی آئیے
وقت ملاقات از راہ مسخرگی بدوست گویند - آنکھ آئی، یعنی چشم درد میکند - بھڑوے
مرد رنگیں لباس در ہولی - بنے ہوئے ہیں اور مجلس کی رونق ہیں یعنی مسخرے ہیں
رنگا ہوا ہے یعنی ذاکر و شاغل است - جگت گرو یعنی پیشواے فن - ادیس مطرب

بدش کم ہوا یا تاو میٹھا ہوا یعنی سست شد۔ مدھم ٹھاٹھ یعنی شخص کہ کسل در ہر کار داشتہ باشد۔ بوریا باندھنا یعنی اسباب ساکین و از راہ کسر نفس اسباب اغنیا ز زبان خود شان۔ چیلا، سفلا، چھوکرا، بلا، منہ سے دودھ کی بو آتی ہے ابھی چھٹی کا دودھ نہیں سوکھا، اور ابھی منہ دبائیے تو چلو بھر چھٹی کا دودھ نکل پڑے یعنی سخت کم عقل و بے لیاقت است۔ جان چٹا خا اور ہیا اور بھبوکا اور دھواں دھار یعنی خوبصورت۔ اڑھائی چلو اس کا لہو پی جاؤں، یعنی اور انکشم۔ مسند بادشاہی کرو، یعنی سند ابر دارید اصطلاح فراشان حضور والا۔ سکھ فرمانا، خوابیدن بادشاہان تیموریہ رہند۔ پیش خانہ، چوکی خانہ۔ کھڑی مزدوری چوکھا کام اینے کا خوب مزد دلخواہ میتواں گرفت۔ باریدار، یعنی کسیکہ نوبت خود در خدمت بادشاہ حاضر شود۔ باری داری یعنی زن باری دار۔ ناچ نچانے آنگن ٹیڑھا، شخص بے لیاقت کہ کار نکند و عذر بیجا پیش آرد مستحق ایں قول است۔ انت بھلے کا بھلا انت برے کا برا، یعنی انجام بد بد است و انجام آدم نیک نیک است۔ چھکے چھوٹ گئے یعنی عقل زائل شد۔ جگ پھوٹا ز د ماری گئی۔ یعنی ہر گاہ میان دو کس نفاق بہم رسید پامال کردن ہر دو بر دشمن آسان می شود۔ بول گیا، یعنی تنگ آمد و عاجز شد میر اور ڈتوں اور جوٹوں، رسم اطفال است کہ سہ چیز مدور منقش رنگین چوبی بہ یکسہ صورت بقدر گلولہ تفنگ در دست گرفتہ بر زمین غلطانند یکے را میر و دیگرے را ڈتوں و باز دیگرے را جوٹوں نامند و ایں بازیچہ را گولیاں کھیلنا گویند۔ پیٹرا کیا، یعنی بسنر رسانیدم۔ ٹھیک کیا یعنی براہ آوردم۔ لال پگڑی والا میرجی کا سالا، ایں عبارت ہم از زبان اطفال شوخ در حق صاحب دستار سرخ است سیاہ رنگ باشد یا سفید پوست و رنگ دستار منحصر در سرخ نیست اگر سبز یا زرد یا سیاہ باشد نام ہماں رنگ بگیرند۔ ڈھیلے زناخ، یعنی آدم نرم دست در ہر کار۔ چو منخا کیا، یعنی چنانکہ

ظرافت مرا تنگ خواہد گرفت پشم من کند و نخواہد شد و من در یک بدی یا یک لطیفہ
او را از پا خواہم انداخت۔ کیا بیچتے ہو، یا کیا کھٹ راگ گاتے ہو، کیا گوہ کھاتے ہو
کیا جھک مارتے ہو، کیا قصہ لگایا ہے، کیوں مغز کھاتے ہو، کاہیکو دماغ پریشان
کرتے ہو یعنی چہ سخن بیہودہ میگوئید و چرا یاوہ میچاوید۔ منہ کو لگام دو اور زبان
سنبھال کے بولو یعنی سنجیدہ حرف بزنید۔ منہ دھو رکھو، یعنی توقع این کار نداشتہ
باشید۔ ماں فقیرنی پوت فتح خاں، در حق شخص مغرور کم قدر مجہول النسب آرند۔ بیرے
بت کو رسا یعنی عجب کارے کردہ کہ بگفتن نمی آید۔ رانڈ کا سانڈ، یعنی حرامزادہ بد طینت
زانی خاں کا سالا، یا دھین دھوکڑ خاں کا سالا یا افلاطون کا بچہ یعنی شخص زبردست و
متکبر۔ بڑا ایزید ہے یعنی بسیار بے رحم است۔ دھو یا دھایا احمق ہے یعنی در حماقتش
جائے تامل نیست۔ فتح ہے، یعنی مژدہ باد۔ پانوں زمین پر نہیں رکھتا۔ یعنی خیلی
متکبر است۔ آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا نیز ہمیں معنی و یعنی شرم و حیا ہم آرند۔ کوڑھ میں
کھاج، وقت پیش آمدن مشکلے در عالم تردد خاطر از سبب مشکلے دیگر گفتہ شود۔ کریلا
اور نیم چڑھا، در حق شخص بد خلق بدولت رسیدہ گویند۔ نماز کو گئے تھے روزہ گلے
پڑا، یعنی فکرے بخاطر داشتم فکرے دیگر پیش آمد یا متوجہ مہمی شدہ بودم مہمی دیگر پیش آمد
ٹھونک بجا کر لینا، بتامل و اندیشہ و امتحان گرفتن چیزے۔ منہ پر ہوائیاں اڑتی
ہیں، یعنی چہرہ اش آب و تاب ندارد۔ ہماری کیا پشم کندہ کریگا، یعنی با ما چہ میتواند کرد
کانا ٹٹو بدھو نفر، یعنی بسیار مفلس است۔ کھیل نچانے مرغی کا اڑانے لاگا باز، یعنی
از حد خود بیروں شدہ کار میکند۔ باپ نہ مارے پدڑی بیٹا تیرانداز، ایں ہم ہمیں معنی
چندا ماموں، تا خطاب خردان کمسن شوخ با ماہ و از راہ شوخی با آدمی نیز خصوصاً از
زنان کسی آشنائے خود۔ پیر مغاں، یعنی مشیخت دستگاہ۔ فلانے کا بھانڈا پھوٹ گیا،
یعنی عیب او ظاہر شد۔ بھرم نکل گیا، یعنی سبب نخوت بیجا و اظہار رفعت او معلوم شد۔

بیجا۔ امیرخانی، بمعنی مرد شبیہ بزن۔ رنڈاپے کا لٹھ، عبارت از مرد بے ادب دریدہ دہن
باشد۔ چل بسا، بمعنی مُرد۔ میں نے تمہاری گدھی چرائی تھی یا میں نے تمہاری
چوری کی ہے، یعنی از من بگر بجناب سامی خطائے سرزدہ است۔ لے پالک، بمعنی
پسر خواندہ و دختر خواندہ۔ گڈ گڈے، مراد از دانہ ہائے برشتہ ذرہ (ذرۃ در عربی جوار را
گویند)۔ ڈھول ڈھمکا ملک باگڑ کہ موطن آبائی اکثر لولیان پری طلعت است
جو کھے کے ہاتھ، بمعنی چار طرف سخن بکنایہ گفتن در مجلس۔ گھی کا کپا لڑھ گیا، یعنی رئیس
کلانے مُرد۔ دھوم دھام، بمعنی شان و شوکت۔ دھما چوکڑی، بمعنی ہنگامہ۔ کھیت
چھوڑ گیا، بمعنی گریخت۔ ٹھکانے لگا، اور کام آیا، بمعنی کشتہ شد۔ تصدق ہوا، نیز ہمیں
معنی لیکن روبروئے اُمرا۔ بڑا سُور ہے، بمعنی بسیار شجاع است۔ دوکھنا، بمعنے
عیب شخصی برروئے او بیان کردن۔ کیا درزی کا کوچ کیا مقام، یعنی آدم مفلوک
ہر جا و ہر وقت کہ خواستہ باشد برود، رفتن او را تردّدے درکار نیست۔ بڑے میاں
سو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ، محل ایں عبارت ناراضی بودن شخصی از
کسے و موافق شدن با دیگرے و آزردہ تر شدن ایں کس از دوستی شخص اول۔ ناک
چنے چبوائے، یعنی سخت تنگ آورد۔ گھڑی میں گھڑیال ہے، یعنی در یک ساعت زمانہ
دگرگوں می شود۔ جو گرجتے ہیں سو برستے نہیں، یعنی ہر کہ میلافد ہیچ است۔ دیکھا ہُوا ہے
بمعنی آزمودہ شدہ است۔ پھونک پھونک پاؤں رکھتا ہے، یعنی ترساں ترساں راہ میرود
و کار میکند۔ چو رہے، یعنی پرعیار و ظریف است۔ بات کا تبنگڑ بناتا ہے، یعنی عجب فتنہ انگیز
است۔ ہتھیار رہونا، بمعنی جنگ پیش آمدن۔ ٹوپی والے، مراد از فوج ولایت۔ گھوڑی
والے، مراد از سپاہ دکن۔ پٹھان زا، مراد از شاہ ابدالی و اولادش۔ کئی دن تم نے بھی
چام کے دام چلائے، یعنی شما ہم در دولت سریع الزوال کارہائے ناکردنی کردید۔ چیل
جھپٹا، مراد از غارت گری۔ پلک دریاؤ، بمعنی سخی جوانمرد۔ لیجالب دریا کی ککڑیاں آواز

باید بسبزار سانیدہ شد۔ ننگی بھلی کہ بل ہیں بانس یعنی ذلتی کہ از کردن ایں کار درقسمت من است بازاں رسوائی است کہ درنکردن آں متصور است مانند عبارت فارسی کہ مائدہ چیدن صدعیب دارد ونچیدن یک عیب۔ دیکھا بھالا تو نچی اور چپراسی سیدہو یعنی ایں شخص کم رتبہ کہ بردولت خود نازد درعالم افلاس و دریوزہ گری ہم چند بارا ورا دیدہ ام و بخوبی می شناسم۔ بال باندھا چور، یعنی دزد نادر بے مثل۔ کوڑی کا پوت بمعنی شدید الطمع۔ ہری چگ بمعنی شخصے کہ آقائے مفلس را گذاشتہ رفاقت متمول اختیار کند۔ ہرا بھرا عبارت از شخصی کہ قبرش در دہلی برابر قبر شاہ سرمد بہو دریائیست۔ بتاسہ سا گھل گیا، بمعنی زود تر تمام شد۔ اچھال چھکا، زن فاحشہ۔ کیا ننگی نہائے گی کیا نچوڑے گی، یعنی از آدم مفلوک چہ چشم کندہ می شود۔ من بھائے منڈیا ہلائے، یعنی رغبت بایں کار دارد و بظاہر ابا میکند۔ ٹکلا مارے نیکھ ہاتھ، یعنی از کردن ایں کار فائدہ نیست۔ بھگن لگانے کو نہیں یعنی برائے نام نیست۔ بعضی صاحبان در لکھنؤ بفتحہ کاف خوانند ایں غلط محض باشد۔ گیند گدل، یعنی گوبازی۔ ڈیل درگنبد آوازدہش، یعنے بایں قد وقامت ایں قدر نامرد۔ بھوت لگا ہی بمعنی دیوانہ شدہ است۔ پڑھا جن ہی یعنی ہمہ چیز را می فہمد۔ پانڈے جی تو بتیا دیں، ایں گفتگو درحق خود درعالم یاس گفتہ آید۔ بھل گھوریتے، بمعنی سوار انکہ اسپان خوب چالاک زیر پا دارد۔ اونچی دوکان پھیکا پکوان، مراد از امیر بخیر وفاضل بد تقریر وشاعر مشہور بے مزہ وہمچنیں ہر کہ مشہور وبے لطف باشد۔ اندھوں میں کانا راؤ، درحق شخص کم علم جاری کنند کہ در مجمع جہلا وارد شدہ عزتے و حرمتے بہم رساند ونیز دربارۂ ہر کم عیب کہ در مجلس معیوباں رسیدہ باشد۔ رانی کو راناپیارا اور کانی کو کانا پیارا، یعنی ہر کس فرزند خود را دوست تر از فرزند دیگری دارد۔ اس سے کیا حاصل کہ شاہ جہاں کی داڑھی بڑی تھی یا عالمگیر کی، کنایہ از بحث

زبردست ترا از خود درست می شود۔ تم گھوڑوں کے نعل ہو اور پوتڑوں کے امیر زادے ہو،
یعنی شما با وصف ناداری عزیز دلہا ستید۔ ڈبڑو گھسڑو، یعنی عاجز بے دست و پا۔ تیرے
پانوؤں تلے گنگا بہتی ہے، یعنی تمام روے زمین در تصرف تست۔ چوہے کے بل میں
گھسا چاہیے، یعنی از بیم این کس جائے پنہاں باید شد۔ تین تیرہ ہو گئے، یعنی متفرق
شدند۔ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے، یعنی آدم راز دار ہر بلا کہ خواستہ باشد بر سر طرف
ثانی تواند آورد۔ تب بلیں پر لنگوٹیا نہ ملے، یعنی از آشنائے قدیم کہ واقف جمیع حالات
باشد باید ترسید۔ آگ لگتے جھونپڑا جو نکلے سو لاؤ، قائم مقام این عبارت فارسی باشد
کہ از خرس موئے بس است۔ بھس میں چنگی ڈال جمالو دور کھڑی، در حق آدم نمامے
گویند کہ دو کس را جنگانیدہ باہم تماشا کند۔ بچھیرا کھونٹے کے بل کودے، یعنی آدم
نامرد بزور حمایت بر خود می جہد۔ لکڑی کے بل بندری ناچے، این ہم بہ ہمین معنی
پانچوں انگلیاں گھی میں تر ہیں، یعنی بسیار آسودہ است۔ نچوڑ بات کا، یعنی خلاصہ
سخن۔ بکھلایا گیا، یعنی پریشان حواس شد۔ سقے کی بادشاہی، یعنی دولت چند روزہ
اندھی بادشاہی مراد از بازیچۂ اطفال باشد کہ بر سر بچۂ چادر انداختہ سرش را از ضرب
شدید دستی کل سازند۔ ناٹھا گلقند، یعنی احمق۔ آپ باہو منگتے باہر کھڑے درویش،
در وقت سوال شخصی از محتاج یا درخواستن دوستی چیزے را از دوستی کہ بسعی
تمام آن چیز را بدست آوردہ باشد۔ فلانے کا فلانا مائی باپ ہے، یعنی پرورش کنندۂ
اوست و سزا دہندہ را نیز گویند۔ چل چلاؤ، یعنی کوچ۔ کٹ منا، یعنی چابق و تندرست
و بفکر۔ چھوٹا باسن چھلک پڑا، یعنی آدم نادان بر شے تنگ ظرفی آمد۔ تنا جال،
یعنی پیچ در پیچ۔ گورکھ دھندھا، چیزیست از قسم شعبدہ۔ بھول بھلیاں، مکانیست
در شاہ جہاں آباد متصل مزار خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ساختۂ راے پتھورا مشتمل بر چندین در
ہر گاہ آدم اجنبی برائے سیر دران عمارت می آید راہ بیرون آمدن فراموش میکند کاک

خیار فروشان شہر۔ ہوتا سوتا۔ یعنی خویش و قوم زندہ و مردہ۔ شائستہ خاں کا پوتا۔ مراد از شخص متکبر۔ کاریگر اور خلیفہ اور اُستاد، مراد از دلاک۔ و کاریگر و خلیفہ و خاص پز باورچی را نیز گویند اگرچہ در اصل خاصہ پز است لیکن خاص پز بغیر ہا مستعمل است مثل دیوان پن و بعضی صاحبان کہ دہلی را ندیدہ اند آن را دیوانہ پن گویند۔ سیڑ دا۔ ساز نوازندہ۔ ڈومنی پن، حرکات دلفریب معشوقاں و میر حسن در مثنوی سحر البیان، ڈومن پن گفتہ ایں ہم شاید نزد زنان درست باشد۔ ہمارا لہو پیو، بجاے قسم دادن بذیرد ولیکن از زبان زن سیرتاں باز ناں۔ ڈھور و فاعل، مردان شبیہ بزن در فعل و لباس۔ بڑھیا کا کاتا جوان کا کھا جایا تماشا، قسمی است از شیرینی ہندستان مثل رشتہ۔ بوڑ کے لڈو، در شاہجہان آباد شخصی لڈو از برادہ چوب می ساخت و بایں صدا میفروخت کہ کھائیگا سو پچتائیگا اور نہ کھائیگا سو پچتائیگا یعنی ہر کسیکہ خواہد خورد و لے برحال او و ہر کسیکہ نخواہد خورد نیز و لے برحال و سبب تاسف بر شخص اول برباد شدن زر قیمت و موجب افسوس بر آدم دُوُمین تصور لذت آن و نزد بعضے بور مراد از سبوس گندم است۔ ڈھلتی پھرتی چھاؤں کبھی اِدھر کبھی اُدھر، یعنی دولت گاہے نصیب زید است و گاہے نصیب عمرو۔ بھوجلا پہاڑی کے پتھر کھاؤ، یعنی از قسم طعام در اینجا ہیچ نیست اگر قوت ہاضمہ دارید سنگ بھوجلا پہاڑی حاضر است۔ بلبلیہ ہوں بلبلیہ ہوں۔ شادیاں مبارک، صدا ے نقالان اُردو ہنگام شروع کردن رقص و نقل اول نقالاں جاے دیگر از ہمیں ہا یاد گرفتہ اند۔ سلطان جی، مراد از حضرت نظام الدین ولی کہ در اردو نظام الدین اولیا گویند۔ فلانے کو دن لگے ہیں، یعنے اجلش در رسیدہ است پر لگے ہیں نیز بہمیں معنی۔ چیونٹی کا بل، بمعنی جاے تنگ۔ تنکے کے اوٹ پہاڑ، یعنی در ہر چیز کیفیت است مخفی و مختص۔ آنکھ اوجھل پہاڑ، نیز بہمیں معنی باشد۔ اونٹ پہاڑ کے نیچے آتا ہے تو آپ کو سمجھتا ہے، یعنی ہر متکبر پیش آدم

کسبی۔ تیکا چوند، یعنی تیرگی شامل روشنی۔ جوگی کا کے میت۔ یعنی آدم بسیر یا آشنائے
کسے نمی باشد۔ چشم پر مارتا ہوں، یعنی بخاطر نمی آرم۔ غریب کی جورو سب کی بھابی،
یعنی در حق آدم مسکین ہر زبان دراز ہر چہ میخواہد میگوید باکے نیست۔ اندھے کی
جورو کا اللہ بیلی ہے، یعنی مال بیوقوف را ہر کس کہ میخواہد میخورد۔ تیخ کیا جانے صابن
کا بھاؤ، یعنی ایں شخص قدر و کیفیت ایں چیز چہ میداند۔ گدھا کیا جانے زعفران کی قدر،
نیز بہ ہمیں معنی۔ [illegible] نہیں ملاتا یعنی متوجہ نمی شود۔ اسکی ناک مروڑ ڈالونگا یعنے
تنبیہ او بواجبی خواہم پرداخت۔ چنے پر کا والا ہے، یا دال موٹھ والا ہے، یا لونگ چڑے
والا ہے۔ یعنی بسیار ذلیل و تباہ و کم حیثیت است۔

[illegible] کا کھات، معہ حویلی سلیم گڈھ، قلعہ اسلام شاہ پسر شیر شاہ افغان کہ بادشاہ ہندستان
شدہ بود چوں اسلام شاہ بسلیم شاہ مشہور است اسلام گڈھ را نیز سلیم گڈھ گویند
چاوڑی، اور چوراہٹ، اور گلاب باڑی، اور دکیل پورہ، اور حبشی [illegible]، اور سید حسین
تمال کا باڑہ، اور شاہ گلن کی ڈگڈگی، اور ترکمان دروازہ، اور بیرم خاں کا ترا ہا،
اور خلیل خاں کی کھڑکی، اور فراش خانہ کی کھڑکی، اور لال کنواں، اور قاضی کا حوض
اور جوہری بازار، اور چاندنی چوک، اور فتح پوری کی مسجد، اور جان نثار خاں کا چھتا
اور کشک نور کا چھتا، و عوام توشک نور کا چھتا دانند بعضی قابلیت پیشگاہاں کوشک
نور کا چھتا، و ہر دو غلط است۔ چرا کہ کشک نور نام رانی بود اندرانیہا راجہ باڑہ واڑ
ایں عمارت منسوب بآں رانی است، اور شیخ بیگ کا چوترا، اور گولک کا چوترا، اور
روزبھانی پورہ، اور کٹھ گڈھ اور مغل پورہ، اور سبزی منڈی، اور گھوڑے نخاس
اور مٹھائی کا پل، اور تیلی واڑہ، اور نائی واڑا، اور مالی واڑہ، اور روشن پورہ، اور
پہاڑ گنج، اور حبش پورا، اور امام کی گلی، اور تباکو کی منڈی، اور تلی ماروں کا محلہ،
اور مہادیو کا میلہ، اور شاہ بولا کا بڑ، اور دبگروں کا محلّا، اور سعد اللہ خاں کا

تا ان کو چلے کہ خواجہ قطب الاقطاب تناول می فرمودند و حالا تبرک درگاہ شریف ہماں است۔ کوا کمہار، یعنی مجمع نامرداں۔ تانگی دھار، یعنی سیاہی کہ ملازم غیر باشد۔ قطع زن بدنہاد بیجیا۔ ہلاکو، یعنی ظالم۔ نادر شاہ کا سا حکم، یعنی حکم قوی۔ کر چاندنی، مہتاب کہ قریب بصبح باشد۔ جی دان، یعنی جاں بخشی۔ کنیا دان، یعنی رسمے کہ برائے شادی دختر بکسی بدہند۔ بخشی کا دھنگر، یعنی زبردست بے فکر۔ چپلا، یعنی برق۔ کھٹوا اٹی پاٹی لیکر پڑ رہا ہے، یعنی بکمال آزردگی در گوشۂ نشستہ است یا دراز کشیدہ۔ یہ بیل منڈھے نہیں چڑھنے کی، یعنی این مطلوب نخواہد رسید و انجامش خوب نیست۔ مجھے مول لے کے چھوڑ دیا، یعنی احسان عظیمی بر من کرد۔ بڑے بول کا سر نیچا، یعنی انجام ہر بخود غلط خجالت و ندامت است۔ بو آتی ہے، یعنی بوے بد می آید۔ ٹکوری، یعنی چوب نقارہ۔ میری بلا جانے، یعنی من چہ میدانم اور میری جوتی و دیگر الفاظ مثل میرا کد و میرا ڈھینڈس وغیرآں نیز از قبیل میری بلا باشد۔ بھلا بھولا، یعنی خوش و خرم و صاحب اولاد۔ راون کا بچا، یعنی شخص زبردست متکبر۔ بڑی بات ہوئی، یعنی بسیار خوب شد کہ چنیں شد۔ بھلا صاحب، اینکہ سزائے کردۂ خود خواہید دید۔ بہت خوب، و ہر چہ یعنی خوب نیز ہمیں باشد۔ کلھیا میں گڑ پھوڑ رہا ہے، یعنی بطور خود با شخصے سرگوشی دارد و اظہار فرح می نماید۔ جنگل میں مور ناچا تو کس نے دیکھا، لیکن زبان فصیح اردو کن نے دیکھا، یعنی شخصے اگر دور از دوستاں و برادراں بدولت رسیدہ چہ فائدہ و کدام حظ، زیرا باعث مسرت ترقی ایشاں در ہم چشمان است۔ زید عمرو کی ٹانگ تلے سے نکل گیا۔ یعنی اقرار بکمال او کرد۔ گولی بچا گیا، یعنی از کار مشکل کنارہ کرد اور صاف نکل گیا نیز ہمیں۔ آپکا بول بالا ہے، یعنی حرف شما در مجالس پذیرائے گوشہا باد و مخالف شما ہمیشہ مغلوب شواد۔ باگ موڑنا، یعنی کم شدن آبلہ ہائے چیچک۔ بڑا چھو ہے، یعنی سخت کینہ ور است۔ سانپ کھلانا، یعنی نوکری آقا سخن نافہم مغلوب لغضب مردم آزار۔ مسافر آ اترا ہے، یعنی حاملہ شدن زن

کا بازار، و ماہی داس کا کوچہ، و بھوجلا پہاڑی، و بٹیا محل، و بیرندی کا نالا، و تیفر کا کنواں، و بادل پورا، و بہادر پورا، و موٹھ کی مسجد، و اسد خاں کی بارہ دری، و خان دوراں کی حویلی، و امیر خاں کا بازار، و قابل عطار خاں کا کوچا، وجٹ پورا و سعادت خاں کا کوچہ، و محتسب کی مسجد، و کشمیری کے کٹڑے کی مسجد، و زینت المساجد، و جامسجد یعنی جمعہ مسجد کہ مسجد جمعہ باشد و آنرا مسجد جامع نیز گویند، و نواب بہادر کی مسجد، و شاہ ابوالعدل، و میرزا جانجاناں صاحب، و خواجہ میر درد صاحب، و مولوی نظیر محمد مرحوم، و مولوی فخرالدین صاحب، و میاں سید خان و دولہا بھٹیارے کے محل، و کھجور کی مسجد، و نیچہ بندوں کا کوچا، و سبز کنواں، و پنڈت کا کوچہ، و ہیجڑوں کا کٹرا، و دائی پورا - ایں ہمہ الفاظ نام محلات و بزرگان دہلی باشند - سوائے ایں ہم محلات و بزرگان بسیار اند بر سبیل ایجاز ہمیں قدر نوشتہ آمد -

چوری کا گڑ میٹھا، یعنی مال کسے بے اطلاع او خوردن شیریں او خوش - بازار کی مٹھائی زنان کسبی - قوال، مطربان درگاہ نظام الدین اولیا، شیر بادر، چیزے حلال چوکھا، معنی خوب - جھانگی، آنچہ اطفال در بستاں روز پنجشنبہ برائے تنبا کو و غیر آن با وستاد دہند - پھینک، طریق انداختن چوب بر یکدیگر و ہندوستان لکڑی گویند، اکنگاٹ، چوب بازی بغیر پھری - دوہنگ، چوب بازی با پھری - و پھری بار آ چیزے باشد کہ بجائے سپر در دست گیرند و بار آ بندی انبار سنگ و خشت - پوری نہیں پڑتی، یعنی فائدہ نصیب نہ می شود - حرامی پلا، یعنی آدم بدطینت و پاکذات نیز بہمیں معنی - گودڑ خیل، بکسر خا، و یاء مجہول و نزد بعضی با خا معروف ہم آید چیزے کم قدر نا کارہ - تیرے پدر کو خبر نہیں یا تیرے فرشتوں کو معلوم نہیں، یعنی ترا ہیچ خبر نیست - آٹھوں گانٹھ کمیت، یعنی آدم پختہ کار بیخ عیب شرعی، و مادر آزار پدر بیزار، یعنی آدم معیوب

چوک، اور خاص بازار، اور فولاد خاں کا کوچا، اور چیلوں کا کوچا، اور نیا بانس، اور کشمیری دروازہ۔ اور زینت باڑی، اور کنچنوں کی گلی، اور دارا کا طبیلا، اور بلاقی بیگم کا کوچا، اور تیس ہزاری باغ۔ اور شاہ چیتا کی باؤلی، اور پری کی مسجد، اور عربوں کی سرا، اور جی سنگھ پورا، اور ٹیکا ہزاری کا پھاٹک*، اور تیل کا کٹرا، اور بیگم کا باغ۔ اور برجناتھ کا کوچا، اور گھاسی رام کا کوچا، اور کھاری باؤلی، اور حبش خاں کا پھاٹک، اور خواص خاں کا کوچا، اور مہاجنوں کا کوچا، کہ مہاجنیوں کا کوچا مشہور است اور قدم شریف اور شاہ مرداں اور ایک ٹنگی نہر او ایمان کا کٹرہ، نزد بعضی رایان کا کوچہ اور سہندیوں کا محلا، اور بجواڑیوں کا محلہ، اور لاہوریوں کا محلا، او گندی گلی، او پنج پیر کا تھان، اور کوٹھا پارچہ کہ آنرا مزید پارچہ ہم گویند و عوام مجید خوانند، اور جمال اللہ خاں کا پھاٹک، اور دریبہ، اور دار الشفا، اور روشن دولا کی مسجد، از زبان عوام اور سید فیروز کا بنگلہ اور میوے کا کٹرہ، اور کابلی دروازہ اور اجمیری دروازہ، اور دلی دروازہ، اور لال دروازہ، اور براہی کا تھان، اور محبوب الٰہی، اور چراغ دہلی، اور خواجہ جی، اور سید حسن رسول نما، اور باقی باللہ، اور ناج کی منڈی، اور شاہ بڑے کا تکیہ اور شاہ تسلیم کا تکیہ، اور تال کٹورا، اور جوگمایا، اور کالکا، اور بھیروں جی، اور رنگی ہٹ، اور محلدار خاں کا کٹرا، اور پرانا قلعہ، اور فیروز شاہ کی لاٹ، اور شیخ محمد کی بائیں، اور کشن داس کا تلاؤ، تالاب بجائے تاؤ تکلف محض است، اور ہرن منارا، اور قطب صاحب کی لاٹ، اور پتھورا کے محل، اور ادہم کا گنبد، اور بھول بھلیاں، اور سلطان غازی، اور جھرنا، و شاہ مرداں، و تغلق آباد، و صفدر جنگ کا مقبرہ، اور ہمایوں کا مقبرہ، اور خانخاناں کا مقبرہ، و گڑگانوے کی ماتا، و فرید آباد کی براہی، و املی کا محلا، و چوڑی والوں کی گلی، و سیتا رام

* اور مصری خاں کا پھاٹک

بے تردد کار کردن - فلانے کے دشمنوں کی طبیعت کسلمند ہے، یعنی طبیعت خود شس کسلمند است - بے طرح ہے، یعنی چیزے است کہ تفہم کسے نمی آید - جانی وجانی جوڑے خطاب بمعشوق - گڑ کھانا گلگلوں سے پرہیز کرنا، بمعنی اظہار دوستی باشخصے وننگ از دوستی پدرش یا پسرش - دریا میں رہنا اور مگرمچھ سے بیر، بمعنی ماندن در خانہ کسی عداوت از زید یا پسر صاحب خانہ یا مصاحب یا مختار خانہ اش - موٹی آسامی، بمعنی متمول - ہاتھیوں کے ساتھ گنے چوسنا، یعنی با آدم زبردست ہمسری کردن - باندی بندوڑ، بمعنی کنیز کیا کستا ہے، بمعنی کیا باجی ہے - ایک پانچ کوڑیاں نیاز حضرت نظام الدین اولیا کی، سوال بعضی فقیران دار الخلافہ - نظر گذر، یعنی چشم بد - دلّی کا لڑکا ہے، یعنے باشندۂ دہلی است - تھالی پھرتی ہے، یعنی انبوہ آدمیاں بدرجہ ایست کہ بہ معرض میان درنمی گنجد - کھونٹی مروڑھی، یعنی گوشمالی داد - رتاج بمعنی کلاہ نیز مصطلح انہا باشد - اسکا بیالا ہوا، بمعنی او مرد ہم لفظ ہیں فرق است - کگڑی کے چور کو گردن نہیں مارتے - یعنی بیک گناہ کہ سہواز کسی سرزدہ باشد کشتنی نمی شود - بوٹے سا قد، بمعنی قد رعنا - بعضی بوٹا سا قد نیز گویند - تمہارے واسطے تو کنودن من مانس ڈالے، یعنی جستجوے شما بسیار کردہ شد - پنیری، کنایہ از درختان کوچک نورستہ و ہم اسبابے کہ از پدر وجد خودش بدست رسیدہ باشد - چرخ چڑھنا، بمعنی خود را بپایۂ اعلیٰ رسانیدن - اودبلاؤ، بمعنی احمق - جھاڑ جھنکار، بمعنی اشجار بزرگ ملبند شاخ درشاخ - اونٹ، بمعنی آدم دراز قد - شش وپنج میں پڑا ہے، یعنی سخت مترد است - پھر کنا، بمعنی جنبانیدن اعضا - مٹکنا، بمعنی چشم وابرو و ہر دو شانہ در جنبش آوردن - ڈلو، شخص کم عقل را گویند - بورچی، بمعنی باورچی - بوند ہوگیا، بمعنے از نظر دور تر رفت - جی کا بٹ جانا، بمعنی پریشان خاطر شدن - چین چین کرتا ہے بمعنے شور بپا میکند - ننگا مننگا بمعنی برہنہ - بائیں بگل، بمعنی آرائش زنان بدودیہ

ہرزہ کار۔ منھ سے تو پھوٹو۔ یعنی حرف بزنید۔ جوڑی ہے برخوردار ہے یعنی ہر دو کس
نالائق اند۔ پانی پت کے رہنے والے ہیں، یعنی نرم و میٹھے ہیں۔ ڈالی کے سرپھول
پان، یعنی ہر بلا و بہتان نصیب آدم مسکین بیزبان است۔ طبیلے کی بلا بندر کے سر
نیز ہماں و در حق شخص بدنام شدہ نیز استعمال یابد۔ چمی، بمعنی بوسہ۔ زیر مشق بمعنی
تابع و مضروب کسی۔ دونوں ٹانگوں میں سر کر دوں گا، یعنی ترا سزا خواہم داد
بال جھیری، دستار عمدا و رنگ سیب خلیدہ کان۔ تیزدہ، بمعنی تار ہائے دودہ کہ
بر ستار بندند۔ سُندری، تار ہائے آہنی بجائے تار ہائے دودہ۔ رفو چکر میں آجانا،
بمعنی حیران شدن۔ لٹو ہو گیا، بمعنی عاشق ہو گیا۔ پانی پانی ہو گیا، بمعنی بسیار
خجالت کشید عرق عرق ہو گیا اور پسینے پسینے ہو گیا اور ہوا نیز ہماں باشد۔ فجر
کا بھولا شام کو گھر آئے تو اُسے بھولا نہیں کہتے ہیں، یعنی اگر کسے نافہمیدہ کار ناشائستہ
بکند و باز دست بردار شود گنا ہے بگردن او ثابت نمی گردد ہونٹوں کی مسی پونچھو،
ایں گفتگو بنا ک ہا تعلق دارد کہ در وقت مقابلہ با حریف نوجوان گویند۔ بانکا غندہ
ہرزہ بمعنی آدمی کہ خود را در شجاعت پہ نزد دیگراں گیر دو گمراہ رود۔ کڑوا، بمعنی تجارت۔
نکیلا، بضمہ نون بمعنی آدم خوش شکل و نفتحہ باغیرت۔ تیاں ڈھال، بمعنی رفتار گفتار
دانت ہے، یعنی قصد ہے نہ قصد مطلق بلکہ قصد بمعنی خواہش و تدبیر قتل و غارت نیز۔
دودھ سے مکھی کی طرح نکال ڈالنا، یعنی بیدخل محض کردن۔ دودھا دھاری، کسیکہ
بجز شیر ہیچ نہ نخورد۔ مونچھ مروڑنا، بر اراده آوردن شخص کہ خلاف قانون حرف زند۔
گال کاٹ کھانا، و منھ مل ڈالنا۔ و گردن توڑ ڈالنا و سر دبا ڈالنا اور کمر تلی کر ڈالنا
بمعنی ذلیل کردن۔ بھاری بھرکم، یعنی شخص کہ متین باشد۔ بیڑا اُٹھانا، بمعنی
آمادہ شدن بکارے۔ دانت پینا، ارادہ تذلیل کسی کردن۔ منھ لگانا، بمعنے
مصاحب کردن۔ دم دینا، بمعنی فریب دادن۔ کھلے بندوں کام کرنا، بمعنے

نیز براسپ آقا سوار می شوند۔ پٹھا، یعنی شاگرد نوخاستۂ پہلوانان و آدم نوجوان نیز دندان مصری، بمعنی مرد نازک بدن و قسمی از شیرینی برائے اطفال سازند۔ زنڈی بمعنی زن کسبی۔ تائکہ بمعنی زنے کہ مالک زنان کسبیہا باشد۔ بخشری محال، اور چکلہ، بمعنی محلۂ زنان کسبی۔ زوٹ مارے جاتا ہے، یعنی لب بستہ و نفس درزیدہ میرود۔ کڑا کڑ بولتی ریوڑیاں یا غلابیاں یا کھڑا گلاب یوڑیاں وریوڑین، نیز صدائے ریوڑی فروشاں کہ در محلات شہر میگردند۔ شاہ مرداں کی لالڑیاں بمعنی زردک ہا۔ برسے گا برساویگا دھڑی سیر لگاویگا۔ اطفال وقت ترشح ابر بصدائے بلند ایں عبارت را ادا مینمایند۔ بہشت کا میوہ، مراد از انار باشد۔ گھیرے کا انار گھیرا نام مکانے است قریب شہر۔ بندھیج، بمعنی انتظام۔ رگڑا جھگڑا، بمعنی مناقشہ رگڑا، بمعنی سائیدں بھنگ۔ تیز وگرم و چالاک ہر سہ بمعنی آدم شوخ و شنگ و چست و چالاک و زیرک۔ تیرشکار، بمعنی نگاہدارندۂ جانوران شکاری مانند باز و جرہ و بحری و چرغ و بیسرہ و شاہین وغیرآں مردم آدم شناس را نیز گویند۔ اٹھائی گیرا شخصیکہ در حالت غفلت مال مردم را بردا شتہ میبرد۔ صبح خیزیا، دزدیکہ در سرا پیش از مسافراں بیدار شدہ اسباب شاں دزد بایہ۔ بڑے خزانہ کی خیر، یعنی خزانۂ بادشاہی در ترقی باد خزانہ کلاں در اصطلاح شہدہ ہا عبارت از خزانۂ بادشاہ ہند است۔ و شہدہ شخصی را گویند کہ از برہنگی سر و پا و کشیدن بار دیگرے بر دوش و سر و خطابہائے ذلیل مانند اببے دادا و ابے و بچا دا ایسے تیسے و سالے و مثل آں عار نداشتہ باشد و جمیع فرق را خدمت کند وغیر از مزد خود با ہیچ چیز سروکار نداشتہ باشد اگر یک روپیہ یا اشرفی یا قطعہ ہائے جواہر در مکانے گذاشتہ باشند و شہدہ در انجا تنہا برود و نگاہبانے ہم نباشد ہرگز دست بہیچ چیز نخواہد برد۔ و انبوہ ایں فرقہ متصل جامع دار الخلافہ خصوصاً چاوڑی یافتہ میشود۔ بلکہ کمال شہدہ ایں است کہ اورا شہدۂ مسجد گویند

بوٹی بوٹی پھڑکتی ہے، یعنی بند بند بر رقاصی او دلالت میکند۔ میں نے اُسے خوب جھاڑا یعنی چنانکہ باید نادم و خجل کردمش۔ ہمارا اُنکا ڈانڈا مینڈا ہے، یعنی مولد و مسکن ما و ایشاں قریب است۔ بارہ باٹ اٹھارہ پینڈے پھرا ہے یعنی مرد کار آزمودہ است۔ دانت پر میل نہیں یعنی ہیچ مقدور ندارد۔ سیانا کوا گُو کھاتا ہے، یعنی آدم مکار از راہ طمع گرفتار بلا می شود۔ کبوتر باز اور جوہری، یعنی آدم شناس۔ قصابانی و گنوار و باہر بند و، بمعنے احمق۔ قسم کھانے کو جگہ ہے، یعنی دلش نمی خواہد کہ ایں کار بکند لیکن بتکلف شریک یاراں گرود۔ لہو لگا شہیدوں میں مل گیا، یعنی ہیچ نوع لیاقت ایں کار نداشت تتبع بزرگاں کرد۔ نجی یارہ، بمعنی چھوکرے کہ اطفال برلے بازی سازند۔ بڑا پتھر نہ اُٹھ سکے تو تین سلام کرکے چھوڑ دیجیے، یا یمعنی است کہ آدم کارے را کہ از عہدہ آں بر نیاید ترک نماید۔ پتھراؤ کیا بمعنی سنگسار کرد۔ چار چودس، بمعنی مجمع نا الاتفاق۔ گھرول، بمعنی ہجوم۔ کلکا بی بی، بمعنی زرِ ... فروش۔ کچھ کیا ہٹ مچ مچا ہٹ، ہردو بمعنی کمال خواہش عاشق بہ بوس و کنار۔ گدگداہٹ بمعنی بیقراری۔ میلا ہے، یعنی رنجیدہ است۔ سونے کے سہرے سے بیاہ ہو، بمعنی دعاے نیک در حق کسی۔ فلانے کے سر سہرا ہے، یعنی فتح بنام اوست یا ایں کار از و خواہد آمد۔ مٹ گیا، بیٹھ گیا، بمعنی تباہ شد۔ جھمکا رہتا ہے، یعنی با زیب و زینت می باشد۔ اُجلا رہتا ہے نیز ہماں۔ میلا رہتا ہے یعنی مفلس است۔ کبھی کو میں تمہارے پاس آیا تھا، بمعنی خوب شد در مقام مقید طالبان است۔ مفلس کا مال ہے، دلالان شہر اشیاء مردم مفلوک را بایں صدا میفروشند تا خریداراں ارزاں خیال کردہ گیرند۔ اُنکی دُم سے نمدا باندھو، یعنی با ایشاں سروکار نباید داشت۔ گھوڑ چڑھا، بمعنی کسیکہ اسپ سواری او از خانہ آقا مقرر باشد لیکن شرط است کہ در سپاہیان نوکر باشند الا مصاحبان

یعنی گاہے شیعی و گاہے سنی و گاہے پیرانہ و گاہے اطفالانہ کار کند، یا نصف عبارت ہندی و نصف فارسی یا عربی یا ترکی یکجا کنند و فرقہ تفضیلیہ اہل سنت کہ علی علیہ السلام را بازا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بد انند نیز مصداق این عبارت مستند۔

---

یعنی جما مسجد کا شہدہ بزبان اردو برائے شہدہ ہا نا مہائے عجیب و لہجہ ہائے غریب بود
کر گج و جما و بدھوا و روشن جراگ و تا دا و دھموا دھمو و راجی خال و نہال بیگ و میر
آسوری و خوجی کلال و شیخ راجھے و ابو المالی و دھول محمد و لیور خاں، این است
اسمائے متبرکہ۔ حالا طرز گفتگو باید شنید۔

اب ویخ تو بجا آں نبی صاحب کی سوں کیسا سجوں گا تھاری سب باتیں ہیں
ہیں جانتا ہوں مجھکو بھی نواب صاحب جانتے ہیں کل بھی جما بھٹیارے کی دُکان
پر مجھے دیخ کر ہنس دیا میں نے کہا اوو دلا خیر آپ بولے وا بے بجا تیرے دہون
پر لٹھ۔۔

تا اینجا زبان شہدہ با خصوصیت باردو دار یعنی سوائے شہدہ ہائے شاہ جہاں آباد
ایں لہجہ از جائے دیگر گوش زد نیست ہرگاہ پنجابی فلاکت زدہ آوارہ درمیان اینہا داخل
میشود لہجہ اش باینصورت ادا میگردد۔

اب دیخ تاں بجا آیاں نبی صاحب کی کسم کیسا سمجھانگا تھاری سب باتاں ہیں ہیں
جانڑتا ہاں مجھکو بی نواب صاحب جانڑتے ہیں کل بھی جما بھٹیارے کی دُکان
کے اوپر مجھکو دیخ کے ہنس دیا میں نے کہا اوو دولہا کی خیر آپ بولے کہ واہ
بے بجا تیرے دموں پر لٹھ۔

و از مفلوک پوربی چنیں شنیدہ میشود
اب دیخ تو بجا آنبی کی سون کیسا سمجھونگا تھاری سب باتیاں میں ہی جانتا
ہوں مجھکو بھی نواب صاحب جانا تے ہیں کل بھی جما بھٹیارے کی دکان پر
مے دیخا کے ہنس دیا اور میں نے کہا اوو دلہا کی خیر آپ بولے کہ وا بے بجا
تیری دموں پر لاٹھ۔

آدھی مرغی آدھی بٹیر، عبارت از کسیکہ دو زبان و دو وضعے دو معتقدہ داشتہ باشد

اصطلاح اہل پنجاب است۔ پڑیاں، دو قسم کی ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ شیرینی پیر بی بی
کی فاتحہ دلا کر بانٹ دیتے ہیں اور دوسرے سیندور اور عبیر کی پڑیاں انکے نام
پر اڑا دیتے ہیں۔ پھوٹ، بمعنی لعنت خدا بر تو۔ پیچا، بمعنی بلا۔ پنیدیاں اُسے
کہتے ہیں کہ بتیس دواؤں کو کوٹ کر لڈو کی طرح سے بناتے ہیں اور جاڑوں میں کھاتے
ہیں۔ پگڑی والا اور چیرے والا، مراد از حکیم باشد۔ پاؤں بھاری ہے، یعنی حاملہ
است۔ بچھائے[۱]، انگیا کے آستینوں کے پاس کے کپڑوں کو کہتے ہیں۔ پیٹی، پٹاری
خرد و بزرگ دراز بطور صندوقچہ را نیز گویند۔ توتو، بمعنی زبان۔ تھل بیٹھو، بمعنی آرام
کرو۔ تھگلی، بمعنی پیوند۔ تار تار کر دیا، یعنی تار تار کر دیا۔ تینتنایاں، بمعنی بڑیاں
تلپٹ کر دیا، یعنی برباد کر دیا۔ تیرے کارن، بمعنی تیرے باعث۔ این لفظ هم از جا سے
بگرفته است۔ تگادر، اصطلاح بیگمات بمعنی شوہر دایہ۔ تخت کی رات، بمعنی شب عروسی
تہس نہس کیا ہے، یعنی با خاک یکساں کردہ است۔ تو تیے جوڑتی ہے، یعنی افترا
می بندد۔ توئی بمعنی پارچہ کٹوریہائے محرم یعنی سینہ بند باشد۔ ٹھنڈیاں نکلی ہیں،
یعنی چیچک بر آمدہ است۔ تیا بچو گئی، ٹلیواز و زلو جلجو گئی یعنی زلو ہم در آب جان ندارد
نیست۔ جلے پاؤں کی بلی، بمعنی زنے کہ عبث عبث خانہ بخانہ میگردد۔ جیا، زنے کہ
آنرا بجائے دایہ دانند و دایہ را نیز گویند۔ جی بھاری نہ کر، یعنی گریہ مکن۔ جھلکا
یعنی رسیدن آتش نزدیک روئے کسی۔ جھنجل، بمعنی تہ باز۔ جھپسی ہے، بسیار
گرم است۔ چندیا سے پرے سرک، یعنی از سر من کنارہ گزیں شو۔ چیپاں، زبان
دراز را نامند۔ چاؤ، بمعنی ارمان۔ چونڈا، بمعنی سر۔ چھنلی سی ہے، یعنی حیلے عیار
و پختہ کار است۔ چوچو، بمعنی تکرار۔ چوٹیل ہائی ہے، یعنی حیلہ ها میکند۔ حف، در
مقام چشم بد دور استعمال می شود۔ خیلا، نیز زبان این فرقہ باشد بمعنی زن بد شعور

---

۱ در محاورہ عام پچھے گویند۔

میاں زین خاں بر سرِ شاں گزر کنند۔ تفصیلش این که زنے بعد لے ڈھونک
بزد و از سر و سر خود را می جنباند و زنانِ دیگر تشنیع کنند و یا یکے از ہر دو برادرش را که
با نام او ننگ کورشید ساری دراں زن دانسته آں کارِ جہانیاں و عسر و یسر خود را
از وی پرسند۔ بوبو آن است که در کنار او و یا در شخصی یا در زنے پرورش یافته باشد
بخلاف چھوچھو که پرورده شخص یا زن بذات خود وی باشد را و لفظ چھوچھو ہم درین
مقام از طرف راقم است۔ بتانا یعنی گریہ آہی که چوڑی ہا در دست زناں بہ آں
کنند۔ برہنا و پوشاک یعنی پوشاک تبدیل نمائی۔ بڑاران یعنی زن پیرکہن سال
ہرزه گو۔ بلی یعنی زن احمق۔ بنانا یعنی زنے که خود را به تکلف کلاں تر از دیگر
زناں گیرد۔ بسورتی ہے یعنی خود را بزور داخل اہل گریہ می سازد و صورت را شبیہ
چہرہ شاں می نماید۔ بھنڈ قدمی یعنی زن بدنام۔ بھونگا یعنی چیز بدنما گندہ۔
ترودی یعنی مادہ خوک۔ بتولے ندے یعنی فریب ندے۔ بیر سے یعنی عمد سے۔ بیر دوری
ہے یعنی موئل دور اتی تھے۔ پوہنچہ یعنی پنجہ کلاں۔ پاجی در اصطلاح آنہا
از طرف دختر خطاب بما در است که در شرع جوانی [illegible] دختر از وے تولد شدہ باشد از یں
جہت که مادر دختر ہر دو خواہر ہا دیده می شوند۔ قاعده نیست که چنیں دختر مادر را
مادر گوید [illegible] خطاب میکنند۔ تر جس لگا ہے یعنی زن مادر پیری سخت گرفته
است۔ [illegible] کہ تمہاری باتیں نہیں۔ یعنی استواری در کلام شما نیست۔ تیخی یعنی
بدبخت۔ [illegible] یعنی افسون دمیده۔ [illegible] زن بے مزه۔ بھسل یعنی زن
پلید۔ [illegible] یعنی زن پیر دیوانه گو۔ بخشو ہمیں یعنی ما را معاف دارید۔ بھشائی
ہے۔ یعنی تھوڑی بات کو زیادہ کرنے والی ہے۔ در اصل زبان پنجابی است لیکن
زنانِ اردو ہم مستعمل میکنند۔ پتا پھیا۔ فرہاد کش یعنی دلالہ را گویند۔ پچ جانا یعنی
کم شدن ورم۔ پھیلا دیا یعنی کھول دیا اور افشا کر دیا و پراگنده کر دیا۔ از ہم

اصطلاح اہل پنجاب است ۔ پڑیاں ، دو قسم کی ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ شیرینی پر بی بی
کی فاتحہ دلا کر بانٹ دیتے ہیں اور دوسرے سیٹ ورا درجہ کی پڑیاں اُنکے نام
پر اُڑا دیتے ہیں ۔ پھوٹ ، بمعنی لعنت خدا بر تو ۔ پیچا ، بمعنی بلا ۔ پینڈیاں اُسے
کہتے ہیں کہ جنس و دال کو کوٹ کر ٹکیا کی طرح سے بناتے ہیں اور چارولی کھاتے
ہیں ۔ پچر کی ، دوڑا اور پچرے والا ، مراد از حکیم اشد ۔ پاؤں بھاری ہے یعنی حاملہ
است ۔ پچھانے ، انگلیاں گئے ، ہتھیلی سے پاس کے کپڑوں کو کہتے ہیں ۔ پیچی پٹاری
خرد چیزے از قبیل صندوقچہ در آنرا گویند ۔ تو تو ، بمعنی زبان ۔ تھل بیٹھو ، یعنی آرام
کرو ۔ [illegible] ، معنی [illegible] تار تار کر دیا ، یعنی تار تار کر دیا ۔ تھتکاریاں یعنی [illegible]
تیت کر دیا یعنی [illegible] کر دیا ۔ تیرے کان ، بمعنی تیرے باشد ۔ این لفظ ہم از جائے
دیگر است [illegible] اصطلاح پنجابیاں یعنی [illegible] ۔ تخت کی رات بمعنی شب [illegible]
تمسخر کیا ہے یعنی با شما کے تمسخر کردہ است ۔ توتے [illegible] یعنی قرار
نمی دہد ۔ [illegible] ، یعنی پارچہ کٹوا [illegible] سینہ بند باشد ۔ ٹھنڈا ناک نکلی ہے ،
یعنی [illegible] آمدہ است ۔ ٹل گئی ، [illegible] یعنی [illegible]
نیست ۔ جلے پاؤں کی بلی ، یعنی [illegible] جابجا میگردد ۔ جیا [illegible]
آنرا [illegible] گویند ۔ جی بھاری کر ، یعنی [illegible] ۔ جھلکا
یعنی رسیدن [illegible] نزدیک [illegible] ۔ جھمیل یعنی [illegible] بازی [illegible] اسم
است ۔ چونڈا ، [illegible] یعنی از سر من کنارہ کریں شو ۔ چپ [illegible] زبان
دراز را نامند ۔ چاؤ ، بمعنی ارمان ۔ چترا ، بمعنی [illegible] ہے ، یعنی حیلے حیا
و پختہ کار است ۔ چوا ، بمعنی تکرار ۔ چوچل بازی ہے ، یعنی [illegible] ۔ [illegible]
مقام [illegible] استعمال پذیرد ۔ چھیلا ، نیز زبان این فرقہ باشد یعنی زن بد شعہ ۔

[1] در ما دہ حال بچو سے گویند ۔

نکر - یعنی گھبرا نہیں - ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی ہے ، یعنی بیکار نشستہ است - یہ
کس کا موت ہے ، یعنی ایں لطفہ کیست - میاں شیخ سدو و میاں زین خاں
و میاں صدر جہاں و تھمے میاں و چہل تن و میاں شاہ دریا و میاں شاہ
سکندر و ہفت پری یعنی لال پری و زرد پری و سبز پری و سیاہ پری و آسمانی پری
و دریا پری و نوری پری اینہمہ معتقد علیہ خود دانند ، لیکن در حق میاں شاہ دریا و میاں
شاہ سکندر و ہمیں ہفت پری میگویند کہ ایں ہا باہم خواہران و برادران اند - و
حق سبحانہ تعالیٰ ایشاں را از جنت برائے خدمت حضرت زہرا علیہا السلام و بازی کردن
باں حضرت بہ دنیا فرستادہ بود ہمہ کنیزان و غلامان آنجناب اند ازیں جہت
ایشاں را بر دیگراں کہ ازیں شمار بیروں ہستند مرجح می شمارند و میاں شاہ سکندر
و میاں شاہ دریا و نوری شہزادہ نیز گویند -

تمام شد تحریر ہمیں لفظ و معنا حالا چند چیز از طرف خود می نویسم مثل درچھا
نیکسیں و خانگی محاورہ مراد از لفظ فقط زنان است و زنان عام است از مردہ کچھ
اٹھا ، مراد از [illegible] بے سر و پا - خدا سمجھے ، یعنی خدا سزا دہاند در وقت دعائے
بد کردن یا در [illegible] شدائد بر زبان آرند - آئے علی کی مار [illegible] بکھرش
بند ، ایں ہم دعائے بد است - لیکن [illegible] اصطلاح [illegible] استعمال معنی دیگر کہ ضد آں
معنی باشد دارد - تم صدقے گئے تھے ، یا صدقے کیوں نہ ہوئے تھے [illegible]
اختلاط اٹھا ، بہ نفرت بہ دوست و ہنگام [illegible] الفت نیز [illegible] استعمال عادی [illegible]
ہمارا حلوا کھاؤ ، ہماری کھچڑی کھاؤ ، ہمارا لہو پیو ، ہمارا [illegible] دیکھو اور
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دیکھو ہم [illegible]
[illegible] [illegible] استعمال [illegible] جہاں سے [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]

کیوں میرے لال، یعنی چرا اے عزیز من یا جان من، لیکن بیشتر بر برخورداران اطلاق آن روا باشد۔ چھانی، مراد از کنیز در اصطلاح ڈومنیاں ہرچند پنجابی است لیکن در دہلی ہم ازیں جہت کہ لفظ دیگر در اُردو سوائے لونڈی کہ لفظ خانگیان است نیافتند از زبان ہمیں ہا رواج پذیرفتہ۔ مجرا، مراد از رفتن زنِ کسبی برائے رقص در مجلس شادی۔ واوا، مراد از بیان کنندۂ نام بزرگاں و نسب زناں کسبی ڈومنی باشد خواہ کنجنی خواہ پنجابی باشد خواہ باگرنی۔ روٹی مراد از طعام و شیرینی کنجن مردہ یا کنجنی مردہ کہ جا بجا در برادری قسمت کنند۔ تو بنگرو کے شریک رہنا، یعنی شراکتِ فرقۂ اہل رقص باہم سوائے برادری۔ مسی، عبارت از مسی مالیدن کسبی روزِ اول، رسمی است کہ او را آنکہ یا مادرش مثل عروساں بزیور و لباس بیاراید و در مجلس برقصاند و دیگر زنان کسبی نیز لباس فاخرہ پوشیدہ در انجا برقصند و سوائے طعام ہیچ طلب نکنند ایں تماشا بہ ہیچ امیرے و بادشاہے بصرف کردن زر بسیار ہم میسر نمی شود۔ کہروا، قسمی از رقص و پیرملو نیز رقص قدیم ٹھوکر، جنبش پائے زن در رقص۔

نگر۔ یعنی گھبرا نہیں۔ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی ہے، یعنی بیکار نشستہ است۔ یہ
کس کا موت ہے، یعنی ایں نطفہ کیست۔ میاں شیخ سدو، میاں زین خاں
ومیاں صدر جہاں وشھے میاں وچہل تن ومیاں شاہ دریا ومیاں شاہ
سکندر وہفت پری یعنی لال پری وزرد پری وسبز پری وسیاہ پری وآسمانی پری
ودریائی پری ونوری پری ہمہ معتقد علیہ خود دانند، لیکن درحق میاں شاہ دریا ومیاں
شاہ سکندر وہمیں ہفت پری میگویند کہ ایں ہا باہم خواہران وبرادران اند۔ و
حق سبحانہ تعالی ایشاں را از جنت برائے خدمت حضرت زہرا علیہا السلام وبازی کردن
باں حضرت بہ دنیا فرستادہ بود ہمہ کنیزان وغلامان آنجناب اند ازیں جہت
ایشاں را بر دیگران کہ ازیں شمار بیرون ہستند مرجح می شمارند ومیاں شاہ سکندر
ومیاں شاہ دریا را نوری شہزادہ نیز گویند۔

تمام شد تحریر ہمیں لفظاً ومعناً حالا چند چیز از طرف خود می نویسم لیکن وہ بیچارا
قید کیسی دغا کی تھی کہ تم مراد از لفظ نقصان است وزن عام است از مرد وعورت
تا کھلا، مراد: بستر پر پڑے رہو یا۔ خدا سمجھے، یعنی خدا سزا رساند در وقت دعائے
بد کردن یا در حالت خوش شدن بر زبان آرند۔ آئے تمہاری، یعنی بر سر خش
بند، ایں ہم دعائے بد است۔ لیکن مثل اصطلاح اول احتمال معنی دیگر ضد ایں
معنی باشد ندارد۔ تم صدقے گئے تھے، یا صدقے کیوں نہ ہوئے تھے، در حقیقت ہم
اختلاط اظہار بہ نفرت بہ دوست وہنگام اظہار الفت نیز بطور استعارہ عنادگویند
ہمارا حلوا کھاؤ اور ہماری بہتی کھاؤ اور ہمارا لہو پیو اور ہمارا مردہ دیکھو اور
ہمیں پیٹو اور ہمیں بے تھے کرو اور ہمیں گاڑو اور ہمارا جنازہ دیکھو ہمہ بجائے
تم دان بہ گریہ استعمال کنند مانند۔ [illegible] ہمیں بے بیگرو جو یہاں سے جاؤ۔
سنگار، چیزے کہ دراں آئینہ ومسی وغیرہ آں گذارند۔ بختی یعنی زن کم طالع۔

مصدر بیفزایند یعنی جا آونا و آونا گویند لیکن در مصدرے کہ بعد حذف نون و
الف آخر آں الف باشد نہ در جمیع مصادر۔ و در زبان برج تو با نون و واو
مجہول علامتِ مصدر باشد مانند کھانو و مرنو و جینو و اُٹھنو و بیٹھنو و پینو۔ و یو
با یا و واو مجہول بعد حذف علامت مصدر علامت ماضی باشد مانند پایو و الف
زبان اُردو۔ لیکن درہماں مصدرے کہ بعد حذف نون و الف آخر آں الف
بماند و الا واو مجہول فقط کافی باشد مانند آیو ولایو اور پایو اور چھپایو وہم چنیں
مرو اور جیو اور اُٹھو اور بیٹھو اور پیو اور گیو بمعنی رفت اینجا ہم خلاف قیاس باشد
چراکہ موافق قیاس جایو می باید۔ و در زبان کاتھہا واو با نون یا فقط نون غنہ
وراء ہندی علامت مصدر باشد مانند کھاون و پیون یا کھاوڑ و پیوڑ۔ و بیشتر در
فعل متعدی گیرا با گاف و یاء مجہول و راء و الف بعد علامت ماضی باشد مانند گیرا
و توڑ گیرا۔ و دینا ہم با دال مکسور و یاء معروف و نون و الف علامت ماضی در ہمیں
فعل باشد مثل توڑدینا اور پھینک دینا۔ و در زبان پورب ہمزہ با یاء مجہول فقط علامت
مصدر آید، مانند کھائے اور پیئے اور آئے اور جائے اور رہے مثالش روٹی کھائے
بن کس کس رہے کان بنے، یعنی بغیر خوردن چگونہ اتفاق ماندن خواہد افتاد۔ و علامت
ماضی بعد حذف علامت مصدر افزودن ہمزہ مکسور و سین ساکن بر باقی باشد،
مانند آئس و جائس و کئس نیز بہمیں معنی لیکن ایں خلاف مخصوص بماضی باشد کہ بعد
حذف علامت مصدر ازلفظ ہرچہ بماند آخر آں الف بود والا سین قبل مکسور
ماضی باشد مانند کھس و دہس و اُٹھس و مرس۔ و واؤ و الف نیز علامت ماضی
باشد بشرط باقی ماندن الف آخر لفظ بعد حذفِ علامتِ مصدری، مثل آوا دکھاوا
لاوا و پاوا۔ غرض ازیں بیان ایں بود کہ در ملکِ ہندوستان اختلاف صیغہ ہا
از جہتِ اختلافِ مصادر بسیار است و مقصودِ راقم ذکرِ صیغہ ہائے اُردو است۔ صیغہ

# شہر اول از چہار شہر

## جزیرۂ اول کہ در بیان علم صرف است مشتمل بر ذکر صیغہ ہا

باید دانست کہ فعل سہ گونہ بود۔ ماضی یعنی گزشتہ و حال آنچہ تعلق بزمانۂ موجود دارد و مستقبل یعنی متعلق بزمانۂ آئندہ و ہر فعلے را دوازدہ صیغہ باشد چہار برائے غائب دو برائے مرد یکے برائے مفرد مذکر دیگر برائے تثنیہ و جمع آں۔ و چہار دیگر برائے حاضر دو برائے حاضر مذکر یکی برای مفرد و دیگر برای تثنیہ و جمع و دو برای حاضر مونث یکی برای مفرد و دیگر برائے تثنیہ و جمع۔ چہار دیگر برائے متکلم دو برائے مذکر یکے برائے مفرد و دیگر برائے تثنیہ و جمع و دو برائے مؤنث یکے برائے مفرد و دیگر برائے تثنیہ و جمع۔ مخفی نماند چناں کہ در فارسی مونث و مذکر و تثنیہ و جمع یکے باشد در ہندی ہم تثنیہ جمع یکے باشد بخلاف تانیث و تذکیر۔ و صیغۂ ماضی حاصل شود از دور کردن علامت مصدر کہ بہ ہندی نون و الف باشد مثل آنا و جانا و زیادہ کردن یا و الف یا الف فقط بر باقی مانند آنا و لانا و پانا و فرمانا و مارنا و مرنا و بیٹھنا و اٹھنا و کھینچنا و چڑھنا و ملنا و پالنا و رکھنا و ناچنا و ہلنا کہ ماضی انہا آیا و لایا و پایا و فرمایا و مارا و مرا و فصیح موا و بیٹھا و اٹھا و کھینچا و چڑھا و ملا و پالا و رکھا و ناچا و ہلا باشد۔ آنچہ بعد حذف نون و الف آخر آں الف باقی ماند ماضی آں با الف و یا باشد و ہرچہ چنیں نباشد ماضی آں فقط با الف آرند چنانکہ گزشت و گیا بمعنی رفت کہ مصدر آں جانا باشد و ایں خلاف قیاس است زیرا کہ موافق قیاس جایا می باید۔ و از مصدر مرنا مرا موافق قیاس است و موا خلاف قیاس لیکن مستعمل درمیان فصیحان ہمیں باشد۔ و در زبان پنجابی واو ماقبل نون و الف در

آوُگے با ہمزہ و واو مجہول وگاف ویاء مجہول با لفظ تم علامت تثنیہ و جمع آنست مثل تم آؤ گے یا آؤ گے تم - و تو بعد آوگی علامت مفرد مؤنث حاضر باشد مانند آوگی تو - و آوگی تم با یاء معروف جمع و تثنیۂ ایں صیغہ بود - آؤنگا ایں بعد لفظ ماقبل بغیر لفظ میں علامت مفرد مذکر متکلم است - و آویں گے ہم با یاء مجہول در آخر علامت تثنیہ و جمع آں - و آؤنگی با لفظ میں و بغیر میں علامت متکلم مفرد مؤنث باشد - و آویں گی ہم ، با یاء معروف در آخر علامت تثنیہ و جمع آں باشد - و در بعضی مصادر کہ بعد حذف علامت مصدر حرف آخر الف نباشد بعد حرف آخر یں واؤ ساکن ماقبل مضموم با نون غنہ مقدم بر گاف و الف آرند مانند رہونگا و کھونگا و اُٹھونگا - و بعضی از ساکنان دہلی کہ خود را فصیح تر از دیگراں گیرند چار صیغۂ حال غائب را کرے ہے، کرے ہیں گویند - ایں ہر دو صیغہ برائے مذکر است و در مونث نیز ہمیں استعمال کنند - دیگر تو کیا کرے ہے اور تم کیا کرو ہو - ایں دو صیغہ در مذکر و مونث حاضر مفرد و تثنیہ و جمع کہ مجموع در اصل چار صیغہ می شود بر زبان شاں جاری باشد - دیگر میں کیا کروں ہوں اور ہم کیا کریں ہیں ایں دو صیغہ ہم بجائے چار صیغہ مذکر متکلم و مؤنث آں و تثنیہ و جمع آید - دریں صورت شش صیغہ بجائے دوازدہ صیغہ کافی می شود - لیکن ہماں دوازدہ صیغہ آشنائے زبان فصیحان است و ہر مصدرے کہ بعد حذف علامت آں الف یا ہاء یا یاء معروف باقی ماند بعضی صاحباں در صیغۂ حال آں واؤ ماقبل یاء مجہول زیادہ کنند مانند آوے ہے و کھوے ہے و لیوے ہے و رہوے ہے، بجائے آئے ہے و کہے ہے و لے ہے و رہے ہے - ایں زیادتی واؤ اگرچہ کہ زبان شاہجہاں آبادیانِ اردو دان است لیکن بغیر واؤ فصیح تر است - سوائے آوے ہے اگرچہ بجائے آں ہم آئے ہے است مگر با واؤ ہم قباحتے ندارد - و رہے و کہے ہم در صیغۂ حال

غائب حال و مستقبل و حاضر و متکلم الفاظ غیر اردو و نیز بہ مصدر و ماضی آں قیاس باید کرد۔

تصریف اُردو

آیا بمعنی آمد یک مرد۔ آئے بالف ممدودہ و ہمزہ و یاء مجہول بمعنی آمدند دو مرد یا مردمان بسیار۔ و آئی بالف ممدودہ و ہمزہ و یاء معروف بمعنی آمد یک زن۔ آئیں با ہمزہ و یاء معروف و نون غنہ آمدند دو زن یا زیادہ۔ آیا تو حاضر مفرد مذکر۔ آئے تم تثنیہ و جمع حاضر مذکر۔ آئی تو حاضر مفرد مونث۔ آئیں تم تثنیہ و جمع آں۔ آیا متکلم مفرد مذکر۔ آئے ہم تثنیہ و جمع آں۔ آئی میں متکلم مفرد مونث۔ آئیں ہم تثنیہ و جمع۔ بعضی بجائے آئیں آئیاں ہم میگویند۔ و صیغۂ حال بعد حذف علامت مصدری بزیادہ کردن تا و الف با حرف رابطہ کہ بہ ہندی ہے باشد حال ید۔ مانند آتا ہے بمعنی می آید مفرد مذکر غائب۔ و آتے ہیں با یاء مجہول بجائے الف تثنیہ و جمع آں۔ آتی ہے با یاء معروف مفرد مونث غائب۔ آتی ہیں تثنیہ و جمع آں۔ آتا ہے تو مفرد مذکر حاضر۔ آتے ہو تم تثنیہ و جمع آں۔ آتی ہے تو مفرد مونث حاضر۔ آتی ہو تم تثنیہ و جمع آں۔ آتا ہوں میں متکلم مفرد مذکر۔ آتے ہیں ہم جمع و تثنیہ آں۔ آتی ہوں میں متکلم مفرد مؤنث۔ آتی ہیں ہم جمع و تثنیہ آں۔

و صیغہ استقبال در مفرد مذکر غائب چوں بعد حذف علامت مصدری در مصادرے کہ الف باقی ماند ویگا با واؤ و یاء مجہول و گاف و الف زیادہ کنند مانند آویگا در مفرد مذکر غائب۔ آویں گے در تثنیہ و جمع آں با نون غنہ و یاء مجہول در آخر۔ و ہرگاہ الف آویگا با یاء معروف شود آویگی خوانند مفرد مؤنث غائب می شود و آویگی با نون غنہ و یاء و گاف و یاء معروف جمع و تثنیۂ آں باشد۔ و تو با تاء و واؤ معروف با آویگا علامت مفرد مذکر حاضر است مثل آویگا تو یا تو آویگا۔

شعر

ہے دل میں تیرے مکھڑے کی لیں ہم بلائیں آج
گو آئیں اپنے جی سے گزر کیوں نہ جائیں آج

ایں الفاظ در نثر ہم مروج است موقوف بر نظم نیست - بالجملہ ایں امثلہ برائے فعل مثبت بود - برائے منفی حروف مقرر است برائے ماضی و مستقبل نون مفتوح با ہا و بغیر ہا نیز در کتابت رواج دارد -

## مثال ماضی منفی

| | واحد غائب | جمع غائب | واحد حاضر | جمع حاضر | واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|---|---|---|---|---|
| مذکر | نہ آیا | نہ آئے | تو نہ آیا | تم نہ آئے | میں نہ آیا | ہم نہ آئے |
| مؤنث | نہ آئی | نہ آئیں | تو نہ آئی | تم نہ آئیں | میں نہ آئی | ہم نہ آئیں |

## مثال مستقبل

| | واحد غائب | جمع غائب | واحد حاضر | جمع حاضر | واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|---|---|---|---|---|
| مذکر | نہ آویگا | نہ آوینگے | تو نہ آویگا | تم نہ آؤگے | میں نہ آؤنگا | ہم نہ آوینگے |
| مؤنث | نہ آویگی | نہ آوینگی | تو نہ آویگی | تم نہ آؤگی | میں نہ آؤنگی | ہم نہ آوینگی |

## مثال نفی حال

دریں فعل آنکہ ہے از آتا ہے حذف نمودہ نہیں را مقدم بر آں زند مثال نفی حال

| | واحد غائب | جمع غائب | واحد حاضر | جمع حاضر | واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|---|---|---|---|---|
| مذکر | نہیں آتا | نہیں آتے | تو نہیں آتا | تم نہیں آتے | میں نہیں آتا | ہم نہیں آتے |
| مونث | نہیں آتی | نہیں آتیں | تو نہیں آتی | تم نہیں آتیں | میں نہیں آتی | ہم نہیں آتیں |

دور از فصاحت است مگر با حرفِ شرط استعمال آں روزمرۂ فصحا، باشد مانند
ایں عبارت - اگر تو رہے تو میں بھی رہوں - بدیہی است کہ ایں عبارت بہتر از ایں
عبارت است اگر تو رہوے تو میں بھی رہوں - و بعضی جا ہو بجاے ہووے
و لو بجاے لیو فصیح تر از اصل است مثال آں اگر تو بھی وہاں ہو تو اچھا ہم
بھی آویں، بجاے اگر تو بھی وہاں ہووے تو اچھا ہم بھی آویں - ایں مثال
برائے مفرد بود مثالِ جمع و تثنیہ اگر تم بھی وہاں ہو تو بہتر ہے ہم بھی آویں و بعضی
بجاے واو ہمزہ بصورت یاء بعد الف آرند و جاوے را جائے و جاویں را جائیں
گویند و قافیہ صدائے با ہمزہ و یاء مجہول جائے و قافیہ دُعائیں کہ جمع دعا است
جائیں آرند مثال ہر دو شعر

کیا قہر ہے تو نقش پہ بھی اُسکے نہ آئے
گر گشتہ شود دررہِ تو بے سر و پائے

شعر

اگر تنہا تجھے ہم دیکھ پائیں
تمنا ہے کہ لیں تیری بلائیں

لیں بجاے لیویں بستہ شدہ لیکن فصیح تر از آں باشد مانند لے کہ از لیوے بہتر
است - و جاے با یاء مجہول بغیر ہمزہ و جائیں با ہمزۂ مکسورہ و نون غنہ بغیر یا نیز
مستعمل فصحا باشد مثال شعر

عشق بتاں میں اپنا نکالیں گے نام ہم
جی جائے یا نجاے کرینگے یہ کام ہم

مثال دیگر

شعر

بو دبہ دیدۂ من اگہ جاے تو بہتر
مری نظر سے پرے تو نجاے تو بہتر

بر تمام شدن فعل بخلاف پھینکا وڈالا و بڑھایا وغیر آں۔ مثلاً دریں مقام کہ
فلانے نے جس وقت کہ کوٹھے پر سے روپیہ پھینکا میں نے زمین پر گرنے نہ دیا ہاتھ
میں لیا گویند۔ پھینک یا کو نباشد، و درینجا کہ زید نے مارے غصہ کے عمرو کو مجلس
سے اُٹھا دیا مناسب باشد اُٹھایا مستحسن نبود۔ وڈالا یا دال ہندی بعد حذف
علامت مصدر زائد آرند و در بعضی مصدر ہا ہیچ صیغہ بغیر آں درست نمی تواند شد۔
و در بعضی مصادر ہیچ و پوچ است و ایں ہم مانند دیا دلالت کند بر تمام شدن
فعل مانند میرا مٹکا زید نے توڑ ڈالا یعنی مدتے است کہ از شکستن آں فارغ
شد اینجا توڑا فصیح نہ نماید۔ و در بعضی مواقع لیا بمعنی گرفت چسپاں شود چوں
لکھ لیا و مانگ لیا ایں ہم دال بود بر تمامی فعل۔ ایں صیغہ ہا کہ مذکور شد در فعل
مضارع نیز آید لیکن دلالت در شروع فعل در حال و ارادۂ شروع آں در مستقبل
نماید چنانکہ قاعدۂ حال و مستقبل است۔ و بیٹھا و اُٹھا بمعنی نشست و برخاست
ہم تمام کنندہ فعل باشد مثلاً فلانی رنڈی ناچنے سے ہاتھ دھو بیٹھی۔ و اُٹھی
نیز بہ ہمیں معنی آید۔ اُٹھا اکثر دال بود بر معنی خود مانند فلانا سو شعر مجلس میں کہ اُٹھا
یعنی آں وقت برخاست کہ صد شعر گفت چوں معنی ہر دو فعل از لفظ بر می آید
شبیہ بصیغہ ہائے مذکورہ نمی تواند شد۔ و پڑا بمعنی افتاد خبر دہد از آنکہ بمجرد ایں فعل
چنیں شد مثال آں زید سے میں نے جس وقت کہا کہ عمرو جو کہے سو کرو مجھ سے
اُلجھ پڑا یعنی بمجرد گفتن با من درافتاد۔

و صیغۂ امر حاضر مفرد در اُردو حاصل شود از دور کردن علامت مصدر و تانیث
و تذکیر آں بہ یک صورت باشد مانند کرنا و کر کہ بمعنی فعل و افعل کہ در فارسی ترجمہ
آں کردن و کن باشد و تثنیہ و جمع مذکر و مؤنث بزیادتِ واؤ مجہول حاصل آید
مانند کرو۔ لیکن اگر در آخر صیغۂ امر مفرد واو یا یا باشد و آں با ہمزہ بدل شود و یا

وبعضی ہندوستان زادیاں کہتا ہے بجاے کہتے ہو کہ بترجمہ میگوئید باشد استعمال کنند۔ ہمچنیں در جمع مصادر ایں صیغہ را بطریق مذکور مستعمل سازند۔ مثل اتیا ہے وجایا ہے اُڑایا ہے و رہیتا ہے۔ لیکن فصیح زبانان اُردو ایں الفاظ را مہمل دانند وکسی را کہ چنیں حرف زند آدم قدیم وسخنش را ہزل پندارند۔ و اکثر صاحباں بجاے "آویگا" "آئیگا" گویند و در جمع وتثنیہ ایں صیغہ و مؤنث آں و حاضر مفرد مذکر و مؤنث وجمع وتثنیہ متکلم عمل مذکور جاری کنند۔ دریں تبدیل فصیحاں متفق اند الا بعضی صاحبان قبول ندارند و اکثر اُردو داناں در صیغۂ مستقبل منفی نہیں بجاے نفی کہ ذکر آں گزشت آنیکا و آنیکے در جمع صیغہ ہا بکار برند مثال آں نہیں آنے کا، نہیں آنے کے بایاء مجہول مذکر غائب وجمع وتثنیۂ آں۔ نہیں آنے کی بایاء معروف و نہیں آنے کیں بایاء معروف و نون غنہ مؤنث غائب مفرد وتثنیہ وجمع آں۔ نہیں آنے کا تو، نہیں آنے کے تم بایاء مجہول حاضر مذکر وتثنیہ و جمع و مفرد آں۔ نہیں آنے کی تو بایاء معروف اور نہیں آنے کیں تم بایاء معروف و نون غنہ حاضر مفرد و مؤنث باجمع وتثنیۂ آں۔ میں نہیں آنے کا اور ہم نہیں آنے کے بایاء مجہول مفرد مذکر متکلم باجمع وتثنیۂ آں۔ میں نہیں آنے کی اور ہم نہیں آنیکیں مفرد مؤنث متکلم باجمع وتثنیۂ آں۔ مقدم کردن ضمیر حاضر و متکلم بر صیغہ باختیار گوینده است۔ اگر موخر ہم بیارد مضائقہ نہ دارد۔ و لفظ نہیں کہ بہ وزن چنیں مذکور شده اکثر صاحبان یا و نون آں در ہا غائب کرده کلمۂ مذکور را کہ از روے کتابت چار حرفی و در تلفظ سہ حرفی است دو حرفی ظاہر نمایند۔ لیکن چوں بیشتر فصیحاں ازاں احتراز دارند در حرف اُردو داخل کردن آں بجاے خود صلاح ندانست۔ و بعضی جا صیغۂ ماضی بعد حذف نون والف کہ نشان مصدر است بالفظ دیا نیز آید مانند پھینک دیا و ڈالدیا و بڑھا دیا و ہم چنیں ایں صیغہ دلالت کنند

وساکنان شہر قدیم ہارا بجاے والا و ہارے بجاے والے در مذکر و ہاری
بجاے والی و ہاریاں بجاے والیاں در مؤنث آرند۔ و ایں گفتگو مقبول
فصحا نیست و الا بعضی الفاظ کہ دراں یاے امالہ از مصدر و الف و یاے امالہ
از ہارا و ہارے و یاے معروف از ہاری و یاں از ہاریاں دور کنند مروج
و مقبول است مثل ہونہار یعنی شدنی۔

و صفت مشبہہ بالفظ جوگا کمتر زبان غیر فصحا و بالائق بیشتر در روزمرہ فصحا
باشد مانند مرنے جوگا و مرنے جوگے در مذکر و مرنے جوگی و مرنے جوگیاں در مؤنث
و مرنے کے لائق۔ و بعضی صیغہاے صفت مشبہہ و مبالغہ در مذکر و مؤنث
یکساں باشد چوں مہاں مثال آں یہ گھوڑا یا یہ کتا مہاں ہے اور یہ گھوڑی
مہاں ہے۔ و بعضی مفرّق بود در مذکر و مؤنث چوں مرنے جوگی و مرنے جوگا
کہ گذشت۔ و پیاسا و پیاسی و بھوکا و بھوکی و رنگیلا و رنگیلی و نکیلا و نکیلی
و بھلا و بھلی و چھنلا و چھنلی۔ و در سگھڑ و پھوہڑ تانیث معنوی بود و ایں مثالہا از
صفت مشبہہ بود۔ و در مبالغہ ہمیشہ مذکر و مؤنث یکساں است چوں ہنگو تا کپ
و سہنہ و ڑ و لڑاک دوڑ و ہگوڑ و اسم صفت مشبہہ باشد۔ اسم تفضیل بالفظ کہیں
و سوا و بھی و زیادہ پیدا کردہ مثال آں تیرا قد سرو سے کہیں اچھا ہے یا
سوا اچھا ہے یا زیادہ اچھا ہے یا سرو سے بھی اچھا ہے۔

و اسم مفعول بالفظ ہوا بعد صیغۂ ماضی درست شود مانند مارا ہوا و پھنسا ہوا
معنی کشتہ شدہ و گرفتار شدہ و انچہ بعضی گمان کیا با کاف مفتوح بدیں مقام
دارند غلط محض است زیرا کہ کیا بعد ماضی علامت ماضی مجہول باشد نہ علامت
مفعول۔ دیگر آنکہ در ہندی مثل و ہمونز و مضاعف نیز مروج است اما مثال
واوی کہ معتل الفاء باشد یعنی انچہ حرف اول واو افتد در اردو شاذ و غیر مسموع است

محذوف گردد چوں پو و پوؤ، سو و سوؤ، لے و لو، دے و دو۔ و شرط است
کہ یاء مجہول باشد نہ یاء معروف۔ زیرا کہ یاء معروف حذف نگردد چنانکہ در سی
بمعنی دہ، و پی بمعنی بنوش سیو و پیو گویند۔ سو و پو با حذف یاء معروف صحت
ندارد و با ہمزہ و یاء مجہول ہم بعد از امر مفرد حاضر جمع و تثنیہ حاصل آید مانند
اُٹھیے بجاے برخیزید و بیٹھیے بجاے بنشینید۔ لیکن در بعضی مواقع جیم مکسور ماقبل
ہمزہ بیفزایند مثل کیجیے و لیجیے و دیجیے۔ اصل کیجیے، کریے بود و بعد زیادہ کردن جیم مکسور ہمزہ را
با یاء معروف بدل کردند بنوعیکہ در ماضی کرا را با کیا مبدل ساختہ و کسرۂ کاف
از سبب ثقالت جمع شدن فتحہ کاف ماقبل یاء ساکن و جیم مکسور در ہندی باشد
و حذف ہمزہ ہم بعد جیم مکسور جائز باشد بلکہ افصح بود مانند کیجے و لیجے و دیجے۔
و زیادت الفاظ صیغہاے ماضی در امر و ضد آں کہ نہی است نیز گنجایش پذیرد
چوں پھینک دیے و غیر آں۔ و نہی بزیادہ کردن نون مفتوح ماقبل صیغۂ
امر پیدا گردد مثل نکر۔ و قاعدہ در جمع و تثنیہ و مذکر و مؤنث نہی ہم مانند
امر کلیے باشد و بر زبان ملاہاے مکتبی شاہجہان آباد و بعضی ہنود مت حرف
نہی باشد مانند "مت جا" و بعضی لفظ متی بر نون مفتوح کہ حرف نفی است
بیفزایند مانند "تو متی نجا"۔ و ایں لفظ زبان دلالاں بچگاں مریدیار حیرا است
کہ پدر و مادر ایشاں پنجابی و خود در دہلی متولد شدہ اند و بعضی ساکنان مغلپورہ
نیز بہمیں طریق حرف زنند۔

و صیغۂ اسم فاعل مذکر بہ تبدیل الف آخر مصدر با یاء مجہول و الحاق لفظ والا
بعد ازاں حاصل آید۔ و در جمع و تثنیہ الف آخر والا با یاء مجہول مبدل گردد
مانند کرنے والا و کرنے والے۔ و مؤنث بالفظ والی با یاء معروف بجاے
والا و جمع و تثنیۂ آں با والیاں ہم رسد مانند جانے والی و جانے والیاں

مثل اٹھانا در تلفظ نہ بود، و آنچہ در کتابت زیادہ ازیں باشد معتبر نیست و الّا
رکھارا با ہا پنج حرفی حساب باید کرد چرا کہ موافق تلفظ بغیر ہا چار حرف دارد
ہرگاہ ہا را با آں شریک کنیم یکحرف زیادہ بر چہاری شود ازیں سبب تلفظ را
معتبر گیریم نہ کتابت را۔ و کلمہ کہ اول و آخر آں حرف علت یعنی واو و یا و الف
باشد آنرا لفیف نامند و آں بر دو قسم است مقرون و مفروق۔ مقرون آنکہ
میانہ دو حرف علت آں فاصلہ واقع نہ شود مانند و د یعنی آں واو کہ دہ
نیز گویند، یا گیا یعنی رفت۔ و مفروق آنکہ میان دو حرف علت حرف دیگر
داشتہ باشد مثل وہی یعنی ہماں۔ و فعلے دیگر بود در اردو کہ آنرا فصیحاں بر
زباں دارند و را فہم آنم فعل تحریصی نام آں گذاشتہ و ضروری نیز می تواں
گفت مثل کیا چاہیے بجاے امر مشتمل بر ضرورت است اگر با حاضر حرف زدنی
دست دہد امر حاضر است و اگر در حق غائبی گفتہ آید امر غائب و اگر اشارہ بنفس
متکلم بود تحریص نفس گویندہ بکاتے باشد ہے و ہیں و ہو و ہوں دال بر ثبوت
وجود فعل ماضی بزمانہ حال بود مانند آیا ہے اور آئے ہیں اور آئی ہے اور آئیں
ہیں اور تو آیا ہے اور تم آئے ہو اور تو آئی ہے اور تم آئی ہو اور میں آیا ہوں
اور ہم آئے ہیں اور میں آئی ہوں اور ہم آئیں ہیں۔ و تھا و نظائرش دال
بود بر فعل ماضی کہ در زمانہ حال وجود آں ثابت نہ شود۔ مثال ماضی

| | واحد غائب | جمع غائب | واحد حاضر | جمع حاضر | واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|---|---|---|---|---|
| مذکر | آیا تھا | آئے تھے | تو آیا تھا | تم آئے تھے | میں آیا تھا | ہم آئے تھے |
| مونث | آئی تھی | آئیں تھیں | تو آئی تھی | تم آئیں تھیں | میں آئی تھی | ہم آئیں تھیں |

و بعضی باشندگان اردو ہے و تھا مقدم بر فعل آرند و ایں سخت قبیح و دور از

الا بزبان پنجابی وغیر آں بگوش رسیده مانند دیکھا بمعنی دید۔ واما اجوف واوی
که معتل العین نامیده می شود یعنی حرف وسطی آں واو باشد خواه آں حرف
حرف دوم باشد خواه سوم خواه چهارم ازیں سبب که حرف وسطی منحصر در حرف
دوم دانستن قاعدهٔ الفاظِ ثلاثی مجرد به زبان عربی است نه در هر زبان، و در
اردو کثیر الاستعمال مثل توڑا و چیرا و جھٹکا و دیکھا و نوچا و گاڑا و پھاڑا و کاٹا
وغیره۔ در مثال اجوف واو مثال اجوف یا و الف نیز نوشته شد۔ واما
معتل اللام که آنرا ناقص واو یا یا یا ناقص الف در هندی استعمال کنند
نیز در اردو بزبانها جاری است و در روزمرهٔ وضیع و شریف۔ اگرچه فا کلمه و عین
کلمه و لام کلمه در ثلاثی مصطلح صرفیان در زبان عرب است لیکن چوں در هندی
تتبع و تقلید شان مرکوز خاطر است ما حرف اول هر لفظ را فا کلمه و دوم را عین
کلمه نامیدیم تا اینجا موافق با صرفیان هستیم و حرف آخریں را سیوم باشد خواه
چهارم خواه پنجم خواه زیاده لام کلمه قرار دهیم و حروف محذوفه در تلفظ داخل حساب
نه کنیم مانند سندوری که قسمی است از بقول بر وزن صبوحی مشتمل بر شش حرف
نون غنه که در کاف غائب شده در شمار نیاید۔ بالجمله مهموز الفا چوں اٹھا و ابھرا
و اجڑا و اکھڑا در زبان هندی بسیار می آید۔ و مهموز العین اکثر آں هم با واو
مبدل با همزه مانند کنوا یعنی چاه و بوا اخلاف بخواهر و مهموز اللام غیر مسموع
و مضاعف بر دو گونه است یا کلمه ثلاثی حرفی باشد در اصل و حرف دوم و سیوم او
از یک جنس باشد مانند کھاد درین لفظ بخلاف مضاعف عربی هیچ جا ادغام کاف جدا
جدا گفته نمی شود۔ اصل و نقل هر دو برابر است یا پنج حرفی مثل چیلا یا آنکه نصف
کلمه شبیه نصف دیگر آں باشد مثل ململ و ٹھک ٹھک و کلکل و ڈھب ڈھب۔
و هیچ لفظ هندی کمتر از ثلاثی یعنی دو حرفی چوں وه، ده بیشتر از سداسی،

دکھنا و دکھانا و دکھلانا و بجھنا و بجھانا و بجھلانا و نہ بجھانا کہ لغت سندواں و سکنہ مثل پورہ است۔ و در بعضی جا بزیادت واؤ و الف مثل کھلنا بمعنی وا شدن و کھلوانا۔ و در بعضی مصادر بزیادت لام و واؤ و الف بالام و الف بعد حذف حرف صحت وارد مانند دینا و دلوانا و لانا و سینا و سلوانا و سلانا کہ یا موافق قاعدۂ گذشتہ محذوف می شود بلکہ در جمیع مصادر کہ الف و واؤ و یا و حرف دوم آں باشد حروف مذکور در حالت تعدیہ محذوف گردد و واؤ و الف کہ علامت آں باشد دراں بیفزایند مثل پالنا و پکوانا و پھینکنا و پھکوانا و پھونکنا و پھنکوانا و ناچنا و نچوانا و گانا و گوانا و ماننا و منوانا و جھانکنا و جھنکوانا و ٹانکنا و ٹنکوانا و علےٰ ہذا القیاس۔ و بعضی مصادر متعدی خلاف قیاس مذکورات چوں اُکھڑنا و اُکھاڑنا و اُکھیڑنا و موافق قیاس اُکھڑانا می آید و ہم چنیں گھسٹنا و گھسیٹنا موافق قیاس گھسٹانا باشد و گھسٹوانا تعدیۂ متعدی باشد۔ و صیغۂ ماضی و حال و استقبال مصادر متعدی ساختہ را قیاس بر صیغہائے مصادرے کہ بعد دُور کردن علامت مصدری کہ آخر آں الف می ماند باید کرد و ایں ہم بخاطر باید داشت کہ در مصادرے کہ بعد حذف علامت یا باقی ماند یا را حذف نمودہ تعدیۂ آں با الف و لام درست باید کرد۔ و فعلے دیگر بود در فارسی و ہندی کہ تمامی آں موقوف بود بر عبارت مابعدش مثال آں فلانے را طلبیدہ سرگوشی باید کرد۔ ترجمۂ آں بہ ہندی فلانے کو بُلاکر سرگوشی کیا چاہیے۔ کہ یا کاف و را یا کاف و یاء مجہول کے بجائے آں واں بود دریں فعل و اکثر یاء مجہول بعد امر و با امر فقط ہم ایں مدعا حاصل شود۔ مثال آں "مجھے چھوڑکر کہاں جاتے ہو" اور "مجھے چھوڑے کہاں جاتے ہو" اور "مجھے چھوڑ کہاں جاتے ہو" و تے ہی با یاء مجہول بعد تا و یاء معروف در آخر بعد امر دلالت کند بر معنی بہ مجرد

حسن تلفظ است مانند فلانا نہیں ہے آیا، یا نہیں تھا آیا۔ و فعلے دیگر بود از قسم ماضی کہ دلالت کند بر صدور خود از فاعل چند نوبت بخلاف آیا تھا مانند آتا تھا یا آتی تھی ہم بقیاس آیا تھا۔ مخفی نماند کہ فلانا تمام عمر میں کُل فرنگی کی چھاؤنی گیا تھا ایں عبارت بریں معنی دال نمیتواں شد کہ در تمام عمر پیش ازیں ہم بجای مذکور رفتہ بود۔ اور فلانا اکثر فرنگی کی چھاونی جاتا تھا دلالت کند بر رفتن او مکرر، یا معنی اتفاق تراوش ازاں نماید۔ مثال آں فلانا کل فرنگی کی چھاونی جاتا تھا، یا ہمارے دروازے کے سامنے سے جاتا تھا یعنی من از اتفاقات رفتن او را در چھاونی دیروز دیدم یا پیش دروازۂ من گزشتن او بحسب اتفاق واقع شد۔ و فعل ماضی بغیر تھا برای شرط و تمنی آید مثال ہر خدا اگر ہمیں بھی دولت دیتا تو کیا دوستوں سے سلوک کرتے، ایں مثال شرط و جزا بود۔ مثال تمنی کاش یہ شخص یمین الدولہ کے پاس گیا ہوتا کہ اماثل و اقران اُنکے جاہ و منزلت کو دیکھ کر آتش رشک سے کباب ہوتے۔ دیگر فعل آنکہ لازم بود یا متعدی۔ لازم آنکہ مفعول را نخواہد مانند زید آیا اور زید گیا اور عمرو سوا اور خوب ہُوا۔ و متعدی آنکہ مفعول را خواہد مانند زید نے مارا عمر کو۔ و متعدی یا یک مفعول را خواہد چنانکہ گذشت یا دو مفعول را مانند پلایا زید نے عمرو کو پانی یا دکھایا زید نے عمرو کو بکر کا بیٹا۔ کو کہ علامت مفعول است بعد یک مفعول کافی است در ہر دو جا والا عبارت سقیم می شود ہر چند درست است مثال آں عمرو نے بکر کے بیٹے کو زید کو دکھایا۔ و تعدیہ فعل در بعضی مصادر بزیادت الف ماقبل علامت مصدری حاصل شود مانند اُٹھنا و اُٹھانا۔ و در بعضی بزیادت الف و لام مانند کہنا و کہلانا نہ کہانا کہ زبان اہل مغل پورہ باشد۔ و در بعضی مصادر بعد حذف حرف دوم کہ یاء مجہول باشد در زیادت لام و الف یا فقط الف مانند

## صیغہائے مستقبل

| | واحد غائب | جمع غائب | واحد حاضر | جمع حاضر | واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|---|---|---|---|---|
| مذکر | مارا جائے گا | مارے جائینگے | تو مارا جائے گا | تم مارے جاؤگے | میں مارا جاؤنگا | ہم مارے جائینگے |
| مؤنث | ماری جائے گی | ماری جائیں گی | تو ماری جائیگی | تم ماری جاؤگی | میں ماری جاؤنگی | ہم ماری جائینگی |

## امر حاضر

| | واحد غائب | جمع غائب | واحد حاضر | جمع حاضر | واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|---|---|---|---|---|
| مذکر | | | مارا جا | مارے جاؤ | | |
| مؤنث | | | ماری جا | ماری جاؤ | | |

مثال آں میرے آتے ہی تم اُٹھ گئے۔ یعنی بمجرد آمدم شما برخاسته رفتید۔ و بعضی بجائے کیا چاہیے کرنا چاہیے گویند و ایں جماعت کسانے باشند کہ والدین شاں از کشمیر در شاہ جہاں آباد آمدہ اند و تولد ایشاں بذات خود در شہر اتفاق افتادہ است۔ و امر غائب فلانے سے کہدو کہ وہاں جاوے یا کھو ہیں رہے و نہی غائب نجاوے اور نہ رہے۔ جاویں اور رہیں تثنیہ و جمع امر نجاویں اور نہ رہیں نہی آں۔ و صیغۂ دیگر بود کہ بمعنی صیغۂ فعل مستقبل مفرد ناجمع و تثنیہ از روے تعظیم بود و بمعنی باید ما قبل فعل ماضی و بمعنی متکلم مع الغیر در صیغۂ استقبال نیز آید مثال آپ آئیے گا یا نہیں یا آپ مقرر آئیے گا یا اگر حق تعالیٰ فضل کرے تو یہاں مسجد بنائیے گا کہ پھر آپ بھی دیکھ کر لوٹ جائیں ایں مثال ہا کہ نوشتہ شد از فعل معروف بود۔ اکنوں بیان کنم فعل مجہول را معروف فعلے باشد کہ منسوب بفاعل بود و مجہول فعلے باشد کہ منسوب بمفعول بود مانند زید نے مارا اور زید مارا گیا۔

## صیغہائے ماضی مجہول

| جمع متکلم | واحد متکلم | جمع حاضر | واحد حاضر | جمع غائب | واحد غائب | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ہم مارے گئے | میں مارا گیا | تم مارے گئے | تو مارا گیا | مارے گئے | مارا گیا | مذکر |
| ہم ماری گئیں | میں ماری گئی | تم ماری گئیں | تو ماری گئی | ماری گئیں | ماری گئی | مؤنث |

## صیغہائے مضارع حال ایں فعل

| جمع متکلم | واحد متکلم | جمع حاضر | واحد حاضر | جمع غائب | واحد غائب | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ہم مارے جاتے ہیں | میں مارا جاتا ہوں | تم مارے جاتے ہو | تو مارا جاتا ہے | مارے جاتے ہیں | مارا جاتا ہے | مذکر |
| ہم ماری جاتی ہیں | میں ماری جاتی ہوں | تم ماری جاتی ہو | تو ماری جاتی ہے | ماری جاتی ہیں | ماری جاتی ہے | مؤنث |

و غالب آنکه فیض صحبت اہل مغل بوره بدیگراں ہم رسیده۔ و میم و بای فارسی مثل طمنچه و طپنچه۔ و سین و جیم فارسی یا ہای یکے گشته مانند پچھیا نا و پتانا و پچھتولیه و پستولیه۔ و کاف باہا متحد گشته و بای فارسی مانند اکھاڑنا و اپاڑنا در مقام چیز ہائے رستنی کہ بیخ داشته باشد۔ و تای ہندی باہای یکے شده با کاف۔ لیکن ہر دو لفظ باہم استعمال پذیرد و جدا جدا مسموع نیست مانند کلا کھلا۔ و تای ہندی با مثل لالا و تا و بابا مانند تانا بابا۔ اگر کسی گوید که دریں ہر سه لفظ مذکور لفظ دوم مهمل لفظ اول است غلط میگوید زیرا که مهمل ہندی به تبدیل حرف اول ہر لفظ با معنی با واو باشد مثل گھوڑا ووڑا۔ اور لوٹا ووٹا اور آگ واگ اور گیہوں ویہوں اور چیا ونا اور پانی وانی۔ و مهمل فارسی به تبدیل حرف مذکور در لفظ با معنی با میم می باشد مثل اسپ مسپ و فیل میل اشتر مشتر۔ نقل است که شبے در ایام زمستان نو جوانے از اہل ہند وارد منزل آشنائے از مردم ایران شد۔ چوں شام در رسید مغل گفت که حالا شما تشریف ببرید من توشک و لحاف دیگر ندارم۔ مجبور در یک لحاف خوابیدن ضرور خواہد افتاد و الا سردی مردی خواہد شد گفت باشد جاے اندیشه نیست در جا در با در تنها خواہیم خوابید۔ و در مهمل پنجابی بجاے حرف اول الف می آید مانند کوٹھا اوٹھا فیل ایل۔ بالجمله دال ہندی با را مبدل شود چوں کھانڈ و کھانڑ۔ و تای ہندی با تای ہندی متحد با ہا مثل بھٹی و کھٹی و با بابا متحد با ہا مثل پل بے جما تیری دھج و بھل بے جما تیری دھج۔ و عین با میم مثل جما بجائے جمعا۔ چنانچه بعض انعبارت را که جمعے کے دن عید ہوگی جمے کے دن گویند لیکن جمعے کے دن فصیح بود ہر چند در لغت غلط است ازیں سبب که در اردو بلکه در ہر زباں استعمال معتبر باشد اصل لفظ را اعتبار نمی کنند و غلط ہم نمیدانند۔ و با متحد با ہا بعد سین با نون یکے گشته و میم با ہا متحد بعد سین مانند سمهال و سنبهال۔ و کاف متحد با ہا و خا

# شہر دُوم

## متضمن شرح مخالفت و موافقت حروف و حرکات

موافقت مراد از درست آمدن حرفے و حرکتے بجائے حرفے و حرکتے دیگر باشد و مخالفت از درست نیامدن یکے بجائے دیگرے۔ اما از حرف موافقہ باہم با، فارسی و کاف است مثل ڈھانکنا و ڈھانپنا۔ دیگر لام و را مانند تلوار و تروار و روپہلا و روپیرا۔ و میم با با کہ ماقبل آں نون غنہ باشد مثل تھانبنا و تھامنا۔ و قاف و کاف مثل نورکا بکّا و نورکا بقّا و چاکو و چاقو و کور فرنگی و قور فرنگی و کدم و قدم نام درخت۔ و ہا و الف در جمیع الفاظ عربی و فارسی مانند ستارہ و ستارا و ہالہ و ہالا۔ و کاف و خا چوں چیکارا و چیخارا۔ و را و را ہندی مثل اُردو و اُڑدو۔ و نون با را ہندی ماقبل آں نون غنہ مانند کانا و کانڑا۔ و دال و تا مثل تدبیر و تبیر۔ و لام و نون مانند لون و نون۔ و سین و جیم مثل مجھ سے و مس سے۔ و نون و سین مانند اسنے اور اِنے و اُسنے و اُنے۔ و سین و با مانند بِٹّا و سِٹّا از زبانِ زناں۔ و نون و تا مثل اِتنا و اِتّا۔ و گاف و واو چوں دوگنا و دُونا۔ و دال و با چوں کدھو و کبھو با ہا و بغیر آں و کبھی و کدھی با ہا و بغیر آں نیز در ینجا واو و یا کہ یکے باشد و را دیا چوں جا کر و جاکے و نون و دال چوں فن و فند۔ و الف و یاء مجہول مثل دس بارہ دس بیر زبان قدیمان اُردو۔ با، فارسی با ہا یکے شدہ و با مانند دس بیر و دس پھیر۔ و زا و سین مانند ہرگز ہرگس۔ اگرچہ بعضی باشندگان دہلی باین لفظ متکلم شوند لیکن قبیح و غیر فصیح است

با مصاحب شخص متصف بایں صفت باشند و مخالفت کسرہ و ضمۂ چھپنا و چھپا
کہ بکسرۂ جیم فارسی متحد با ہا بمعنی پوشیدہ شدن مستعمل است و ضمۂ آں لفظ
اہل مغل پورہ باشد و ہرگز زبان اہل اُردو نیست۔ دیگر کسرۂ کاف در
کھلانا بمعنی خورانیدن و فتحۂ آں کہ زبان ملکیان پورب و ضمۂ آں کہ زبان
اہل پنجاب یا لعبضی اہل مغل پورہ باشد۔ و کسرۂ یائے یہ بمعنی ایں کہ لفظ
اُردو است و ضمۂ آں کہ زبان ساداتِ بارہہ و فتحۂ آں کہ زبانِ اطراف
دہلی باشد۔ و کسرۂ واؤ وہ بمعنی آں یا آنہا زبانِ قابلیت دستگاہان
پورب و اکثر ملاہائے مکتبی شاہ جہاں آبادی و فتحۂ آں کہ لفظ دلالان
مزید پارچہ و بعضے مسلمانان خارج از مبحث نیز و ضمۂ آں کہ زبان
اُردو دانان بود۔ اکثر ہا در یہ مبدل بہ رعایت ماقبل بایاء
و در وہ بہماں رعایت مبدل با واؤ گردد و ایں ہم مختار اہل فصاحت شہر
است۔ و حرکت کاف در کو کہ بمعنی را برائے افادۂ مفعولیت است با واؤ
مجہول لفظ اُردو و واؤ حروف لفظ بیرونیاں و کہن سالان شہر نیز باشد
و کسرۂ الف در ایسی بمعنی ایں چنیں لغت بیرونیاں و فتحۂ آں لفظ اُردو
است۔ و فتحۂ قاف قسم کہ زبان دہلی و کسرۂ آں کہ لفظ افاغنۂ فرخ آباد
و مئو باشد۔ و کسرۂ میم میں بمعنی درمیان زبان اہل اُردو و فتحۂ آں زبان
باشندگان اٹاوہ و اطراف آں باشد و فتحۂ میم میں کہ بمعنی من باشد
لفظ فصحائے شہر است و کسرۂ آں کہ زبان باشندگان ملک میانۂ گنگ و
جمن باشد۔ و فتحۂ حرف اول پلنگ کہ بالائے آں خواب کنند زبان فصیحان
شہر و کسرۂ آں لفظ دہاقین باشد۔ و فتح شین شیخ کہ زبان قابلان شہر
است و کسرۂ آں مستعمل عوام آنجا بود۔ و ضمۂ غین مغل کہ

مانند کمرکھ و کمرخ و سیکھ و سیخ ہرچند بقلت و ندرت استعمال یابد و گاف و میم
لیکن ہر دو از ہم جدا مستعمل نہ شوند مثل گول مول۔ و جیم فارسی با ہای ثقیل شدہ
دبا، چھند بند و چھل بل۔ و گاف متحد با ہا و گاف فقط مثل مانگن دیتا نگھین۔
و اما مخالفت حروف باہم چون مخالفت گاف و جیم بود در بھاگا و بھاجا بمعنی گریخت
و بھیگا و بھیجا بمعنی تر شد۔ ظاہر است کہ زبان اردو بھاگا و بھیگا باشد بھاجا
و بھیجا خلاف اردو اگرچہ در ہندی صحت دارد چرا کہ اہل ہند سوای مسلمانان
فصیح شاہجہان آباد چنین الفاظ تکلم نماید۔ دیگر خلاف یا و واو چون "کہیں"
کہ زبان دہلی و "کہوں" کہ زبان اکبرآباد باشد و مینچنا و موچنا۔ موچنا
زبان پورب ست بمعنے پوشیدن چشم۔ دیگر خلاف لام و سین در
لفظ مثل نکلا و نکسا۔ نکسا زبان غیر فصیحان و ہندوان است
و نکلا زبان فصیحان باشد۔

و دیگر خلاف کاف و جیم فارسی چون بکوانا کہ زبان اردو است کہ بچوانا کہ
مخالف آن باشد و تبدیل کاف و جیم فارسی و بعکس در یک لفظ نیز مخالفت
با روزمرۂ زبان اردو دارد مانند کیچڑ و چیکڑ کہ زبان اکثرے از اہل ہنود است۔
اما حرکات موافقہ باہم مثل کسرۂ ہِلنا و فتحۂ ہَلنا کہ ہر دو از زبان فصیحان مسموع
است و گِھسنا و گھسنا اول کثیر الاستعمال و ثانی قلیل و نادر۔ و فتحۂ رَلنا و ضمۂ
رُلنا مانند فلانا خاک میں رلگیا اول بہتر باشد از دوم۔ و فتحۂ مَٹی و کسرۂ مِٹی
ہر دو فصیح بود۔ و ضمۂ میم مُحلا و فتحۂ آن مانند سہرندیوں کا محلّا یا بجواریوں
کا محلا۔ و کسرۂ نِلسک بمعنی سراپا و فتحۂ ہر دو حرف ہمیں معنی یعنی نَلَسک۔ و
کسرۂ ہا ہِرن و فتحۂ آن چون ہَرن۔ و کسرۂ میم و ضمۂ آن چون مِج و مُج یعنی
مجھ سے کیوں خفا ہو۔ این بیشتر لفظ کسانے باشد کہ نازک اندام و خوش ترکیب

# شهر سوم

## در افتادن بعضی حروف از لفظ وقت سخن گفتن

مخفی نماند کہ افتادن حروف بر دو قسم است یکے آنکہ فصحا لفظ را بعد حذف حرف یا حروف رواج دادہ اند دیگر آنکہ بعضی صاحبان وقت تعجیل در تکلم حروف را بے ارادہ میندازند و از زبان شاں خوشنما باشد۔ صنف اول مانند افتادن واؤ و یاء مجہول بود از لفظ ہووے بمعنی باشد و نہ ہووے تابع آن است مثال آں

آپ فلانے شخص کو تعزیہ خانے میں بہت بلاتے ہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی تبرا کرے اور اُس کی خاطر آزردہ ہو۔

نہو بجاے نہ ہووے و ہو در آخر ایں عبارت بجاے ہووے باشد و الا در لغت ہو صیغۂ امر بمعنی شو د باش و نہ ہو نہی بمعنی مباش و مشو باشد نہ بمعنی شود و باشد و نباشد و نشود۔ و حذف واؤ مفتوح و راء ساکن از لفظ آکر و جاکر و سنکر یا کاف مکسور و یاء مجہول از آکے و جاکے و سُنکے بہماں معنی مثال آں

فلانا ہماری باتیں سُن مرزا حسن علی پاس سب کہ دیتا ہے اور وہاں کی باتیں یہاں آ بیان کرتا ہے۔

سُن بجاے سُنکر و سُنکے و جا بجاے جاکر و جاکے و آ بجاے آکر و آکے در عبارت مذکور است۔ و ہاء از دیوانہ پن کہ بہ دیوان پن مستعمل است۔ و الف از لڑکا پن کہ آنرا لڑکپن بفتحہ راء ہندی و سکون کاف گویند و ہم از شہدا پن کہ آنرا شہدپن گویند۔ و واؤ از اکثر مصادر و صیغہاے مضارع و

کہ مستعمل پوربیاں باشد و فتحۂ آں کہ لفظ صحیح و زبان شاہ جہاں آبادیان
فصیح است و تحمل کہ از روے لغت ہم غلط نہ باشد۔ و کسرۂ ہائے تھرہی
با فتحۂ ہا و تاہا ہائے یکی شدہ و نون غنہ ماقبل رائے ہندی و یائے معروف بمعنی مادۂ
فیل لفظ میواتیاں و تھنی باکسرۂ ہا و نون مکسور ماقبل یائے معروف لفظ
پوربیاں و فتحۂ ہا کہ لفظ فصحاے اُردو باشد۔ و فتحۂ سین مسر با تشدید و بے
تشدید کہ لقب زناربند است لفظ شاہ جہاں آبادیاں و ضمہ آں لغت پوربیاں
و بعضی شاہ جہاں آبادیاں باشین مشدد نیز استعمال کنند۔ و ضمہ تائے تم بمعنے
شما کہ لغت دہلی است و فتحہ آں زبان تھانیسر و اندری و کڑہ مام باشد۔ و فتحہ
تائے تلک کہ برائے انتہا باشد و ضمہ اول آں زبان دہلویاں فصیح ڈومیں
زبان اہل مغل پورہ بود۔

(حاشیہ صفحہ ۲۵) لـ۵ در بعضی نسخ انتخابات باین ہیچ است و ضمہ نین مغل کہ لفظ صحیح الاصل ہمیں است
مستعمل پوربیاں باشد و فتح آں کہ لفظ غلط و زبان شاہ جہان آبادیاں فصیح است۔

پاداش در شعر بند ندروا باشد۔ بخلاف ہندی کہ اُس را کہ بمعنی او و آں باشد بروزن کُل بود بروزن حور موزوں نمی تواں کرد۔ و نہ ہا را کہ بروزن فعل با بفتحتین بروزن فعلن۔ و راہا و ملنا را کہ مصدر ملاقات است. بروزن فعلن در عروض بروزن فاعلن نمی تواں گفت۔ و ایں ہم ظاہر است کہ در اِس کہ بمعنی این است یا نمی نویسند۔ ہرگاہ در اُس واؤ نمی نویسند، اِس چہ تقصیر کردہ است کہ بغیر یا نوشتن آں صحیح داشتہ اند۔ و اِدھر را کہ با یا نمی نویسند اشارہ بہمیں معنی است کہ بعد حرکت حرف ضرور نیست بخلاف ایدھر و کیدھر کہ در تلفظ ہم یا دارد۔ و ازیں گفتگو ثابت می شود کہ واو در اُس و جمیع الفاظِ ہندی کہ دراں ضمہ بغیر تلفظ واو خواندہ شود واو نوشتن صحت ندارد۔ و ہمچنیں حالِ یا۔ پس حرفے کہ در تلفظ ظاہر شود در کتابت ہم درست است و اِلّا غلط۔ برائے ہمیں حرفِ مضموم با واو یکے شدہ و مکسور با یائے یکے گشتہ و مفتوح با الف محسوب در حروفِ اُردو نکردم و اِلّا نود و یک حرف ازیں زبان نشاں دادہ می شد۔ و مینہ بروزن دل و کونجڑا بروزن فعلن با یا و واو در کتابت شہرہ و رواج پذیرفتہ در اصل ضرور نیست۔ و حساب نود و یک حرف بایں طریق کہ شصت و شش حرف سابق نشان دادہ شد و دو حرف از زبان دلالاں یعنی زا با نون یکے شدہ در زنگار بروزن چہار۔ و شین با نون یکی شدہ در شنگرف بروزن مسطر۔ و واو در اُس و یا در اِس و الف در راہا بر آں زیادہ باید کرد مجموع نود و یک حرف می شود۔ و صنف دوم جا نمد بتشدید میم و تو رتد بجائے جان محمد و نور محمد است۔ و صامرا بجائے صاحب میرا و بھئی بجائے بھائی و باوجی بجائے باواجی و جنور بجائے جانور و شیخنا باد بجائے شاہجہاں آباد و روشن دولا بجائے روشن الدولہ۔

امر و نہی مانند کھاؤنا و جاونا و آونا و پیونا مثال مصدر۔ کھاوتا ہے و پیوتا
ہے و جاوتا ہے و آوتا ہے۔ مثال مضارع۔ آؤ و جاؤ۔ مثال امر۔ نہ آؤ
و نہ جاؤ۔ مثال نہی۔ حالا ہم کہن سالان شہر از فرقۂ مسلمین و بیشتر ہندوان
آوتا ہے بجاے آتا ہے بر زبان دارند۔ و محمد تقی میر سلمہ اللہ در شعر ہم آوردہ
اند شاید برای حفظِ وزن باشد یا در اکبرآباد مضائقہ نداشتہ باشد۔ و الف
از آخرِ والا کہ بمعنی صاحب و باشندہ و مملوک است لیکن نہ در ہمہ جا بلکہ در
یک دو لفظ مانند دلی وال کہ باشندۂ دہلی را گویند و بحسب قاعدہ اصلش
دلی والا باشد و ہمچنین کوٹھی وال بجاے کوٹھی والا یعنی صاحب مال و ہندوی
خزانہ دار۔ و الف از لاگا مانند فلانا دیوار سے لاگا کھڑا ہے زیرا کہ لگا کھڑا ہے
فصیح باشد۔ و لام از تلک یعنی اب تک بجاے اب تلک لیکن ہر دو زبان اردو
است۔ و یا و واؤ از ایدھر و اودھر و کیدھر و پور مانند شہزاد پور و شاہ
جہاں پور۔ و در کتابت بعضی بمراعات ضمہ واؤ و بمراعات کسرہ یا نویسند و بعضی
و حق بجانب کسانے است کہ نمی نویسند۔ زیرا کہ اگر بقاعدۂ ترکی بعد حرف مضموم
واؤ و بعد حرف مکسور یاء ضرور باید نوشت باید کہ بعد حرف مفتوح الف ہم نوشتہ
شود و چنین نیست۔ راہ و کہا و چلا را ہا و کا ہا و چالا در ہندی نمی نویسند بخلاف
ترکی کہ آنجا ایدی را بہ الف مکسور بر وزن فعلن از روی عروض با یاء و او علا
بر وزن فعلن با واؤ می نویسند۔ مثال واؤ بعد ضمہ و الف بعد فتحہ در ہمیں
مثال موجود است۔ و سواے این حمل ہندی بر ترکی چہ ضرور۔ و سرّ این معنی
کہ در ترکی بعد ضمہ واؤ و بعد کسرہ یاء و بعد فتحہ الف باید نوشت این است کہ
فصحاء زبان مذکور اعلان حروف مذکورہ در تلفظ می کنند و در اصل موجود است
اگر او علان بر وزن فاعلان ہم موزون نمایند و ہمچنین قاجار را کہ بر وزن

زیرا کہ در متعدی اوّل مخالفت ایں قاعدہ ہم بسیار یافتہ می شود۔ وحاصل مصدر
چند قسم است تکرار لفظین مانند آتے آتے وجاتے جاتے وکہتے کہتے و اُٹھتے
اُٹھتے بایائے مجہول بمعنی تا آمدن و رفتن و گفتن و برخاستن میرے آتے آتے بمعنی
تا آمدنِ من۔ دوم چنیں حاصلِ دیگر الفاظ کہ معنی تا خود بخود دراں پیدا شود
و آتے ہم بانظائر خود حاصل بالمصدر باشد و محتاج بہ تک بود مثالِ آں
میرے آتے تک۔ و مَری بمعنی مُردن و رہاؤ و چڑھاؤ و اُتار بمعنی ماندن و سوار
شدن و فرود آمدن۔ وحال اکثر صیغہائے امر چنیں باشد مانند ناچ و پہنچ و
سمجھ و کھینچ و اکڑ و رہایش بمعنی ماندن و دیوان پن بمعنی دیوانگی کہ حاصل بالمصدر
در فارسی باشد و چالا بمعنی رفتن و چل چلاؤ نیز بہ ہماں معنی و کس کساؤ و مثل آں
نیز بسیار آمدہ۔ و گلاؤیا بمعنے مدوّر شدن و گھلاوٹ و سجاوٹ بمعنی مخلوط شدن چیزے
در آب و لطف اختلاط محبوب و زیبا شدن و چہچہاہٹ بمعنی اظہارِ آرزو در دل
کردن و لڑگت بمعنی مقابل شدن و سج بمعنی زیبایش کہ حاصل بالمصدر است
و دھج کہ مراد از انداز زیبائی بود و ڈھب بمعنی طرح انداختن و کرتب بمعنی کردار
کرتوت ہم ہماں و نباہ بمعنی بانجام رسانیدن۔ و بعضی حاصل بالمصدر بدو لفظ متضمن
یک معنی اند چوں دوڑ دھپاڑ و ریل پیل و جھانک تانک و دیکھا دیکھی۔ و برائے
مبالغہ یک لفظ را دوبار آرند و الف را واسطہ درمیان ہر دو سازند چوں دوڑا دوڑ
و بھاگا بھاگ و الف در دو لفظ مخالفۃ الحروف نزد بعضے صحیح و نزد بعضے غلط باشد
و آں را زبان عوام اُردو خوانند مانند ریلا پیل کہ در شعر راقم مسطور است۔

# شہر چہارم خبر دہندہ است از حالات مصادر

میگویم ہر لفظی کہ آخر آں نا باشد مصدرے بود کہ صیغہاے ماضی و حال و استقبال و امر و نہی ازاں پیدا می شود و ہرچہ اشتقاق صیغہا ازاں ممکن نباشد مشتمل بر نا نخواہد بود گو معنی مصدری ازو پیدا شود۔ بالجملہ اول را مصدر و ثانی را حاصل مصدر نامند کیفیت مصدر در ذکر صیغہ ہا قدرے بیان کردہ شد۔ لیکن تحقیق آں بدیں نمط است کہ مصدر سہ گونہ بود یا آنکہ فعلے کہ ازو مشتق شود خصوصیت بافاعل داشتہ باشد وآں را لازم نامند۔ یا بر دیگرے واقع شود از دست کسی یا بہ ایماء کسی واقع شود و بر کسے از دستِ کسے و ہر دو صنف آخر را متعدی خوانند۔ وقسمی است دیگر از لازم کہ معنی متعدی ازو برمی آید۔ مثالِ لازم آیا زید یا گیا زید۔ مثالِ متعدیِ اوّل مارا زید نے عمرو کو۔ مثالِ متعدیِ ثانی مروایا زید نے عمرو کو بکر سے۔ مثال متعدی ثالث کہ معنی آں از لازم بیروں آید آیا زید ساتھ عمرو کے یعنی لایا عمرو زید کو۔ دانا از ہمیں جاء بداند کہ ہر فعلے کہ بایماء کسے از دست کسے بر کسے واقع شود مصدرِ آں بتقدیم واؤ بر الف خواہد بود۔ و ایں واؤ در ہیچ جا محذوف نشود۔ بعضے صاحبان کہ حذفِ آں نمایند از فصحا نباشند و اردو دانیِ آنہا درست نباشد مانند کرانا بمعنی کروانا و کہانا بجاے کہوانا ہرچند کہلانا بیشتر استعمال یابد لیکن ایں ہم فصیح و صحیح است و مرانا بجاے مروانا و مرانا موافق قیاس متعدی مرنا بود و بمعنی میراندن نہ متعدی مارنا بمعنی زدن۔ و در بعضی الفاظ تقدیم و تاخیر حروف کردہ اند مانند دابنا و دبانا و اُلینڈنا و اُنڈیلنا۔ ما قاعدہ کہ در ساختن متعدی پیش ازیں نشان دادہ ایم در متعدی اول نیست بلکہ در متعدی ثانی

واسم تام و ناقص منحصر بود در علم کہ بیانش بعد ازیں آید مثل گل محمد و گلو۔ و مفرد
چوں گھوڑا و اونٹ و گاجر و مولی۔ و مجموع بر چند قسم باشد آنچہ آخر آں الف بود
مذکر باشد مانند پیڑا و کولا و رنگترا و خربوزا و چھوارا و کیلا و اندرسا و کھیرا و نیچا
و حقا و گھوڑا و چیتا و مولا و پپیہا وغیر آں نہ بَیّا و بیجا کہ ہر دو مونث بود۔ جمع
آں بہ تبدیل الف بایا مجہول باشد و تثنیہ در علم جمع است مثل پیڑے کھائے
اور کولے خریدے اور رنگترے بیچے اور خربوزے میٹھے نکلے اور چھوارے اچھے
نہیں ہیں اور کیلے بنگالے میں اچھے ہوتے ہیں اور گرم گرم اندرسے کھایا چاہیے
اور دلی کے کھیرے یاد آتے ہیں اور چار نیچے اور پانچ حقے بھائی صاحب نے
منگوائے ہیں اور گھوڑے بھکر سے آئے ہیں اور جناب عالی نے سو چیتے رمنے
میں اور چھڑوائے ہیں اور مولے بول رہے ہیں اور پپیہے برسات میں غضب
کرتے ہیں۔ و ہرچہ آخر آں یاء معروف بود جمع آں بالف و نون آید بشرطیکہ نام
مذکرے از حیوان مثل ہاتھی و علم مانند دلی و یاء آں زائدہ نباشد مانند جوگی
و بیراگی و سناسی و پنجابی و پوربی۔ مثال آں۔ چوں مولیاں کہ جمع مولی باشد
ہمچنیں پوریاں و کچوریاں و کلیاں و جلیبیاں و چارپائیاں و انبرتیاں و چوکیاں
و دریاں و شطرنجیاں و گولیاں و بولیاں و جھولیاں و کوڑیاں و گالیاں۔ ما
ایں قاعدہ در زبان اردو بیاں میکنیم با زبان دیگر سروکار نداریم اگر در جمع کھٹیا
کہ بمعنی چارپائی باشد قاعدہ پیڑا کہ در خطوط پیرہ نوسیند یافتہ نشود در حصول ما
خالی واقع نہ می شود زیرا کہ زبان اردو نیست و سوائے ایں ہرچہ مذکر نیست
مانند انگیا کہ بزبان اردو سینہ بند زناں باشد جمع آں نیز از جہت تانیث بایں
طریق درست نہ بود بلکہ مفرد و مجموع آں نزد فصحا یکی باشد برائے ہمیں در شروع
بیان ایں جمع لفظ را مقید بہ تذکیر کردہ ایم۔ و ہرچہ آخر آں ورائے یاء معروف

# شہر اول از جزیرۂ دوم کہ مشتمل بر نحو این زبان باشد در تعریف اسم و بیان احکام آں

بول دو گونہ بود با معنی و بے معنی۔ بے معنی از بحث بیرون است۔ و با معنی معتبر بود در بحث آں را بہ بول تعبیر کنیم۔ زیرا کہ بول اعم است از اینکہ با معنی بود یا بے معنی۔ و بول منحصر در لفظ موضوع مفرد باشد۔ پس بول یا بہ زمانہ از سہ زمانہ کہ ماضی و حال و استقبال باشد شامل بود و آں را فعل نامند۔ مانند آیا ہے و آتا ہے اور آوے گا۔ یا چنیں نبود و آں را اسم گویند مانند شمس و قمر و ایں ہر دو دلالت بذاتِ خود بر معنی نمایند و مستقل باشند۔ و سوم است از بول کہ مستقل نبود و بذات خود دلالت کند بر معنی بواسطۂ غیر و آں را حرف میخوانند چوں پر بمعنی بر و سے بمعنی از مثال آں کوٹھے پر ہم سے چڑھا نہیں جاتا۔ و حرف برائے ربط کلام در عبارات بسیار آید و ممکن است کہ عبارت تمامی از حرف ہم باشد مثل زید آیا و کوٹھا گرا۔ و اما اسم را اقسام بود جامد و مشتق و تام و ناقص و مفرد و مجموع و مؤنث و مذکر و فاعل و مفعول و مبتدا و خبر و موصوف و صفت و بدل و مکرر و مستثنیٰ و تمیز و مضاف و مضاف الیہ و حال و ذوالحال۔ و فعل ہم دو نوع بود تام و ناقص۔ و حرف ہم اسما متعددہ را ردو ہر یکے بجائے خود آید۔ و مجموع دو بول را بات نامند در عربی کلام لیکن بشرطیکہ سکوت براں صحیح باشد سامع را، و ایں حاصل نشود مگر در فعل و فاعل و مبتدا و خبر۔ اما اسم جامد عبارت از اسمی بود کہ از مصدرے بر نیامدہ باشد نہ از ہیچ شے بر آید مانند زید و عمر و گھوڑا و ہاتھی و مشتق آنکہ از مصدر مشتق گشتہ باشد۔ چوں بہلو و بھگوڑا و روڈ و ہنسوڑ و گاہک و بجیا۔ و اسم فاعل و مفعول داخل ایں نوع باشد

یا مولیوں کو تراشو یا مولیوں کے پتے ہمیں دیجئے یا مولیوں سے معدہ خراب ہوتا ہے
و ہمچنیں حال گاجر و لڈو مثل آں۔ و ہاتھی و جوگی و مثل آں نیز چنیں باشد۔
جوگیوں نے آج شہر گھیر لیا ہے اور مست ہاتھیوں نے بڑی دھوم مچائی ہے۔
اور جوگیوں کو مار کر نکال دو اور مست ہاتھیوں کو چرائی پر لے جاؤ اور جوگیوں کا
یہاں کیا کام ہے اور مست ہاتھیوں کا رہنا شہر میں اچھا نہیں اور جوگیوں سے خدا
پناہ میں رکھے اور مست ہاتھیوں سے بھاگنا چاہیے۔ و مفعول بغیر کو ہم درست
باشد مانند مولیاں تراشو اور گاجریں لاؤ اور لڈو کھاؤ۔ لیکن ہاتھی و جوگی و نظائر
آں بایں طریق پسندیدہ و روزمرۂ اردو نباشد و ہرچہ جمع و تثنیۂ آں خلاف مفرد
در اردو باشد مفرد آوردن آں سوائے آنکہ تمیز کنندہ آں یکی باشد درست نیفتد
مثال ایک گھوڑا ایک مولی ایک گاجر و دو گھوڑا و تین گھوڑا و دو مولی و تین گاجر
صحت ندارد و سوائے اہل بنگالہ و پورب در شاہجہان آباد کسی بایں طریق حرف
نمی زند۔ دو گھوڑے اور تین گھوڑے اور دو مولیاں اور تین مولیاں اور
دو گاجریں اور تین گاجریں صحیح باشد۔ عزیزے در مثنوی خطاب بمرزا رفیع کردہ گوید۔ شعر

تم اپنے پیل معنے کو نکالو      مرے ہاتھی سے دو ٹکر لڑالو

دو ٹکر صحت ندارد دو ٹکریں بیاید اگر ایک ٹکر سگفت خوب بود لیکن خودش دو ٹکر منخواہد
در لفظ ایک یا داخل تلفظ نیست۔ و ہرچہ مفرد و تثنیہ و جمع آں یکی باشد چوں
ہاتھی و جوگی و لڈو و ممیز جمیع اعداد دراں مثل یکی باشد مانند ایک ہاتھی اور
دو ہاتھی اور تین ہاتھی اور ایک جوگی اور دو جوگی اور تین جوگی اور ایک لڈو اور
دو لڈو اور تین لڈو۔
و مذکر و مؤنث ہم مشتمل بر اقسام بود حقیقی و سماعی و تقدیری۔ مؤنث حقیقی آنکہ
مقابل خود مذکرے از حیوان داشتہ باشد و آنرا در انسان علامات و القاب بود

از حروف اُردو اُفتد جمع آں بشرط تانیث با یاء مجہول و نون غنہ آید مانند
نائکائیں اور مائیں اور ہاتیں چتیں اور گھاتیں اور مخیں اور چنیں اور یادیں
اور گاجریں اور پشوازیں اور ہوسیں اور بندشیں اور وارثیں اور رقاصیں
اور مرتاضیں اور محتاطیں اور طماعیں اور کمظرفیں اور بدطریقیں اور نازکیں
اور بدرگیں اور محرمیں اور ازاریں اور رکھڑاویں اور بے راہیں۔ و ہرچہ آخر
آں الف و یاء معروف نباشد و مونث نیز نہ بود۔ جمع آں ہماں مفرد است مانند
پانچ لڈو اور دس کدو اور دو پلاؤ اور چار سالن اور آٹھ تربوزا اور بیدرہ شلغم
اور سات بیگن اور بیس کچالو اور بارہ رتالو۔ توضیح بعضے الفاظ کہ در جمع مونث
با یاء و نون غنہ نوشتہ شد این است آپ کی یادیں بہت رہیں۔ بی گنانے سات
پشوازیں اور نئی سلوائی ہیں۔ جتنی نائکائیں ہیں اپنی نوچیوں کی سب وارثیں
ہیں و وارث ہیں نیز درست باشد۔ مثالِ دیگر اُن کی وارثیں مرگئیں۔ اپنے
دل میں بہت سی ہوسیں ہیں۔ یہ بندشیں جو آپ نے باندھی ہیں سو ہم سب
سمجھتے ہیں۔ اور رقاصیں جب آویں گی تو سب کے دل ملجاویں گے۔ مرتاضیں
سب آرزو عتبات کی رکھتی ہیں۔ محتاطیں کب ہندو کی دوکان کی چیز اپنے بچوں
کو کھانے دیتی ہیں۔ کمظرفیں دم بدم اپنی دوپٹے کی تمامی ہی دکھایا کرتی ہیں۔
بدطریقیں بھلے آدمی کے گھر میں آنے کے لائق نہیں ہوتیں۔ نازکیں موتیوں کو کب
خیال میں لاتی ہیں۔ بدرگیں ماباپ کے اختیار سے باہر ہوتی ہیں۔ و ایں
جمعہا کہ نوشتہ آمد با جمعے کہ صیغہ اش صیغۂ مفرد است مانند لڈو وغیر آں با واؤ
مجہول و نون غنہ نیز آید۔ در چند موضع یکی در حالت متعدی دیگر در وقت آوردن
کو بعد آں کہ با کاف و واؤ مجہول علامت مفعول است۔ دیگر در وقتِ اضافت
دیگر در حالتِ تعلق با حرف۔ مثال مولیوں نے آج ہمیں بہت بمزہ کیا ۱

پھپھی زیراکہ اصل مانوں ماما بود اہلِ ہند الف را با واؤ مقابل عمو بدل کردند و نون غنہ از کثرتِ استعمال شہرت یافتہ۔ و مراد از ہندیاں کسانے است کہ والدین شاں مغل باشند و ایں تبدیل قدیم است در شعر امیر خسرو ہم لفظ مانوں و مُمانی یافتہ شدہ۔ و حرکتِ ماقبل واؤ مجہول در عوض حرکت ماقبل واو معروف کہ در مذکر است دلالت نماید بر تانیثِ لفظ مانند کلو با واؤ معروف مذکر و کلو با واؤ مجہول مونث بود و ناجہائیکہ جزوِ ثانی آں نسا بود زیب النسا و عزت النسا و غیر آں ہمہ مخصوص بزناں باشد۔ و بعضی اسما مشترک بود مانند قطبن و مرادن و جمعیت کہ اصل آں در مذکر قطب الدین و مراد علی و جمعیت خاں و در مؤنث قطبی بیگم و بی مراد بخش و بی جمعیت باشد۔ و امیر بخش و پیر بخش و نور بخش و کریم بخش و حسن بخش و حسین بخش و مرتضی بخش و غیر آں ہمہ مشترک در مذکر و مؤنث است۔ و ترخیم آں اگر با واؤ مجہول بود دلالت کند بر تانیث چوں امیرو و بغیر واؤ برائے مذکر آید مثل امیر و غیر آں۔ و در مذکر و مؤنث پیر بخش الف مقابل واؤ مجہول باشد مانند پیرو و پیرا و در نور بخش قاعدۂ پیر بخش جاری ست لیکن در امیر بخش و نور بخش واؤ مونث با نون ہم مبدل شود چوں امیرن و نورن۔ و پیرن صحت ندارد و مسموع ہم نیست۔ و از کریم بخش کریمو و کریمن بیشتر شنیدہ می شود۔ و از امام بخش امامو با واؤ مجہول بیشتر و امامن کم۔ و از حسن بخش در مذکر حسنو با واؤ معروف مشہور و حسنو با واؤ مجہول در مؤنث ناشنیدہ۔ و از حسین بخش حسینی با یاء معروف مشترک در مذکر و مؤنث۔ و از مرتضی بخش ترخیم بخاطر نیست۔ و ایں اسما مخصوص بزنان کسبی باشد نہ نام زنانِ شرفا۔ و کنیز و کنیزانِ شاں کہ صنوبر و یاسمن و گُل اندام و رائے بیل و موگرا و چنبیلی و سیوتی و موتیا و نرگس و سوسن و ہمیشہ بہار و صبح دولت باشد۔ لقب سوائے نام معتبر نیست مثل کلو و چھبیا و ننو و ننھی و غیر آں زیراکہ زنانِ شرفا و کسبی ہر دو دختران خود را

مانند بیگم و خانم و بی بی و بی جی و بہو و ہمشیرہ و اما و باجی و پھوپھی و خالا و مُمانی و انّا و دادا و چھوچھو و نظائرا اینہا۔ و بعضی الفاظ بہ تبدیل حرفے و حرکتے دال بود بر مذکر و مؤنث مانند پیارا و پیاری اول مذکر و دوم مؤنث۔ و ہمچنیں پنجابی و میواتی و بنگالی و مارواڑی و مونث آں پنجابن و میواتن و بنگالن و مارواڑن باشد۔ و ایں کُلیہ نیست بلکہ اکثر این است کہ نون درعوض یاء معروف کہ در مذکر است دلالت بر مؤنث نماید زیراکہ از پوربی پوربن درست نیاید بلکہ آں یاء معروف زیادہ کنند مانند پوربنی پور در پنجابی بروزن خوربکون را است باقی باء مضموم و نون مکسور و یاء معروف باشد۔ و ہمچنیں خراسانی و صفاہانی و شیرازی وغیرآں الفاظ فارسی و عربی بہ تبدیل یاء و نون دال بر مؤنث نمی تواند شد بخلاف تبدیل الف مذکر با یاء معروف کہ دال بر تانیث بود مثل پیارا و پیاری کہ گزشت و کھٹا و کھٹی و میٹھا و میٹھی و کڑوا و کڑوی و مٹکا و مٹکی و قس علے ہذا۔ و نون شیرازن و مثل آں زبان فصحاء نیست اگرچہ صحت دارد بقیاس پنجابی و پنجابن و بنگالی و بنگالن بلکہ بر مذکر و مؤنث ہر دو اطلاق شیرازی روا بود مثال آں یہ مغل شیرازی ہے اور یہ مُغلانی شیرازی ہے۔ بخلاف یاء نسبت ہندی کہ در مؤنث بیشتر با نون بدل شود مثال بنگالی و بنگالن۔ و بعضی جا یاء تانیث مقابل الف تذکیر باشد چوں پٹھان و پٹھانی و برہمن و برہمنی۔ و گاہے ما قبل آں الف و نون بیفزایند چوں مغل و مغلانی و سید و سیدانی۔ و گاہے یاء معروف از مذکر دور کنند و الف و نون و یاء معروف برائے تانیث آرند چوں کھتری و کھترانی۔ و تاء مشدد را مخفف سازند چوں یاء سیدانی بعد سین۔ و نون در ٹھینی خلاف قیاس است و در ڈومنی مضائقہ ندارد و مناسب است زیراکہ مذکر آں ڈوم است ڈوما نیست کہ مؤنث آں ڈومی باشد و مُمانی مونث ماموں بر خلافِ قیاس بود نظر بہ چچی و

آب و تاب - آبرو - آتش - آتشک - آخور - آرزو - آس - آستین - آفت - آگ - آمد - آمد آمد - آمد و رفت - آنچ - آنکھ - آواز - آیت بخلاف آیہ - ابتدا - اجل - اجوائن - اچکن - اُچھل کود - ادا - ازدحام - ازار - اساس - اسپک چیزے کہ بر پشتِ زین از چرم جہت داشتن پارچہ وغیرہ سازند ایں لفظ مشترک است در مذکر و مونث - اطلاع - اطلس ازروے تحقیق - افیون کہ آنرا افیم گویند و فیم نیز - الخالق - اکڑ - اکسیر - انبوہ - انتہا - انشا - انگشتری - انگلیٹ بمعنے جسامت - انگوٹھی - انگیا - اوجھل - اوس -

## حرف با

بات - باد فرنگ - بادبان - بال گندم وجو - کودوں کہ قسمے است از غلہ - باگ - بانگ - بانک - بانہہ - باؤ بمعنی ہوا - باہ - بحر بمعنی کشتی‌ہا لیکن ایں لفظ اُردوے قدیم نباشد اہلِ دہلی در پورب استعمال کنند - بخشش - بد، کہ مرضے است مشہور - بڑھیا کہ گاو آختہ باشد - برف - برق - بڑھیا - بساط - بسم اللہ - بغل - بکل - بلا - بنات کہ در اُردو بانات را گویند - بندش - بندوق - بنیاد - بو - بوباس - بود و باش - بوجھ - بوند - بہار - بھاگڑ - بھڑک - بھنک، کہ آوازِ خفیف را گویند - بھنگ - بھوکھ - بھول چوک - بھوں - بھیڑ بمعنی انبوہ - بہیر بمعنے ہمراہیانِ فوج - بیت بمعنی فردِ شعر - بیٹھک، کہ قسمے است از ورزش و نیز بمعنی آنچہ زنان بتبعیتِ اوہام زنے را کہ بر سرش شیخ سدو یا دیگرے از برادرانش می آیند نشانیدہ مجلسے کنند و سرودِ معین روبروے او سرایند و او سرِ خود را جنبش دہد کہ آنرا کھیلنا گویند و ایں مجلس را بیٹھک نامند -

## حرف باے فارسی

پاپوش - پازیب - پاکھر بمعنی زرہ اسپ - پاکی طینت - پال، قسمی است از خیمۂ خورد

بایں لقب خوانند و در فرقۂ پنجابی قاعدہ نیست کہ دختران خود را موسوم بظہور النسا و نور النسا سازند و آنہا را ظہورن و نورن شہرت دہند۔

# ذکر مؤنثات سماعی

واضح باد کہ مصنف مؤنثات سماعی را بے ترتیب و پراگندہ مثل بیان خودش در کتاب نوشتہ بود چوں ایں بحث در اُردو نہایت محتاج الیہ است لہذا آں را بترتیب حروف تہجی مرتب نمودہ طبع نمودہ شد تا استخراج الفاظ آساں باشد۔ معانی بعضی الفاظ ہم نوشتہ شد

قال المصنف و مؤنثِ سماعی بایاء معروف در آخر باشد و ایں کلیہ است کہ ہر چہ آخر آں یاء معروف یافتہ شود مؤنثِ ابدی است۔ سوائے نسبتی یا بمعنی فاعل مثل پنجابی و پوربی و ساتھی و روگی و بھوگی و جوگی و مالی کہ بمعنی رفاقت کنندہ و صاحب مرض و خورندہ و صاحبِ ریاضت در مذہبِ ہنود و باغ پیرا باشد۔ یا جزوِ علم حیوان مذکر مانند ہاتھی بمعنی فیل بایا در آخر کلمہ کہ لقب آدمی مثل چودھری یا صفت چیزے مثل بھاری باشد چوں صفت تابع موصوفِ خود باشد با مذکر مذکر و با مؤنث مؤنث مستعمل میاید مانند خالی و بھاری بمعنی گراں چنانچہ یہ پتھر بہت بھاری تھا اور یہ گٹھری بہت بھاری تھی گویند۔ مثال الفاظ مؤنث کہ آخر آنہا یاء معروف باشد چوں مولی و بتی و مسی و ترئی و کندوری و بوٹی و چوکی و اساوری و ساڑی و پوری و انگلی و چھلنی و چنگاری و جالی و بالی و نالی و علی ہذا القیاس۔ و دہی در پنجاب و پورب مؤنث و در اردو مشترک در مؤنث و مذکر و تانیث موتی بمعنی گوہر قیاسی و تذکیر آں بحسب شہرت شاذ است و پانی مثل آں و گھی بمعنی روغن در اصل گھیو بودہ است دیگر مؤنثات سماعی سوائے ایں بسیار باشد مثل

## حرف الف

بمعنی خواہش زن - چلم - چلن - چمکاہٹ - چنگ، قسمی از پتنگ اگرچہ نزد بعضی مذکر نیز بود - لیکن فصیحاں مؤنث گویند - چوپڑ - چوٹ - چونچ - چوک بمعنی قصور - چوکھٹ چھاچھ - چھاؤنی - چھب - چھت - چھکڑ - چہل بمعنی مزاح - چھوت بمعنی نجاست چھوٹ - چھینٹ - بمعنی قطرہ و قسم پارچہ نیز - چیز - چیستاں -

## حرف حا

حکمت - حمائل - حنا - حیا - حیات -

## حرف خا

خاتم - خارش - خاک - خاکستر - خبر - خداترسی - خراش - خرد - خزاں - خطا خلخال - خلق - خندق - خواہش - خیر، کہ عربی است -

## حرف دال

داڑھ - دانست - درز - دریافت - دستار - دستک - دعا - دکان - دَم بالفتح بمعنی فریب - دُم - دنیا - دوا - دواء المسک - دوات - دوپہر - دوخت دُون - باعلانِ نون در صدائے سرود - دھب - دھج - دھرم بمعنی تضعیف دھکاپیل - دہلیز - دھوپ - دَھول بالفتحہ - دُھول بالضم بمعنی خاک - دھوم دید - دیر - دیوار -

## حرف دال ہندی

ڈاب بمعنی کمربند برکمربند - ڈاٹ بمعنی بندشیشہ - ڈاک بمعنی چپار - ڈبیا - ڈاڑھ بمعنی گریہ بآواز بلند - ڈگ بمعنی قدم - ڈھاک بمعنی رعب و ہم بمعنی شور و غل - ڈھال - ڈھیل - ڈینگ بمعنی لاف و ایں لفظ جدید و زبان عوام اُردو باشد -

## حرفِ را

راب، شکر خام - رات - راس بمعنی عنانِ اسپ - راکھ - رال، بمعنی لفظ د

مشترک در مذکر و مؤنث ۔ وبخت ۔ وبخت و پز۔ پیشواز۔ پکار۔ پکڑ۔ پکھاوج۔ پلٹن
این لفظ اُردوے قدیم نیست ۔ اہل دہلی در پورب استعمال کنند۔ پلک۔ پوَن
بفتحتین بمعنی ہوا۔ پونچھ۔ پھبن۔ پھکڑ۔ پھوٹ، بمعنی نفاق و عداوت و قسم خربوزہ
نیز۔ پیاز۔ پیاس ۔ پیپ با ثالث نیز با ے فارسی بمعنی ریم۔ پیٹھ بایاء معروف بمعنی پشت
پیٹھ بایاء مجهول بمعنی بازار قریہ پیچا قسمے از بوم و از زبانِ زنان مصطلح بمعنے بلا۔
بیزار۔ پیشانی۔ پیش قبض ہم اکثر۔ پیک پان۔ پینس۔ پینک ۔ پیچش۔

## حرف تا

تاب بمعنی طاقت و ہم بمعنی آبداری۔ تاک بمعنی دیدن۔ تاکید۔ تانت۔ تپ۔ تپ
دق۔ تپش۔ تحریر۔ تدبیر۔ ترازو۔ تراش۔ تربت۔ ترہ تیزک۔ تسخیر۔ تصویر۔
تصدیر۔ تقریر۔ تقصیر۔ تکرار۔ تکّل۔ تگ و دو۔ تلوار۔ تمنا۔ تمیز۔ تنبیہ۔ تواضع۔ توپ۔
توجہ۔ تھاپ کہ بمعنی قرع بر طبل است ۔ تھاہ بمعنی پایانِ آب۔ تہنیت

## حرف تاء ہندی

ٹکر۔ ٹوم۔ ٹھلیا۔ ٹھوکر۔ ٹیس۔ ٹیپ مہاجناں ۔ ٹیپ آواز۔

## حرف جیم

جامن ۔ جاگیر۔ جان در اُردو مؤنث و ریختہ گویاں مذکر بستہ اند۔ جائداد۔ جبیں۔
جدول ۔ جڑ بمعنے بیخ۔ جست و خیز۔ جستجو۔ جگت ۔ جگمگاہٹ ۔ جِلا۔ جلد ۔ جمنا۔
جمیرات ۔ جنس۔ جوت بمعنی شعاع ۔ جوار۔ جوارش۔ جھاڑو۔ جھالر۔ جھانجھ۔ جھپک
جھل، بمعنی رشک زناں باہم۔ جھلک۔ جھول۔ جیب۔

## حرف جیم فارسی

چادر۔ چارہ سازی۔ چال۔ چاہ ۔ چالے ۔ چپت ، بمعنی دھول۔ چکن۔ چتون
چٹ بمعنی زخم آتشک و داغ ۔ چڑ، بالکسر بمعنی موجب نفرت۔ چڑیل۔ چق۔ چل

طرف۔ طرز۔ طرزِ بیان بمعنی مصطلح۔

## حرف ظاء

ظہور برکات بمعنی مصطلح در حروف تہجی۔

## حرف عین

عادت۔ عطا۔ عقل۔ عید۔

## حرف غین

غذا۔ غزل۔ غلام گردش۔ غلیل۔ غود۔

## حرف فا

فتوت۔ فرد، بمعنی شعر واحد۔ فکر۔ فوج۔ فہمید

## حرف قاف

قبا۔ قبر۔ قبلہ نما۔ قتل عام، مشہور ہمین است لیکن شعراے ریختہ آنرا مذکر نیز بستہ اند۔ قدرت۔ قدغن۔ قطع پارچہ۔ قِسم بالکسر۔ قسم بفتحتین۔ قلم تراش۔ قنات۔ قندیل۔ قوت۔ قوم۔ قیمت۔

## حرف کاف

کان، بمعنی معدن۔ کاوش۔ کپٹ بمعنی نفاق کہ لفظ قلیل الاستعمال در اُردو است کتاب۔ کچنال۔ کربلا کہ تعزیہ ہا دراں دفن کنند۔ وکڑ کہ کبوتراں خورند۔ کساوٹ۔ کسوت۔ کشمش۔ کفش۔ کمر۔ کمرکھ۔ کمک۔ کوچ با واو معروف بمعنی پیا۔ کورکہ [illegible] عماری فیل و دیگر چیزہا دوزند۔ کوک با واو معروف۔ کوکھ، باواو مجہول کونبھل۔ کھپریل۔ کھجلی۔ کھر در آواز با کاف مکسور با ہاے یکی شدہ و را۔ کھڑاؤں۔ کھلاوٹ۔ کھیر۔ کیل بمعنی میخ کوچک آہنی۔ کیچڑ۔ کیمیا۔

## حرف کاف فارسی

آب دہن ہرڈو۔ اراہ۔ رائی۔ رچ بمعنی خواہش۔ رسوت، دوائیست۔ رشوت۔
رغبت۔ رفتار۔ رقم۔ رکاب۔ رنگت۔ رونق۔ ریاست۔ ریل پیل۔

## حرف زا

زبان۔ زرریزی۔ زرہ۔ زکوٰۃ۔ زلف۔ زمین۔ زنجبیل۔ زنجیر۔ زندگی۔ زیربایں قسمی از پولاد۔

## حرف سین

ساگون۔ ساکھ بمعنی اعتبار۔ سالگرہ۔ سانپن۔ سب۔ سبیل بمعنی طریقہ و رسم خورانیدن آب در محرّم فی سبیل اللہ۔ سپر۔ سج۔ سجاوٹ۔ سُدھ بالضم بمعنے ہوش۔ سرسوں۔ سرنگ۔ سطر۔ سفیل کہ در اصل فصیل است۔ سکت بمعنی طاقت
سکوڑ۔ سنونو۔ سمت۔ سہناک۔ سنجاف۔ سنگت۔ سوجن۔ سوجھ۔ سورت قرآن بخلاف سورہ۔ سوزش۔ سوسن۔ سوگند۔ سوں بمعنی قسم با واوِ معروف و نونِ غنہ
سونٹھ۔ سونڈ بمعنی خرطوم۔ سونف۔ سیدھ بمعنی راستیِ خط۔ سیف۔ سیم بخلاف تخم سیم

## حرف شین

شاخ بمعنی ڈالی۔ شام۔ شاہ نوازخانی، قسمی از لباس۔ شب۔ شبنم۔ قسم ململ و بمعنی لغوی
شبیہ بمعنی تصویر۔ شراب۔ شرح۔ شرط۔ شرم۔ شطرنج۔ شعاع۔ شفا۔ شکر۔ شلک۔
شمشیر۔ شمع۔ شناخت۔ شہرت۔ شیربرنج۔ شیرمال۔

## حرف صاد

صبا۔ صبح۔ صفت۔ صفا۔ صلح۔

## حرف ضاد

ضریح۔

## حرف طا

## حرف ہا

ہانک - ہجوم - ہڑ - ہلجاں - ہلچل - ہمت - ہوا - ہوس - ہیکل -

## حرف یا

یاہو - یاس - یال - یخ -

و ورائے ایں مونثات سماعی قاعدۂ کلیہ است کہ ہرچہ آخرآں یا باشد باقتضائے آنچہ مذکور شد چنانکہ گذشت مونثِ ابدی است - و ہم چنیں ہر لفظ کہ آخرآں تا د ہندی یا تا یا کاف باشد یا شین ماقبل مکسور یا مفتوح بود بشرطیکہ ایں جملہ الفاظ بمعنی حاصل بالمصدر باشند مونث استعمال یابند - و ہمچنیں جمیع القاب جانورانِ مادہ سوائے باز و باشہ و تنکرہ وغیرآں دیگر جانوران شکاری کہ با وصف بودن مادہ مذکر استعمال شوند - و ہم بخلاف بدھیا کہ گاو نر است و مونث استعمال یابد - و ہمچنیں جمیع مصادر عربیہ کہ آخرآں تا باشد و ہمہ مصادر کہ از باب تفعیل اند در ہندی ہمیشہ مونث مستعمل شوند - تمام شد بحث مونث سماعی -

آمدم بر بیان مونث تقدیری - مونث تقدیری آں بود کہ تانیث آن سماعی نباشد بلکہ دراں تقدیر تانیث کنند مثل دار وارض در عربی کہ تصغیر شاں دویرہ و اریضہ می آید اصل شاں دارہ وارضہ تقدیر کردہ اند - ہم چنیں در ہند خاص یعنے در شاہ جہان آباد تانیث بعضی الفاظ موقوف بر تقدیر الفاظ متراد فہ و مناسبۃ الحروف آں الفاظ است مانند آنکھ تبق یرانکہ اصلش انکھڑی مادہ است با کھاں کہ اصل آں کھڑی باشد، و ورائے سماعت تصغیر ہم در ہندی دلالت بر تانیت نماید - و علامت تانیث و تصغیر در ہندی و یاء معروف بعد لفظ مذکر مثل پلنگ و پلنگڑی و لعل و لعلڑی و بقلت الف ہم بہ تغیر حرکات و حروف چنیں بود مثل جھبیا و گڑیا و ٹھلیا - چوں صیغۂ تصغیر در ہندی مذکر را مونث می گرد انند ورائے آن مذکر را ہندی یافتہ نمی شود

گاجر۔ گات بمعنی سینۂ زنان۔ گانٹھ۔ گت۔ گجگاہ فیل۔ گڈھیا بمعنی چھپرتراپ۔ گرد۔ گردن۔ گرہ۔ گڑگڑی۔ گزک۔ گفتگو۔ گفتار۔ گندمک۔ گوٹ۔ گود۔ گوپی گور۔ گوگرد۔ گولک باگاف و واو مجہول ولام مفتوح وکاف۔ گھاس۔ گھٹا بمعنی ابر۔ گمیند بمعنی گوے۔

## حرف لام

لاکھ۔ لاگ۔ لیگ۔ لت بمعنی عادت۔ لٹ بمعنی قدرے از موے سر غیر بافتہ۔ لٹیا۔ لڑ۔ لعن۔ لوٹ۔ لوٹ مار۔ لوح۔ لہر۔ لید۔ لیزم۔

## حرف میم

مال، چرخہ۔ مانگ۔ مبارک باد۔ مثل۔ مجلس۔ مچھیاہٹ۔ محرم کہ پارچۂ از انگیا باشد۔ محبت۔ محنت۔ مخمل۔ مدح۔ مد۔ مدد۔ مرقد (مشترک) مرگ۔ مری بمعنی وبا۔ مزار مشترک در مذکر و مؤنث۔ مسجد۔ مسرت۔ مسطر۔ مشق۔ مشک بالضم۔ مشک بالفتح بمعنی مشکیزہ۔ مصری۔ مصیبت۔ معاش۔ معجون۔ مقراض۔ مکو۔ ملک۔ ململ۔ منڈیر۔ منزل۔ منقی۔ مہندی بالکسر۔ موج۔ موچ۔ موچھ۔ مورچھیاں (در مغنیاں) موت مہار۔ مہر بالکسر بمعنی محبت۔ مہر بالضم بمعنی خاتم۔ مہنال۔ میخ۔ میل بالفتح بمعنے چرک۔ مینا۔ مینڈ۔

## حرف نون

ناف۔ ناک۔ ناؤ۔ نبات۔ نبض۔ نتھ۔ نذر۔ نرخ۔ نرد۔ نرگس۔ نشست۔ نشست در خاست۔ نصیحت۔ نظر۔ نقب۔ نکسک۔ نگاہ۔ نمش۔ نوبت۔ نوش دارو۔ نوک۔ نہایت۔ نہر۔ نیاز۔ نیت۔ نیم۔ نیند۔

## حرف واؤ

وبا۔ ورزش۔ وضع۔ وعظ مشترک در مؤنث و مذکر۔ وفا۔ وفات۔

سرود کنندہ و چکریا بمعنی چاکری پیشہ و لڑاک بمعنی جنگ کنندہ و مچکر بمعنی گردش کنندہ
این صیغہ اسم فاعل نمی تواند شد زیرا کہ بروزن اسم فاعل باب تفعیل بکسر کاف می آید
و مشہور بفتح کاف است و معنی مفعول دراں گنجایش ندارد و اگر باین معنی ہم درست آید
باز ہم قیاس ہندی بر عربی چہ ضرور۔ و کھلاڑ و کھلنڈرا ہر دو بمعنی بازی کنندہ
و نکیلا و رسیلا و رنگیلا و سجیلا و ہٹیلا و روبین و مرجھوڑا و چھلا و اچکا و غیرآن بیان
نکردن این صیغہا در صرف از سبب عدم جریان ہر صیغہ در لفظ دیگر است کہ بہر لفظ
جاری نمیتواں کرد و در صرف بیان قاعدۂ کلی مدنظر می باشد۔ مثل مرنے والا کہ
صیغۂ اسم فاعل است و در ہر لفظ جاری می تواں کرد مانند کہنے والا جانے والا و
آنے والا و اٹھنے والا و بیٹھنے والا و رونے والا و ہنسنے والا۔ بخلاف صیغہاے
مذکورہ ظاہر است کہ بر قیاس بھگوڑا و بھگو کہ بمعنی بھاگنے والا باشد ہنسو و ہنسوڑا
و پوچھو و پچھوڑا بمعنی خندندہ و پرسندہ صحت ندارد۔ و بھگیل و ہنسیل و پچھیل بقیاس
دبیل بمعنی بھاگنے والا و ہنسنے والا و پوچھنے والا درست نیاید۔ و بھاگک و ہنسک
و پوچھک دبک بقیاس گاہک صحیح نباشد۔ ہم چنیں حال دیگر الفاظ۔ مثال مفعول
ماری گئی آج لڑتی ہے درینجا فاعل بالاصالت ہماں اسم است زیرا کہ بھگوڑا
آیا ہے باین معنی است کہ زید کہ شیوہ اش گریختن است آمدہ است و مرنے والا بھی
پارسال کیا خوب اساوری گایا ہے" خبر میدہد از زنیکہ عمرو نام مطربے کہ امسال
سفر از دنیا کردہ است در سال گزشتہ اساوری را چہ خوب خواندہ بود و معنی
"ماری گئی آج لڑتی ہے" این است کہ کنیزے کہ پیش ازیں او را زدہ ایم
امروز می جنگد۔

و اسم مصدر و حاصل بالمصدر ہم داخل اسم جامد باشد، ازیں جہت کہ مشتق آنست
کہ از مصدر لیے بیروں آید و مصدر از مصدر بر نمی آید و اوزان مزید فیہ کہ از ثلاثی مجرد

الا در ڈ وم وڈ وم را بخلاف عربی که آنجا برای مذکر و مؤنث هر دو می آید ذکر آں
در صرف اُردو مناسب ندانستم ۔ و الفاظ مشترک مانند پیکان و جان و بال و
وعظ و دہی و اسپک و قرآن و سخن و قلم و اوج و بحر بمعنی کشتیها و گیہوں نیز بسیار
است ۔ و تحقیقش بریں نمط که پیکاں را مؤنث بقیاس بهال گفتن زبان عوام اُردو
است و فصحا پیوسته مذکر خوانند و وعظ را بشیتر فصیحاں مؤنث و چند نفر مذکر گویند
و دہی در پنجاب و پورب مونث و در شاہجہاں آباد اکثر مذکر و کمتر مؤنث است ۔ و
اسپک هم مثل پال غالب التذکیر بود ۔ و قرآن هم چنیں فرقهٔ بقیاس حمائل مونث دانند
و سخن نزد فصیحاں مذکر و نظر بمعنی بات نزد بعضی مؤنث ۔ و قلم بقلت مونث و بکثرت مذکر گفته
میشود ۔ و هم چنیں حال اوج و بحر که مستعمل اہل دہلی در پورب است در اصل لفظ اُردو
نیست بعضی مؤنث و بعضی مذکر گویند ۔ و گیہوں از بقالاں مونث بشیتر و مذکر کمتر و از
فصیحاں مذکر مسموع است ۔ و تانیثے سوای ایں تانیثها باشد که آنرا معنوی گویند
یعنی مذکرے مقابل آں نه بود ۔

و فاعل را اقسام بود یا اصل باشد و اصالت سوای اسم جامد در چیز دیگر یافته نمی شود
مانند زید آیا و جمله فعلیه باں تمام شود ۔ یا غیر اصل و آں اسم فاعل و صفت مشبه و
مبالغه و اسم مفعول باشد مثال آں پارسال مرنے والا ابھی کیا خوب اساوری گایا ہے
یعنی فلاں بمعنی که شما مردم میدانید و امسال قضا کرده است سال گذشته چه خوب
اساوری خوانده بود ۔ ایں مثال مثال اسم فاعل بود مثال صفت مشبه ہمارا مارا ہوا
ہم سے پھر کیا مقابله کرتا ہے یعنی فلاں کس که اورا بارہا زده ایم باز خواهد که با ما
در افتد ۔ یا بھگوڑا آیا ہے یا بھگو آیا ہے یعنی شخص که عادت او گریز است و شما از
حال او خبردار اید آمده است ۔ هم چنیں ہنسوڑ بمعنی صاحب خنده و رووڑ بمعنی گریه
کننده و ڈبیل بمعنی تابع و مرّیل بمعنی کسیکه اورا هر کس که خواهد میزند و گاہک بمعنی

زید پکاوے گا اور زید کہے گا متعدی۔
و چیزیست شبیہ بفاعل کہ آنرا مبتدا گویند و شبیہ بفعل و آنرا تعبیر بخبر کنند و مبتدا اکثر معرفہ
باشد و خبر بیشتر نکرہ و معرفہ چیز معین را گویند مانند زید و عمرو۔ و نکرہ غیر معین را مانند
آدمی و غیر آں مثال آں زید ہنسوڑ ہے زید مبتدا ہنسوڑ ہے خبر صحیح باشد و آدمی
ہنسوڑ ہے صحیح نبود چراکہ در آدمی معلوم نشد کہ کدام آدمی ہنسوڑ است جاے سوال
باقی ماند و کلام تمام نشد۔ و در مبتدا و خبر مانند فعل و فاعل تمام شدن سخن شرط است
و نیز باید دانست کہ خبر اکثر از مشتقات می باشد و کمتر از غیر مشتقات مانند علیؓ امام ما است
و آدم پدر ما است درینجا اختیار بدست گوینده است ہر کدام را کہ خواہد مبتدا سازد و
اگر امام ما علیؓ است گویند امام ما مبتدا شود و علی است خبر و ہم چنیں در پدر ما آدم ا
پدر ما مبتدا و آدم است خبر۔ و در ہندی امام ہمارا علیؓ ہے اور باپ ہمارا آدم ہے۔
و ناچار و بمقدور و بیکس و بے سامان و بے حیا و بے غیرت و ناآشنا ہم در کلم مشتقات
است زیراکہ معنی ناچار مجبور و بمقدور نادار معنی نادارندہ و معنی بیکس کس ندارندہ
و ناآشنا ناشناسندہ باشد و معنی بے سامان سامان ندارندہ و ہم چنیں بیحیا حیا نادارندہ
و بے غیرت غیرت نادارندہ۔ و نکرہ ہم ہرگاہ موصوف شود یا مخصص معرفہ می شود
مثل غلام نماز گزار بہ از مولاے بے نماز است۔ در ہندی نماز گزار غلام بے نماز میاں
سے بہتر ہے۔ غلام موصوف و نماز گزار صفت آں۔ یا کوئی شخص تجھ سے بہتر نہیں
کوئی شخص عام بود لفظ نہیں آنرا مخصص کرد یعنی ہر کہ در دنیا است از تو بہتر نیست
و معرفہ بر چند نوع است یکے علم مانند زید و عمرو و مثل آں۔ دیگر ضمیر مانند میں اور
ہم اور تُو اور تم اور وہ۔ میں مجبور ہوں، میں مبتدا مجبور ہوں خبر و ہم چنیں تو مجبور
ہے اور وہ مجبور ہے۔ دیگر مبہمات و آں دو قسم است۔ اسماء اشارہ مانند یہ بہت
قابل ہے یہ مبتدا است قابل خبر ہے و موصولات مثل جو اور جو کوئی اور جونسا او

ہم میرسد مخصوص بعربی است۔ مثال مصدر و حاصل بالمصدر گانا تمام ہُوا اور مری پڑی
ہے۔ بالجملہ فعل فاعل یا لازم بود یا متعدی، لازم آنکہ مفعول را نخواہد ہمیں ذکر فاعل
آں کافی است، چوں زید آیا اور زید گیا اور زید اُٹھا اور زید بیٹھا اور زید مُوا اور خوب مُوا
اور عمرو بولا اور بکر چونکا اور خالد بھاگا اور مینھ برسا اور فوج پہنچی اور تلوار ٹوٹی اور
کھپرل گری اور کنجڑن ہنسی اور کنجڑا رویا اور کپڑا پھٹا اور خربوزہ کٹا اور سیاہی کاغذ
سے پھوٹی اور کیاری بنی اور کونپل نکلی اور کاغذ بِکا اور کلی کھلی اور موم پگھلا۔ و
متعدی آنکہ مفعول را نیز خواہد و علامت آں بعد فاعل نون و یاء مجہول بود نزد بعضی
نون و یا و نونِ غنہ باشد لیکن بغیر نونِ آخر بہتر است مانند زید نے مارا عمرو کو اور بکر نے
کاٹا خربوزہ کو اور عمرو نے بیچا کاغذ کو، و در توڑا اور پھاڑا اور چیرا اور ٹیکا اور پچھاڑا
اور رکھا اور دیکھا اور کھایا اور چکھا اور پڑھا اور لکھا اور اُکھاڑا اور بویا اور پھینکا اور
جھاڑا اور چھانا اور پکایا اور پکارا اور ملایا اور بُلایا ہمہ افعال متعدی است۔ مارا زید
عمرو کو غلط۔ مارا زید نے عمرو کو صحیح باشد۔ توڑا زید ہانڈی کو غلط و توڑا زید نے ہانڈی کو
صحت دارد۔ اور ہم کہا اور تم کہا اور ہم کیا اور تم کیا اور ہم دیا اور تم دیا غلط اور
ہم نے کہا اور تم نے کہا اور ہم نے دیا اور تم نے دیا اصل اُردو۔ و در افعال لازم
نے غلط باشد زید آیا صحیح زید نے آیا غلط و زید مُوا صحیح و زید نے مُوا غلط اور میں کہا
بجائے میں نے کہا زبان بعضی نافصیحان اُردو است از قبیل پیرانِ کہن سال کہ
باشندگانِ شہرِ قدیم ہستند۔ و نے کہ دلالت بر فعل متعدی کند مخصوص بصیغۂ ماضی
و در جمیع افعال الا در لایا کہ بظاہر متعدی بود و در اصل لازم باشد مانند لایا زید عمرو کو
گویند کہ اصلش لے آیا زید عمرو کو باشد و در بولنا خلاف قیاس است۔ و صیغۂ حال
و مستقبل لازم و متعدی بیک صورت آید مثل زید جاتا ہے یا آتا ہے لازم اور زید
توڑتا ہے اور زید چھانتا ہے متعدی اور زید جاوے گا اور عمرو آوے گا لازم اور

دریکی از دو مفعول در فعلی کہ دو مفعول خواہد فصیح باشد بہ نسبت حذف آں بعد از مفعول واحد مثل زید نے گھوڑا دیا عمرو کو بہ از انست کہ گفتہ آید زید نے پہلو ان کشتی میں پچھاڑا یا زید نے عمرو مارا۔ واما مفعول مطلق آنست کہ بعد ہر فعل مصدر ہ آں ذکر کردہ آید و آں بر چند قسم بود یکے آنکہ مصدر ہماں فعل کہ مذکور شدہ بیاید دیگر مترادف مصدر آں مصدرے دیگر آید۔ دیگر آنکہ مضاف بسوے چیزے باشد تشبیہاً یعنی از روے تشبیہ۔ دیگر آنکہ دال بود بر تعدد فعل۔ دیگر آمدن مصدر بمعنی مامور ساختن کسی بفعلے کہ از آں مصدر بیروں آید مانند "گانا گایا" بے علامت مفعول بہ اور "گانے کو گایا" با علامت مفعول بہ۔ مثال اول بولا کی اور بولنے کو بکی مثال دوم۔ لیکن شاذ و نادر فصحا بکنا کیے اور بولنا بولی میگویند۔ اور آج میں بھی قاری صاحب کا بیٹھنا بیٹھا مثال سوم۔ و درینجا حذف علامت مفعول بہتر است قاری صاحب کے بیٹھنے کو بیٹھا پسندیدہ نباشد۔ اور بیٹھا میں دو بیٹھک یا تین بیٹھک حاصل بالمصدر ہم در کلم مصدر است یعنی بیٹھک بمعنی بیٹھنا دریں مقام در اردو رواج دارد مثال چہارم۔ اور میاں تسکر کچھ گانا یعنی میاں تسکر کچھ گانا گاؤ مثال پنجم۔ اما مفعول بہ اگر با علامت مذکور شود فعل ماضی آں دائم مذکر آید خواہ فاعل مذکر باشد خواہ مؤنث مثال آں زید نے سپاری کو کھایا اور بی بوّ نے الائچی کو چبایا۔ واگر علامت محذوف کنند آں وقت فعل تابع مفعول بہ باشد در مفعول بہ نظر باید کرد اگر مؤنث است فعل ماضی مونث خواہد بود واگر مذکر است مذکر خواہد بود خواہ فاعل مذکر باشد خواہ مؤنث مثال آں زید نے بیڑا کھایا اور زید نے برفی کھائی اور بی گناّ نے لڈو کھایا اور بی گناّ نے کالپی کی مصری کھائی۔ ہم چنیں رباب بجایا اور بین بجائی اور میر منّو نے پتنگ اڑایا اور تکل اڑائی اور بی فجّا نے پتنگ ہاتھ میں لیا اور تکل ہاتھ میں لی۔ واما مفعول لہ آں بود کہ دراں سبب واقع شدن

جو کچھ مثال آں جو ہمارا یار ہے وہ سب سے اچھا ہے یا جو کوئی ہمارا یار ہے وہ سب سے بہتر ہے یا جونسا ہمارا یار ہے وہ سب سے اچھا ہے یا جو کچھ تم کہو وہی ٹھیک ہے۔ وبعضی بجاے جو کچھ سو کچھ گویند وایں زبان کسانے باشد کہ درچل سالگی ہم جو یائے شفقت مادری از اناجان باشند مثال آں سو کچھ تم کہو وہی ٹھیک ہے۔ سو تم کہو مبتدا وہی ٹھیک ہے خبر۔ وبجاے وہی سوئی وسوہی نیز آید وبجاے جو کچھ جو ہم آید وصاحبان سو کچھ اینجا ہم سو گویند۔ مثال سو تم کہو وہی ٹھیک ہے۔ وہمیں صاحباں جونسا را کونسا وجہاں را کہاں وجب را کب گویند۔ مثال آں کونسا ہمارا یار ہی وہی سب سے اچھا ہے بجاے جونسا ہمارا یار ہے وہی سب سے اچھا ہے۔ مثال دیگر کب تم کہو تب ہم چلیں۔ مثال دیگر کہاں شرف جہاں کی مسجد ہی وہیں ہماری حویلی ہی یعنی جہاں شرف جہاں کی مسجد ہی وہیں ہماری حویلی ہی۔ جیسا را نیز کیسا گویند مثال آں، بڑے بل کو ایسا اُٹھا لیتے ہیں کیسے کوئی چوہے کی دُم پکڑ کے اُٹھا لیتا ہی۔ یعنی جیسے کوئی چوہے کی دُم پکڑ کے اُٹھا لیتا ہے۔

دیگر منادی مثل او بھائی او جلنے والے یا بھیا ہوت یا جانے والے ہوت۔

دیگر ہرچہ اضافت آں بایکی ازیہنا کردہ آید مانند غلام زید بہ از غلام عمرو است یا غلام من بہ از غلامِ تست بزبانِ اُردو زید کا غلام عمرو کے غلام سے بہتر ہے یا میرا غلام تیرے غلام سے بہتر ہے یا اس شخص کا بیٹا زید کے باپ سے بہتر ہے یا جو ہمارا یار ہے اُس کا غلام بھی سب سے بہتر ہے۔ وبجاے جو جو کوئی ہم آید اور جو کچھ تم نے فرمایا اُسکا لطف اور ہی کچھ ہے۔ وجو ہم بجاے جو کچھ آرند۔ اینجا بحث فاعل و مبتدا وخبر بانجام رسید اکنوں شروع کنیم بحث مفعول را و اقسامش در اُردو زیادہ از سہ نباشد مفعول مطلق و مفعول بہ ومفعول لہ۔ امامفعول بہ آنست کہ فعل بروواقع شود وعلامت مفعول بہ کاف وواو مجہول بود بعد ازاں ذکر کردہ آید مانند زید نے عمرو کو مارا ونفی علامت نیز۔ مثل زید نے پہلوان کشتی میں پچھاڑا یا زید نے عمرو کو مارا۔ لیکن حذف علامت

سوای تعلیم مروج نباشد زبانِ اُردو است۔ و فائدهٔ اضافت در معرفه تعریف است
یعنی نشان دادن چیزے کسی مانند اینکه غلام زید کا عمرو کے بیٹے سے بہتر ہے۔ درینعبارت
غلام زید مبتدا عمرو کے بیٹے سے بہتر ہے خبر باشد۔ و فائدهٔ آن در نکره تخصیص است
یعنی چیز عام را خاص کردن تا نزدیک معرفه رسد۔ مانند اینکه مرد کا غلام رنڈی کے
غلام سے بہتر ہے مرد کا غلام مبتدا رنڈی کے غلام سے بہتر ہے خبر۔ و فرق در تعریف
و تخصیص آن است که تعریف دلالت کند بذات معین مثل غلام زید کا معلوم شد
زید که اورا میدانیم غلام شخصی است یا از پسر عمرو است که اورا نیز میدانیم یا از زید شخصی معینی هست
غلام او از پسر شخصی که عمرو نام دارد بهتر است۔ و تخصیص دال بر ذات معین نمی شود
مثال آن مرد کا غلام یعنی هر مرد کا غلام [illegible] تمام گیرند چرا که درین عبارت که
مرد رنڈی پر بہر صورت میں غالب ہے ہر مرد و ہر رنڈی مراد است و اگر چنین نباشد
مرد که نکره است مبتدا چگونه می تواند شد۔ و کا که در اضافت علامت مذکر است در
چند جا با کاف و یای مجهول مبدل گردد و اعنی مضاف نیز یای مجهول شود و در چند عام
بخلاف کی که در آن تبدیل راه نیابد با کاف و یای معروف که علامت مؤنث در اضافت است
کے آنکه بعد مضاف نے آرند۔ دیگر سے یعنی از۔ دیگر میں یعنی در۔ دیگر پر یعنی بر۔
دیگر در حالت مفعول به شدن دیگر در حالت [illegible] شدن دو اضافت یعنی مضاف شدن
مضاف الیه بسوے چیزے دیگر۔ مثال اول زید کے بیٹے نے آج اپنے باپ پر تلوار کھینچی
مثال ثانی زید کے بیٹے سے خدا پناہ میں رکھے۔ مثال سوم زید کے بیٹے میں کیا
وصف ہے۔ مثال چہارم زید کے بیٹے پر کیوں بہتان باندھتی ہو۔ مثال پنجم زید
کے بیٹے کو چھوڑ دو۔ مثال ششم زید کے بیٹے کے گھر پر آگ لگی ہے۔ و اضافت
دو گونه بود معنوی و لفظی۔ معنوی آن باشد که مضاف و مضاف الیه خواه تعریف
خواه تخصیص یکی گشته لیاقت مبتدا شدن پیدا کند چون زید کا غلام و مرد کا غلام۔

فعل بر مفعول مذکور بود مثال تیرے بھلے کو میں کہتا ہوں یعنی تیرے بھلے کے واسطے
میں کہتا ہوں یعنی تو کہ مخاطب من شدۂ برائے خوبی تست ہر چہ میگویم۔ مثال دیگر
میں تیرے پڑھنے کو تجھے مارتا ہوں یعنی ترا کہ مضروب خود ساختہ ام برائے خواندن
تست۔ و در بعضی جا تحریص بر فعل بود چنانکہ گزشت و در بعضی جا بترک آں حکم
کردہ آید مثال تیرے بیجا پھرنے کو میں روکتا ہوں یعنی ہیچ تو از گردش بیجاے تو
میکنم بہتر این است کہ دست ازاں برداری۔
و مضاف در اُردو بعد مضاف الیہ مذکور کنند و بالعکس ہم صحت دارد لیکن فصیح زبانان
اول را اختیار نمودہ اند و علامت کہ در مذکر کاف و الف و در مؤنث کاف و یاء معروف
است بعد مضاف الیہ باشد در ہر دو صورت مثل زید کا بیٹا یا بیٹا زید کا اور زید کی بیٹی
یا بیٹی زید کی۔ مگر در ضمیر متکلم و حاضر اضافت محتاج بہ کا و کی نبود بلکہ در عوض کا و
کی را وری یا را و یاے معروف آید مانند میرا بیٹا اور میری بیٹی اور ہمارا بیٹا
اور ہماری بیٹی اور تیرا بیٹا اور تیری بیٹی اور تمھارا بیٹا اور تمھاری بیٹی۔ و میرا
را مرا بکسرۂ میم بغیر یا و ہم چنیں مری و تیرا را ترا بکسر تا فقط و ہمچنیں تری گفتن فصیح
می نماید۔ و در ضمیر غائب کا و کی باید آورد مثال اُسکا اور اُنکا اور اُنھوں کا
بیٹا اگرچہ اُنھوں کا زبان لاہور است لیکن در اُردو ہم مروج است و ہم چنیں
اُسکی بیٹی اور اُنکی بیٹی و اُنھوں کی ہم مثل انھوں کا در اُردو رائج لیکن زبان
اُردو نیست۔ و اُردو نبودن لفظ مراد ازاں است کہ در اُردو تراش نیافتہ باشد
بہ کمی و بیشی حروف و جاے دیگر ہم مروج باشد۔ و بعضی الفاظ در شہر و جاے دیگر
ہم مشترک باشند لیکن بہ ندرت مثل سورج و تارا و ساگ و پان و غیر آں۔ مختصر آنکہ
سوائے الفاظ مشترک کہ فصیحان و غیر فصیحان شہر و باشندگان جاے دیگر استعمال
نمایند ہر لفظی را کہ بدو صورت اہل شہر بہ تلفظ در آرند ازاں ہر دو لفظ لفظی کہ جاے دیگر

غلام نقشبند کا توران بہتر ہے۔ ظاہر است کہ متکلم اول در محلہ از محلہ ہاے دہلی خانہ داشتہ باشد و ہم چنیں حال مخاطب در لکھنؤ بایں کمتر مناسبتی کہ ہر دو را بایں دو شہر است خود ش مالک دہلی گردیدہ و مخاطب را مالک لکھنؤ قرار دادہ۔ نیز بہمیں نسبت نسبت آغا باقر با ایران و نسبت خواجہ غلام نقشبند با توران خیال باید کرد۔ یا اضافت مقابل یا نسبتی مانند خراسان کی تلوار بجاے شمشیر خراسانی یا حجاز کا بجاے حجازی یا دلی کا بجاے دہلوی حجاز کا بجاے حجاز کا رہنے والا و دلی کا بجاے دلی کا رہنے والا۔ و اضافت بطرز فارسی کہ بکسرہ مضاف باشد در دو لفظ ہندی یا یکی ہندی باشد و دیگر فارسی بزبان اُردو غلط بود مانند اوسِ برسات یا شبنمِ بھادوں یا اوس صبح۔

## دربیانِ حال

اگر کسی گوید کہ موافق قاعدۂ نحو ذکر حال و مستثنیٰ و تمیز بعد مفاعیل اولیٰ بود وجہ ایش اینست کہ در عربی ذکر آنہا در یک فصل از سبب منسوب شدن شان قرار پذیرفتہ در زبان اُردو کدام قاعدہ باعث بر ذکر شاں در یک مقام است۔ مختصر کہ حال لفظی بود دلالت کنندہ بر حالتِ فاعل یا مفعول بہ در وقتی و صاحب آں حالت ذو الحال در عربی بود در اُردو برا ے آں نامے مقرر نیست مثال فاعل آج زید حیران چلا جاتا تھا۔ یا عمرو روتا جاتا تھا یعنی زید راہ میرفت در حالتِ حیرانی یا عمرو راہ میرفت در حالتِ گریہ دریں جا زید کہ فاعل است ذو الحال است و حیران حال و در جملۂ ثانیہ عمرو ذو الحال و روتا حال۔ مثال مفعول بہ زید کو آج میں نے روتا دیکھا یا عمرو کو آج میں نے ہنستا دیکھا زید و عمرو ہر دو مفعول بہ و ذو الحال اند و فاعل ضمیر متکلم و روتا و ہنستا حال

دیگر اینکہ اضافت بعد اضافت درمعنوی گنجایش پذیر است مثال زید کے ماموں کے بھتیجے کے بھانجے کے سالے کا سالا بڑا حرامزادہ ہے۔ ولفظی آنکہ مضاف مضاف الیہ آں پیوستہ خبر باشد مانند زید صورت کا اچھا ہے اور عمرو اپنے کام کا پکا ہے اور بکر قول کا پورا ہے اور خالد بات کا سچا ہے وہم چنیں تلوار کا دھنی اور میداں کا مرد اور رن کا ساونت اور سبھا کا اِندرا ور رُوقت کا کنھیا اور لاڈ کا پلا اور مُنہ کا بھونڈا۔ ودرمضاف ومضاف الیہ چوں خواہند کہ دو لفظ را ایک لفظ ساختہ چیزے را بآں موسوم سازند علامتِ اضافت دور کردہ مضاف را بر مضاف الیہ مقدم سازند و علامت تانیث وتذکیرہم از مضاف گرفتہ بمضاف الیہ دہند مانند بڑمُنہا بمعنی خوک وبڑمُنہی مادۂ آں۔ وبھنڈ قدا بمعنی مرد سبز قدم وبھنڈ قدمی بمعنی زن سبز قدم وتھوڑجیا بمعنی شخص نامرد وتھوڑجئی بمعنی زن نامرد اصل بڑمُنہا مُنہ کا بڑا اور بڑمُنہی دراصل منہ کی بڑی بودہ است۔ دیگر الفاظ را ہم بریں قیاس باید کرد۔ خلاصہ اینکہ اضافت یا میانۂ دو چیز شبیہ بیکدیگر واقع شود چوں گل رخسارہ وسنبل زلف وخورشید دولت وستارۂ اقبال ومطلع جبیں وسرو قامت۔ ودرہندی تیرے اقبال کا ستارا چمکتا ہے یعنی اقبال تو چوں ستارہ درخشد۔ یا تیرے قد کا سرو بہت بلند ہے یعنی قدِ تو چوں سرو بلند است۔ یا درمیان دو چیز کہ یکے مادۂ دیگرے باشد مانند مٹی کا گھڑا اور لکڑی کا تخت ظاہر است کہ گل مادۂ سبو است وچوب مادۂ تخت۔ ہم چنیں چاندی کا گھڑا یا سونے کی چوکی۔ یا میانۂ مالک ومملوک مانند زید کا غلام یا عمرو کا گھوڑا یا درمحتاج ومحتاج الیہ مانند گھوڑے کا زین اور ہاتھی کی جھول۔ یا بالواسطہ میں کہ معنی دراست مثال آں باغ کی سیر کی یعنی باغ میں سیر کی۔ یا بادنیٰ علاقہ وآنرا درعربی اضافت بادنیٰ ملابست خوانند یعنی بکمتر مناسبتے مضاف ملک مضاف الیہ شود مثال ہماری دلّی تمہارے لکھنؤ سے بہتر ہے۔ یا آغا باقر کے ایران سے خواجہ

ہمارے گھر آئے سوائے مرزا مغل یا غیر از مرزا مغل یا بجز مرزا جعفر یا وہ بڑے مرزا عبداللہ یا تہیں تو مرزا ہا دی۔ مثال منقطع ساری برادری ہمارے گھر آئی الا موتی کتا۔ ظاہر است کہ سگ داخل برادری نمی تواند شد وغرض گوینده ازاں حصر جمیع اخوان است یعنی ہر قدر کہ برادراں داشتم ہمہ آمده بودند مگر کسی کہ نیامد موتی نام سگے است کہ با من مانوس و خواص آدم از و پیدا است تا شنوندگان دریابند کہ ایں شخص ہرگاہ سگ را دریں مقام فراموش نمی کند فراموش نمودن برادری از وچہ امکان دارد۔ لفظ کسیکہ برائے ذو العقول است برائے مراعات ذکر قوم و برادری است ہرچند دریں مقام بیجا بود۔

## ذکر منادی

حروف دال بر منادی چند است او و ارے وارے ہو ابے و اوبے و ہوت و اجی و اوجی و لے و اورے و اوری با یا معروف برائے مونث۔ بالجملہ اجی برائے معرفہ آید مثال اجی مرزا محمد علی صاحب یا اجی بی بنو۔ باقی ہمہ برائے نکره آید یا برائے معرفہ غیر معلوم۔ و معرفہ غیر معلوم عبارت از متصف بودن شخص بصفتی یا ممتاز شدن آن از دیگرے بہ نشانی قرار داده داده ایم۔ مثال نکره او میاں ارے آدمی اری لڑکی یا اورے چھوکرے یا ابے لڑکے ہوت یا اوجی میاں یا اوبے لونڈے برائے مذکر۔ او رنڈی واری رنڈی و اوری رنڈی و اے رنڈی و اجی بی صاحب برائے مونث۔ و در عالم تحقیر و تذلیل منادی یا وقت منادی ساختن کم قدری حروف مذکوره با معرفہ ہم استعمال پذیرد مثل اورے بیل و اے ارے بیل و رے بیل ہوت یا اوجی بی کلھو یا واو مجہول یائے چنبیلی یا اوری یا من برائے مؤنث۔ و ہم چنیں برائے مذکر ہم آید مثل او مٹروا۔ اورا ورے کلوا اورابے

# در ذکر تمیز

تمیز مراد از لفظی بود کہ رفع ابہام نماید مثال لیجا چار کوڑی پو سیرا، نہ پو سیری یا لیجا
آدھی کی پاؤ سیر۔ معلوم نشد کہ کدام چیز میفروشد ہنوز مبہم است تا وقتیکہ گاجریں
بگوید یا شاہ مرداں کی لالڑیاں رفع ابہام می شود۔ پس فروشندہ را ضرور است کہ
دو بار مبہم فروشد و یکبار تمیز را بر زبان آرد اگر دو بار لیجا کوڑی پو سیرا گوید یکبار باید
کہ ایں ہم بگوید لیجا چار کوڑی پو سیرا شاہ مرداں کی لالڑیاں یا گاجریں ہیں آدھی
کی پاؤ سیر و ہمچنیں پیسہ کے سولھاں گنڈے و نیز سولہ گنڈ ضعیف یعنی کوڑیاں۔
دیگر کوڑی کوڑی لیجا یعنی کھٹے کی پھانک۔ دیگر دمڑی کے دو لیجا یعنی تربوز کے
ٹکڑے۔ دیگر لیجا لب دریاؤ کی یعنی ککڑیاں لب دریاؤ کی باشباع اضافت و واو
بعد دریا غلط و بائے لب را چناں باضافت کسرہ دہد کہ بروزن بے معلوم شود۔ دیگر
کوڑی کوڑی لنگن منگن ممیز کوڑی کوڑی است۔ دیگر ڈھیلے ڈھیلے لگا دیا ہے یعنے
ڈھیر اردی کا ادھیلے ادھیلے غلط ڈھیلے ڈھیلے صحیح است۔ اگرچہ شرفا نیم فلوس
را ادھیلا گویند لیکن از زبان فروشندگاں ہمیں خوشنما تر است۔

# ذکر مستثنٰی

و آں متصل بود و منقطع متصل آنکہ در مستثنٰی منہ داخل باشد و منقطع آنکہ چنیں نہ بود۔ و مستثنٰی بمعنی
بعضے جدا شدہ از چیزے پس ہرچہ جدا شدہ باشد مستثنٰی گفتہ شود و ہرچہ ایں را ازاں
جدا ساز و مستثنٰی منہ باشد۔ مثال متصل ساری برادری کے لوگ ہمارے گھر آئے
الّا مرزا حیدر علی یا مگر مرزا حیدر علی۔ و الفاظ دال بہ استثنار سوائے الّا و مگر در اردو
سوا و غیر از و بجز و ورائے و نہیں تو باشد۔ مثال آں ساری برادری کے لوگ

وصمصام قلی وسلیمان بیگ گویند وبعضی واجب نشمارند بلکه سمو لقب مرزا لطف علی بیگ
نزد شاں مستبعد نباشد۔ واصل شمو شاہم قلی بیگ یا شمس الدین ذکر کنند۔ وبعضی میر
مرتضیٰ را میر شمو خوانند واصل گبو باکاف گلاب خاں واصل کبو کلب علیخاں دانند بعضی
میر علیم الدین میر عتیق اللہ را گبو وکبو شمارند واصل سلّو سلام اللہ وسلیم بیگ وسلامت علی
وسالم علی خوانند۔ وبعضی شیخ محمد حیات وغیر آں نشان دہند۔ واصل شبّن شہاب
شہاب الدین وشب برائی ثابت نمایند وبعضی میر مظفر را بمیر شبّن ملقب سازند۔ واصل
بھیکھا بھیکن خاں۔ وبعضی لقب قطب الدین خاں برائے درازی عمر دانند۔ واصل
حسّو حسن علی وبعضی ملقب باین لقب از جہت خندہ کردن بسیارش در صغر سن گمان
برند۔ وصاد وسین وحا وہا را در بعضی مقام نزد اہل اردو یک حقیقت است الّا
ریختہ گویاں بملاحظہ قافیہ تحقیق این معنی منظور دارند۔ وروشن الدولہ را روشن دولا
وکمال خاں را کملو وکرم علی را کرمو وکلب علی را کلبو وفضل علی را فضلو وفیض علی
را فیضو وقادر بخش را قدرو گفتن ترخیم خالی از نزاع بود۔ ونان بائی وعطار و
گندھی وکونجڑا وبساطی وحلوائی وحکاک وتنبولی ودھوبی وقصائی مثل اومیاں
نان بائی اور او کونجڑے ہمہ داخل صفات بود۔ وگھڑمنہا وگدھا واونٹ وگینڈا
وارنا وہرن وخانم صاحب وکتا وکپا ولکڑی وبڑمنہا وپکھا وج مانند اوگھڑمنہے
یا اوگدھے یا اواونٹ یا اوبڑمنہے ہمہ اسم زیبا بود کہ در ہندی پھبتی گویند۔ وتحقیر
در مذکر بیشتر بالف وکمتر بیا حاصل آید ودر مؤنث اکثر بیا واقل بالف مثل نورا وبھیکھا
وجھبا ورجبی وقطبی در مذکر ودر رحمانی ورجبی وقطبی وسبحانی وحفیظا وپریا ومٹھیا و
مدھیا ومنڈھیا وسڈھیا در مؤنث۔ وبعضی تحقیر رحمانی ورجبی وقطبی وسبحانی در مؤنث
قبول ندارند گویند کہ رجبی بیگم احتمال دیگر ندارد وہم چنیں حال دیگر الفاظ یعنی رجبی
از رجب النسا نہ گرفتہ اند مگر قطبی بہ قطب النسا تاویل می تواں کرد۔ ورحمانی را رحمن بخش

کھو اورا و بے شمشیر قلی ہوت اور او جی میاں نورا اورلے نورا اور اورے بختیار۔ مثال معرفۂ غیر معلوم او جانے والے یا او لال پگڑی والے یا اناکے لڑکے یا کلڑیوں والے ہوت یا اناجی ہوت یا اجی سرخ ڈوپٹہ والے ذرا ادھر تو دیکھو۔ صیغۂ اسم فاعل در جانے والے ودستارِ سرخ در لال پگڑی والے ہوت و ہوت والدیت دایۂ فروختن با دنجان اُتو کردہ یعنی خیار کہ در ہندی ککڑی خیار را میگویند نکرہ را بپایۂ عَلَمیت رسانیدہ وہم چنیں اناجی و دوپٹہ سرخ در ندلے مونث کار خود را کرد زیرا کہ لقب وصفت ہم زیبا و حاصل تحقیر۔ و ترخیم ہم بمنزلہ علم می باشد البتہ شخص را از دیگر شرکا ممتاز میگرداند مثل میاں بھجو و میاں کلو و میاں ہڑو و میاں فجو و میاں کمو و میاں جھبو و میاں نتھو میاں چھجو و میاں ممو و میاں شمو و میاں کبو و میاں گبو و میاں سلو، میاں شبن و میاں بھیکھا و میاں چھٹو و میاں مٹھو کہ اعلام اینہا در اصل چیزے دیگر باشد و شہرت باین القاب کردہ باشند۔ و تخلص شعرا نیز داخل ایں نوع باشد و کمتر کساں ازیں صنف خواہند بود کہ سوائے تخلص بنام شہرت دارند و نزد بعضی بھجو و مٹرو و چھبو و چھٹو و مٹھو داخل القاب است باقی ہمہ بترخیم حاصل شد۔ گویند کہ اصل کلو کالے خاں یا کلب علیخاں یا میر کلاں یا چیز دیگر است۔ و نزد بعضی رنگ سیاہ در صغر سن باعث شہرت شخص بایں نام شود و اکثر بامتحاں رسیدہ کہ میر کلو و مرزا کلو و شیخ کلو و کلو خاں در اصل میر زین العابدین و مرزا عنایت اللہ و شیخ احمد علی و شہاب الدین محمد خاں بودہ اند۔ دریں صورت ترخیم گنجایش ندارد یعنی لونِ ایشاں دال بریں لقب است۔ و ہم چنیں اصل فجو فضل علیخاں و فیض علی بعضی قبول ندارند گویند کہ گاہے اصل میر فجو میر غلام حیدر ہم ثبوت میرسد واجب نیست کہ فجو مرخم فضل علی و فیض علی در ہمہ جا باشد و اصل کمو کمال الدین و کرم علی و قمر الدین و نزد بعضی نام کمو مراد علی ہم باشد و اصل نتھو نتھے خاں نشان دہند۔ و بعضے سبب ایں لقب حلقۂ طلا را دانند کہ در بینیِ اطفال اندازند۔ و اصل سمو سلام اللہ و عبد الصمد

وتنوّ وچھنگا وجیون وشب براتی ومنگلی وعید وومضو وسدّو ونجوّ وپنوّ وبھچوّ وچھمو وپیازوونورًا وفتوّ لقب وترخیم فرزندان اردوداں باشد۔ وفخرو وفصلو وبھچوّ وجھبو وکھو وجھمو۔ وفتو وچھچو وجیون مشترک اند باقی مخصوص بدہلویاں۔ اگر دیگراں تقلید شاں کردہ فرزندان خود را با لقاب مخصوصہ شاں ملقب سازند گریز نیست۔ اما اعلام پنجابی پسران نور محمد وعبدالحفیظ محمد اعظم محمد حنیف عصمت اللہ نعمت اللہ فیض اللہ عبدالحق عبدالکریم محمد جمال وگاہے پیر محمد نور العین امانت اللہ قل احمد عبدالحکیم عبدالصمد عبدالاحد عبدالقادر محمد غوث غلام محی الدین نیاز محی الدین قل محمد محمد نظر محمد مظہر عبدالقدوس یونس محمد محمد افضل۔ اما اعلام پسران اہل پورب غلام قطب الدین علم الہدیٰ نور البقا نجدت ارتقا شیخ مزمل امام ترکیف میر طہٰ شیخ یٰسین غلام فاروق کرم صفی غلام سادات عبدالجامع عبدالواسع غلام ولایت وصف اللہ، من اللہ میر کریم قلی امانت حسین برکات اللہ ابن علی کرم الرحمن حمید اشرف مرید اشرف تمیم اللہ صبغت اللہ واحد علی ورد علی غلام مخدوم غلامِ زکریا غلام عثمان مولا بخش پیر بخش۔ ودر بعضی اسما اہل پنجاب شمول اہل پورب وعکس آں نیز مضائقہ ندارد۔ اعلام مخصوص با اہل توران بارانی بیگ ہانی بیگ جانی بیگ نوری بیگ تنگری قلی بیگ خواجہ خوانم قل خواجہ غلام نقشبند منڈا بیگ نیاز خواجہ نثار خواجہ نقشبند تنگری وردی بیگ میر جالش خواجہ فضائل میر بلاق لالا بیگ توتا بیگ پیرا بیگ بچاق بیگ توخمش خاں اتنکر بیگ تراب بیگ ابدال بیگ میر بدل میر ساقی اخز بیگ چاغز بیگ قرا خاں۔ یک دو نام کہ ازیں تا ہا جائے دیگر در فرقۂ دیگر مسموع می شود بہ تقلید اینہا باشد یا اصل مسمیٰ ازیں جماعت خواہد بود۔ ودریں صاحباں برادر را آکا و بزرگ را ایشاں ولی را حضرت ایشاں وہمچنیں وقت گفتگو مخاطب عالیقدر را حضرت گویند وپیش از شروع ہر کلام تقصیر بر زباں دارند مثل صاحبان سرنگ پٹن ومندراج۔ اعلام مخصوص با اہل ایران

تاویل کردن تکلف است و حفیظا را در اصل حفیظه نشان میدہند پس بہ قاعدۂ
تبدیل ہائے آخر کلمہ در ہندی بالف محقر باشد - و پیرا تحقیر پیربخش است و مٹھیا را
محقر مٹھو و مدھیا را محقر مادھو و منڈیا محقر منڈ و سڈھیا را محقر سڈھو صحیح دانند
و درین محقرہا تحقیر بہ یاے مستبر دانند و الا از کلو کلا محقر استعمال یافتہ کلیا و از سڈھو سڈھا
نہ سڈھیا - شاید نزد اہل تحقیق سڈھی اصل سدھیا باشد و منڈی اصل منڈیا باشد
و الف برائے فصاحت در آخر آن زیادہ بر مطلوب شمار می کردہ باشند - و ترخیم در
در کلو بواو معروف در ہندی اکثر از کل محمد یافتہ می شود و در لقب گلو و کلو و کلو باعتبار
رنگ سیاہ نیکوتر است - و علامت منادی گاہے محذوف نیز می شود و مثل مرزا
محمد علی ادھر آؤ اور دوائی خیرات بانٹ ستو - و لقب و ترخیم و علم در شاہجہان آباد
مخصوص بہ ہر فرقہ باشد اما نجو و بچو و گبو - و میان بیان و جھبو و سبن و ابو و پچھو و للو
و منو و مدرو و قدرو و عظمو و تمو و نصرو و گمو و حفظو و کلو و اچھن بیشتر لقب و ترخیم
کشمیریان بجائے شہر باشد - لیکن اچھن و بچو و جھبو و کلو و حفظو شاید کہ نام اطفال
غیر کشمیری ہم باشد - و امار لدو و جیون و سوندھا و کلو و بھاگو و تیتگا و للو و دوتی
و کرمو و رحمو و شنو و سمو و شمو و پتو و پتو و دھنا و تکرو و سوندھی و گاماں و جھنڈو
و بھلا و صلا و لدھا و ملو و جھلو و جیا و بولا و کھا و بھنگا و بھلو و رانجھا و شبو و تھو با اکثر
لقب و ترخیم اولاد پنجابیان باشد - و درین القاب و ترخیم جیون و کلو و حفظو و بولا
و جلو و گاماں و تکرو و دھنا جاے دگر ہم است و بمو و پیتو جاے دیگر نقل پنجابیان
بود زیرا کہ ہمو لقب باگڑی بچہ ہم شنیدہ می شود - و چھدی و منڈی و بچی و بھگی
و قدرت و نصرت و اطہر و اظہر و برکت و مہدن و وصفن و نکرتا و مہکا و الفت و بھگن
و چھگن لقب و ترخیم اولاد پوربیا باشد - و چنو و ننھو و نتھو و مکھو و گلو و کمو و فضلو و
فیضو و فخرو و الفو و عزو و حسو و مسلو و جما و خیرو و خیرا و چھپا و بندو و کلو بواو معروف

لفظی کہ سوائے ہندی نامی در فارسی نداشتہ باشد چون پھلکاری نادر و چمینٹ بڑہ دارد و چنیں لفظ در عطف و اضافت ہم حکم فارسی دارد۔ دیگر تکرار برائے تاکید خواہ بدو لفظ خواہ بہ یک لفظ خواہ باسم خواہ بفعل مانند کون آیا، جواب زید زید۔ مثال دیگر زید کیا آیا، جواب آیا آیا۔ یا در حالت سرور آیا، زید آیا زید۔ وبہت سی بہت سیاں در مونث وبہت سا وبہت سے بایائے مجہول در مذکر و اکٹھے و اکٹھا در مذکر و اکٹھی و اکٹھیاں در مونث نیز حکم تکرار دارد۔ و سارا و سارے و ساری و ساریاں نیز ازیں قبیل بود۔ مثال نورن خفا ہوئی بہت سی اور امیر بخش اور ظہورن اور حسینی آج ہم سے خفا ہوئیں بہت سی و بہت سیاں نیز صحت دارد لیکن نزد بیشے فصیحاں برائے مفرد و جمع ہماں یک لفظ بہت سی باشد مانند آج ہم سے بہت سی رنڈیاں خفا ہو گئیں۔ لیکن در مذکر مفرد و جمع باہم تفاوت آید مثال آں فلانا ہم سے آج بہت سا خفا ہوا۔ و عمرو اور زید اور بکر آج ہم سے بہت سے خفا ہوئے۔ و اکٹھا و اکٹھے بایائے مجہول ہر دو برائے مذکر مجموع درست است لیکن بایائے مجہول افصح باشد و اکٹھی بایائے معروف برائے مونث مجموع و اکٹھیاں نیز لیکن اول فصیح تر بود مثال کئی مرد اکٹھے ہوئے فصیح باشد اور کئی مرد اکٹھا ہوئے صحیح غیر فصیح۔ اور کئی رنڈیاں اکٹھی ہوئیں فصیح اور کئی رنڈیاں اکٹھیاں ہوئیں بر زبان بعضی کئی رنڈیاں اکٹھا ہوئیں ہر دو غیر فصیح باشد۔ و بعضی اکٹھا و اکٹھی برائے مفرد نیز تجویز نمایند و ایں عبارت شان مثبت ایں دعوے افتد کہ زید چیونٹوں کے ساتھ اکٹھا ہوا اور ہندہ سینگی والیوں کے ساتھ اکٹھی ہوئی۔ لیکن ایں عبارتہا گفتگوئے فصیحاں نباشد۔ اور زید پانی سے تر ہو گیا سارا اور عمرو تالاب میں ڈوب گیا سارا اور لوگ دریا میں ڈوب گئے سارے لیکن بیشتر دریا را درارد و دریاؤ استعمال میکنند و بغیر واو ہم از زبان بعضی صاحباں مسموع است۔ اور ہندہ پانی

جعفر قلی بیگ رضا قلی بیگ حسن قلی بیگ زین العابدین بیگ عسکری بیگ مہدی قلی
بیگ عباس قلی بیگ مرزائی بیگ آغائی بیگ مرزا محسن۔ ازیں نامہا مرزائی بیگ
و تورانی بیگ ہم شنیده می شود ساکنان جدّی بل اکثر فرزندانِ خود را بایں اسماء
موسوم سازند از طرف اہل ایران اجازت است۔ اعلام مخصوص به اولاد کشمیر
محمد اکبر محمد اکرم محمد ضیا محمد کاظم محمد عابد محمد باقر محمد صادق محمد جعفر محمد عسکری بخلاف محمد علی
و محمد حسین و محمد حسن و محمد رضا و محمد تقی و علی نقی که اینہا مشترک ہستند۔ دیگر محمد صابر و
محمد صبور و عبد الشکور و عبد الغفور اینجا بیشتر و جاے دیگر کمتر و محمد مقیم و محمد یحیی اگرچه فقره
دیگر باشند شاذ است سوائے محمد لیث و محمد صبور۔ اعلام دیگر که اول آنہا محمد است
مخصوص باہل خطہ ہستند جاے دیگر ہم رواج دارند لیکن جزو اول شان مرزا یا
میر است نه لفظ محمد مثل مرزا کاظم و مرزا جعفر و مرزا علی اکبر و آغا علی اکبر نام اہل
ایران بیشتر است محمد اکبر چرا که این نام خصوصیت بحضرت کشمیر دارد۔

و چیزے است از اسم که تابع اسم دیگر و مذکور بعد متبوع و ماقبل خود شده باشد
از انجمله یکی علم مشخص بود که بعد او صفات مذکور کنند پس آں اوصاف را بدل منه و
علم را بدل نامند۔ مثال آں آج ہمارے گھر داناؤں کا تاج سر اور فصیحوں کا سر آمد
میر محمد علی آویگا۔ داناؤں کا تاج سر حقیقت دل اور فصیحوں کا سر آمد صفت دوم
میں ہر دو مبدل منه باشد میر محمد علی علم و بدل بود۔ دیگر صفت که ہمیشه تابع موصوف
باشد یکی افراد و جمع و دیگر تانیث و تذکیر و فاعلیت و مفعولیت و تنقیر شان بحرف
باشد بڑی رنڈی و بڑا مرد اور بڑی رنڈیوں نے بڑی دھوم مچائی ہے اور بڑے
آدمیون نے شہر گھیر لیا ہے یا بڑی رنڈیوں کو شہر سے نکال دو اور بڑے آدمیوں
سے ڈریئے یا بڑی رنڈیوں سے ڈریئے یا بڑے آدمی سے ڈریئے یا بڑی رنڈی سے ڈریئے۔ مگر تا آخر موصوف
در ہندی جائز نبود که آن مخصوص زبان فارسی است چوں ویں بسیار و بھولی خوب۔ الا در آخر

آج ملاقات ہوئی یا تین کسبی اور چار نمانگیوں کو آج دیکھا۔ باقی قاعدۂ فاعل مذکر و مؤنث ومفعول با علامت و بے علامت بر ہمیں قاعدہ قیاس باید کرد۔ و در دو لفظ ہندی ویکی ہندی و دیگر فارسی و او عاطفۂ فارسی آوردن خوب نیست مثل جھاڑو و ٹوکرا یا جاروب و ٹوکرا۔

دیگر عطف بیاں و آں علم شے بعد چیزے باشد کہ مثل علم بود از قبیل کنیت غیرآں مثل ابو الحسن و ابو القاسم محمد در عربی و پدر مرزا محسن در فارسی اور مینڈو کا باپ نورخاں در ہندی۔ و فرق درمیان بدل و عطف بیاں بسیار نازک است زیرا کہ ہر دو یکے معلوم می شود مثلاً میں رستم کی ناک مروڑ ڈالنے والا حسن بیگ ہوں یا میں حسن بیگ کا بیٹا محمد بیگ ہوں عطف بیاں باشد۔ اور زید بھائی تیرا آیا، یا بھائی تیرا زید آیا یا تیرے بھائی زید نے عمرو کو مارا بدل بود۔ میانہ این عبارتہا بعد تامل باید دانست کہ تفاوت چیست۔ بالجملہ آنچہ اہل طریق بیان است بگمان راقم داعی این است کہ در عطف بیاں قید علمیت واجب باشد مثل ابو الحسن علی و در بدل چنیں نباشد چرا کہ تیرا بھائی زید آیا اور زید بھائی تیرا آیا ہر دو برابر است۔ در عبارت اول زید بدل و تیرا بھائی مبدل منہ بود و در عبارت دوم زید مبدل منہ و بھائی تیرا بدل باشد۔ لیکن ایں قدر تفاوت موجب تشفی طالب نمی شود چرا کہ دریں عبارت کہ میں رستم کی ناک مروڑنے والا حسن بیگ ہوں اگر حسن بیگ را کہ عطف بیاں افتادہ است بدل گویم نیز جا دارد۔

و علامت تمیز کتنا و کتنے و کے و کئی و عدد باشد و کتنی با یاء معروف مفرد مونث و جمع نیز کتنیاں نیز جمع آں بود۔ و کتنا بیشتر برائے سوال از بزرگی و خردی و ثقل و خفت چیز باشد مانند یہ ڈھیر کتنا ہے یا یہ ٹکڑا کتنا ہے و گاہے متضمن سوال نبود مثال تو بھی کتنا بیچا ہے۔ و کتنے با یاء مجہول بیشتر برائے سوال از عدد باشد مانند

سے تر ہوگئی ساری یا ہندہ دریا میں ڈوب گئی ساری یا رنڈیاں دریاؤں میں ڈوب گئیں
ساری یا ساریاں لیکن اول فصیح تر است۔
دیگر عطف و علامت آں اور بروزن جور باشد۔ و در بعضی مواقع واو در الف غائب
شود و فتحۂ الف بحال خود ماند و داخل نکردن ایں حرف در حروف اُردو از جہت
عدم ثبوت اصالت است زیرا کہ استعمال در بعضی احیان معتبر نباشد بلکہ در جمیع اوقات
بخلاف گھر و بھر و بندرابن و بنڈول وغیر آں کہ در جمیع احیان بدو حرف بمنزلۂ یکحرف
استعمال نمایند۔ مثال زید آیا اور عمرو بمعنی ہر دو آمدند و زید آیا و عمرو آیا ہم صحیح باشد
و اگر فاصلے از قبیل فعل یا اسم فاعل و نظائر آں درمیان معطوف و معطوف علیہ نباشد
در فعل صیغۂ جمع ضرور است مانند زید اور عمرو آئے اور نورن اور ظہورن آئیں یا آئیاں
و در زید آیا اور عمرو، عمرو معطوف است و زید معطوف علیہ ایں مثال فاعل بود
مثال مفعول زید اور عمرو کو دس اشرفیاں دو۔ یا زید اور عمرو کو دس اشرفیاں اور
دس روپئے دو۔ زید اور عمرو مفعول اول اور دس اشرفیاں اور دس روپے مفعول
ثانی۔ و در معطوف و معطوف علیہ فاعل فعل متبع معطوف باشد مثالش آن زید کے
دس روپے اور پانچ اشرفیاں جاتی رہیں یا پانچ اشرفیاں اور دس روپے جاتے
رہے اور پانچ رنڈیاں اور چار مرد آئے یا چار مرد اور پانچ رنڈیاں آئیں۔ مثال
متعلق بحرف درینجا جمع معطوف علیہ و برائے جمع معطوف آید تین خانگیاں اور دو کسبیوں
سے آج ملاقات ہوئی۔ و ایں قاعدہ در مفعول ہم جاری است مثال تین رنڈیاں
اور چار مردوں کو آج زید نے اشرفیاں دیں۔ و نزد بعضی موافقت شرط است مانند
تین خانگیوں اور چار کسبیوں سے آج ملاقات ہوئی لیکن عدم موافقت فصیح تر است
مثال مفعول تین خانگیوں اور چار کسبیوں کو آج دیکھا و ایں از اول نیکوتر بود۔
و در معطوف علیہ صیغۂ جمع را ذکر نکردن ہم جائز بود مانند تین خانگی چار کسبیوں سے

و تعلق با بعضی حروف یا مفرد چیزے بیحس و حرکت در وقت فاعل مفعول و مضاف
و متعلق با حرف شدن در فعل متعدی ہماں شرط کہ جمع مذکور شد۔ و مبتدا شدن
نیز در جمع ہمیں قاعدہ را میخواہد مثل پیڑا کہ چوں جمع آں را فاعل آرند الف با
یاء مجہول مبدل شود مانند پانچ پیڑے میرے ہاتھ سے گرے۔ و اگر مفعول
آرند و علامت مفعولیت ہم ذکر کردہ شود بجائے الف مفرد واو و نون جمع
آید مثال آں، آج سات پیڑوں کو میں نے کھایا و بغیر علامت در مفعول
ہم ہماں یاء مجہول بجائے الف کافی است مثال اینکہ چار پیڑے آج میں نے
کھائے۔ و در اضافت و تعلق حروف ہم واؤ و نون بجائے الف صحیح باشد
والاغلاط مثال پیڑوں کا مزا کچھ اور ہے اور پیڑوں سے ہرگز جلیبیاں بہتر نہیں
مثال مبتدا دو پیڑے ٹوکری میں اور ہیں یا تین پیڑے ٹوکری میں اور باقی ہیں
مثال مفرد۔ ہرگاہ آنرا فاعل فعل متعدی ساختہ نے را کہ علامت تعدیہ ست بعد
آں بلا فاصلہ آرند الف با یا مبدل گردد مثل ایک پیڑے نے میرا معدہ خراب
کیا۔ و در فعل لازم الف بحال خود ماند مثال آں، ایک پیڑا ٹوکری سے گر پڑا۔
و درحالت مفعولیت ہم یاء مجہول بجائے الف آید۔ مثال آں، ایک پیڑے کو
میں نہیں کھاتا چار یا پانچ ہوں تو کھاؤں۔ و اگر علامت مذکور نکنند الف بحال خود
ماند مانند اینکہ، ایک پیڑا میں نہیں کھاتا۔ مثال مضاف ایک پیڑے کا ٹکڑا میں
نہیں کھاتا۔ مثال متعلق با حرف ایک پیڑے سے اپنا پیٹ کب بھرتا ہے۔ دیگر
کا علامت اضافت است در مذکر بیان آں در بحث اضافت گزشت۔ دیگر
یا و نون غنہ و الف نون غنہ جمع کہ درحالت فاعل و مبتدا شدن دال بر فاعلیت
و مبتدا شدن باشد مانند گاجریں چلیں اور گاجریں ٹوکری میں ہیں اور مولیاں
بازار میں آئیں اور مولیاں کڑوی ہیں۔ در وقت مفعول و مضاف و متعلق شدن با حرف

کتنے آدمی تمھارے ساتھ گئے تھے وگاہے چنیں نہ بود مثال تم لوگ بھی کتنے بے مروت ہو۔ و بایک کس ہم درمقام تعظیم روا بود۔ وکے با کاف مفتوح ویا ہمیشہ برائے سوال بود مانند کئے آدمی تمھارے ساتھ گئے تھے۔ وکئی ہمیشہ مبرّا از سوال باشد مثال آں، کئی آدمی اُن کے ساتھ ساتھ پھرتے ہیں۔ ودر عدد واحد زن و مرد مساوی باشد مانند ایک رنڈی و ایک مرد و در زیادہ از اں برائے زن صیغۂ جمع درکار است و برائے مرد صیغۂ مفرد مانند دو رنڈیاں و دو مرد اور تین رنڈیاں اور تین مرد۔ و آنچہ بعضی گویند کہ مرد لفظ فارسی است واز جملۂ آں الفاظ است کہ مفرد و جمع آں یک حکم دارد مانند لڈو و ہاتھی و انار و سیب دریں صورت فرق در مرد و زن ہماں باقی ماند، والّا باید کہ ہر لفظے کہ بمعنی زن بیاید سوائے واحد، جمع آں مذکور کنند و بمعنی مرد بخلاف آں مفرد و چنیں نیست۔ زیرا کہ مرد وا ہم بمعنی مرد است و دو مرد واتین مرد وا گفتن درست نباشد بلکہ دو مرد و سے اور تین مردوے صحت دارد۔ جواب شاں بضعف این است کہ مراد از لفظ لفظے است کہ در مردان فصیح مروج باشد نہ آنکہ مخصوص بہ زناں۔ پس موافق قاعدۂ کہ ذکر کردہ آمد لفظ مرداں بمعنی زن در ہندی رنڈی و عورت و کسبی و قحابی و کنچنی و ڈومنی و رام جنی و نیک بخت وغیرآں باشد۔ و بمعنی مرد مرد و آدمی و شخص۔ و واؤ و نون غنہ بعد واؤ در آخر اعداد سوائے واحد برائے حصر آید مانند تینوں زید کو دیے یا چاروں تربوز عمرو نے کھائے۔ و در صدہا و ہزارہا واؤ و نون دلالت بر زیادت عدد نماید مثل سیکڑوں اشرفیاں عمرو کو بخشیں اور ہزاروں روپیے زید سے لیے و لک کرور و زیادہ ازاں نیز در حکم صد و ہزار باشد۔

و مُعرب آں بود کہ آخر آں متغیر شود از جہتے مانند جمع چیز ہائے بحیں و بحرکت بشرطیکہ حرف آخر شاں الف باشد در حالت فاعلیت و مفعولیت و اضافت و

یعنی ما قبل حروف محذوف باید کہ مبنی بر سکون بود۔ دیگر علام مرکب یعنی نامہائے
مرکب کہ آخر کلمۂ اول آنہا دائماً مبنی بر سکون باشد چوں احمد علی وحید علی و
محمد حسین و احمد حسین و محمد جعفر و مرتضی حسن۔ دیگر مبدل منہ مانند مرزا کلو بیگ و غیر آں
و میر منو و غیر آں و شیخ کلو و غیر آں مرزا و میر و شیخ و ہرچہ ازیں قبیل بود مانند امام در
امام جعفر صادق و دیگر ائمہ علیہم السلام و شاہ در شاہ کلو و دیگر فقرا و بابا در بابا فغانی
و دیگراں و لالا در لالا بہاری لعل و غیر آں و مسر در مسر کرپا رام و غیر آں و پنڈت در
پنڈت منسا رام و غیر آں و بکا در بکا کا سندر داس و غیر آں و نواب در نواب
نظام الملک و غیر آں ہمہ مبنی بر سکون در آخر بود۔ دریں صورت خواندن نقش بند
بہمزۂ مکسور و مرزائے کلو بیگ بکسرۂ یا و میرِ منو بکسرۂ را و شیخ کلو بکسرۂ خا و امام جعفر
بکسرۂ میم و شاہ کلو بکسرۂ ہا و بابائے فغانی بیائے مکسور غلط محض باشد۔ ہمچنیں حال
الفاظ باقی۔ بالجملہ مبنی را نحویاں ہشت قسم شمردہ اند۔ از انجملہ یکے مرکب است کہ امثلۂ
آں ذکر کردہ شد۔

دیگر مضمرات یعنی ضمیرہا۔ و آں در عربی ہفتاد و در ہندی سی و پنج بود۔ پنج منفصل
برائے فاعل آید وہ یا وے برائے مفرد مذکر غائب و مونث آں و تثنیہ و جمع ہر دو و نیز
نزد بعضے وے برائے تثنیہ و جمع ہر دو بیائے مجہول باشد۔ اما فصحا ایں قول را قبول
ندارند و زبانِ مُلّا ہامبے کہتی پندارند۔ و برائے حاضر مذکر مفرد و مونث آں۔ تُو۔ افصح
و زبان قدیمانِ اردو تیں بود۔ و تم برائے تثنیہ و جمع و ہر دو۔ و برائے متکلم مفرد و
مذکر و مونث میں۔ و برائے تثنیہ و جمع ہر دو ہم۔ و شش دیگر منفصل برائے مفعول
تجھے میں ماروں گا برائے مفرد و مذکر و مونث حاضر۔ تمھیں میں ماروں گا برائے
تثنیہ و جمع ہر دو۔ مجھے تو مارے گا برائے متکلم مفرد مذکر و مونث۔ ہمیں تو مارے گا
برائے تثنیہ و جمع ہر دو۔ اُسے تو مارے گا برائے مفرد غائب مذکر باشد یا مونث۔

الف ونون ویا و نون باعلامت مفعول واو و نون مستعمل گردد چوں گاجروں
کو مول لاؤ اور مولیوں کو بیچڈالو۔ و بے علامت مفعول بحال خود مانند مثالِ آں
گاجریں مول لاؤ اور مولیاں بیچڈالو۔ و دو حال دیگر ہمیشہ واو و نون مذکور شود
مانند گاجروں کا مول اور مولیوں کا مزا اور گاجروں سے پیٹ دُکھتا ہے اور
مولیوں سے طبیعت سیر ہوگئی۔ دیگر مضاف ایں ہم چوں چیز مفرد بعینہٖ حرکت باشد
مثال زید کا بیٹا گھوڑے سے گر پڑا ایں فعل لازم بود درینجا ہیچ عمل نکرد۔ مثال
فعل متعدی زید کے بیٹے نے آج گھوڑا دوڑایا اور زید کے بیٹے نے عمرو کے بھانجے
کو مار ڈالا اور زید کے بیٹے سے مجھے نفرت ہے۔ و بحذف علامت مفعول درحالت
مفعولیت متغیر نشود مثال، زید نے عمرو کا بیٹا مار ڈالا۔
و مبنی آنست کہ اصلا دراں تغیر راہ نیابد مانندِ فکِ کسرہ در مضاف و مضاف الیہ
فارسی در وقت مضاف شدن مضاف الیہ بزبان اُردو مثل ہندوستان کا
والی اور زید کا غلام کہ قلبِ آں غلام زید کا اور والی ہندوستان کا باشد کسرۂ
آخر غلام و والی بایں خیال کہ در اصل غلام زید و والی ہندوستان بکسرۂ میم و یا
بودہ اند غلط است۔ دیگر تقدیم صفت بر موصوف مانند بُرا آدمی اور بھلا آدمی
کہ الف آں درحالتِ مفعولیت و جمع و غیر آں یاءِ مجہول گردد یا واوِ مثالِ آں
بُرے آدمیوں سے خدا پناہ میں رکھے اور بُرے آدمیوں کو خدا غارت کرے
یا بُرے آدمیوں نے گھر خراب کیے ہیں یا بزدل سے ڈریے یا بُرے سب زمانے
میں کامیاب ہوتے ہیں یا کامیاب ہیں۔ غرض ما از عدم تغیر عدم تقدم موصوف
بر صفت است۔ دیگر الفاظیکہ جمع و مفردِ آں یکی باشد چوں لڈو و کدو و شلغم و ہاتھی
و غیر آں۔ دیگر حاصل بالمصدرے کہ بہ پن سازند چوں شُہدپن و لڑکپن و دیوانپن
و بچپن کہ اصل آں شُہدا پن و لڑکا پن و دیوانہ پن یا دیوانا پن و بچہ پن یا بچا پن باشد

باوجود تبدیلِ الف بایاءِ مجہول ومعروف داخلِ ضمیرہاے اضافت بود. مثال
تیرے واسطے اور تیرے لیے بایاءِ مجہول اور تیری خاطر بایاءِ معروف و تمھارے
واسطے اور تمھارے لیے بایاءِ مجہول اور تمھاری خاطر بایاءِ معروف اور اُسکے
واسطے اور اُسکے لیے بایاءِ مجہول اور اُسکی خاطر بایاءِ معروف و اُنکے واسطے اور
اُنکے لیے بایاءِ مجہول و اُنکی خاطر بایاءِ معروف اور میرے واسطے اور میرے لیے
بایاءِ مجہول اور میری خاطر بایاءِ معروف اور ہمارے واسطے اور ہمارے لیے بایاءِ
مجہول اور ہماری خاطر بایاءِ معروف۔ و اُنھوں کے واسطے بجاے اُنکے واسطے
و ہمچنیں اُنھوں کے لیے اور اُنھوں کی خاطر نیز زبانِ غیر فصیحانِ اُردو باشد و
اگنے بمعنی نزدیک ہم مثل واسطے و لیے در عمل باشد امّا نیست کنے بایاءِ مجہول در
ضمیر کلم۔ و واسطے و لیے در اُردو و فارسی مضاف شمردہ شود و در عربی حروف جر
کنندۂ لفظ باشد۔ و اُنھیں سے در اصل اُن ہی سے باشد لیکن حالا استعمالِ نقل
نیکوتر از اصل باشد۔ و میرا و تیرا کہ میرے و تیرے شدہ است داخل متغیرات نمی
تواند شد زیرا کہ متغیر آں باشد کہ از سبب مغیرے تغیرے دراں راہ یافتہ شود و ایں
از روزِ اول چنیں مقرر گشتہ ہیچ چیز دراں موثر نیست مانند لفظ کہ پیڑا را پیڑے می سازد
در حالت مفرد بودن نہ جمع مثل ایک پیڑے نے میرا معدہ خراب کیا ہے۔ یا آنکہ
در حالت مفعولیت بعد مفعول می آید مثال آں میں ایک پیڑے کو بھی کھا نہیں سکتا
ہوں۔ یا سے بمعنی از مثالِ آں ایک پیڑے سے ہمارا پیٹ کب بھرتا ہے۔ یا کا
کہ براے اضافت است مثال آں ایک پیڑے کا بھی بچانا تو مجھے دوبھر ہے۔
دیگر اسماءِ اشارہ، وآں براے مبتدا اگر جمع نباشد (یہ) و (ویے) مقرر است براے
جمع یہ لوگ ویے لوگ۔ مثال آں یہ بُرا ہے یا اچھا ہے براے مفرد مذکر۔ یہ بُری ہے
یا اچھی ہے براے مفرد مؤنث۔ مثال جمع مذکر یہ لوگ سب اچھے ہیں۔ براے

اُنھیں تو مارے گا تثنیہ و جمع و ہر دو۔ و شش متصل برائے فاعل باشد مانند کیا
اُس نے اور اُنے با نون مشدد نیز صحیح باشد این مثال مفرد مذکر و مؤنث غائب
است۔ اور کیا اُنھوں نے جمع و تثنیہ و ہر دو۔ اور کیا تُونے اور کیا تم نے، اوّل
برائے مفرد مذکر و مؤنث حاضر و دوم برائے تثنیہ و جمع ہر دو۔ اور کیا میں نے
اور کیا ہم نے اور میں کیا یا کیا میں بجائے میں نے کیا اور کیا میں نے لفظ غیر فصیحان
شہر باشد، اوّل برائے مفرد متکلم مذکر و مؤنث دوم برائے تثنیہ و جمع ہر دو۔ و شش
دیگر متصل برائے مفعول آید و این ہمان شش ضمیر است کہ منفصل برائے مفعول آید
و مجھکو بجائے مجھے و ہمکو بجائے ہمیں و اُسکو بجائے اُسے و اُنکو بجائے اُنھیں و
تجھکو بجائے تجھے و تمکو بجائے تمھیں نیز روا باشد۔ و بمنزلہ مارا مجھے اور مارا ہمیں
اور مارا اُسے اور مارا اُنھیں اور مارا تجھے اور مارا تمھیں۔ و شش دیگر متصل متعلق حرف
باشد مانند اُس سے برائے مفرد غائب مذکر و مؤنث اور اُن سے جمع و تثنیہ آن تجھسے
اور تم سے اول برائے مفرد حاضر مذکر و مؤنث و دوم برائے تثنیہ و جمع ہر دو۔ اور
مجھ سے اور ہم سے اول مفرد متکلم مذکر و مؤنث، دوم برائے تثنیہ و جمع ہر دو۔ و شش
دیگر از متصل برائے اضافت آید مانند غلام میرا برائے مفرد متکلم مذکر و مؤنث۔ اور غلام
ہمارا برائے تثنیہ و جمع ہر دو۔ اور غلام تیرا اور غلام تمھارا اور غلام اُس کا اور غلام
اُنکا۔ مجموع ضمیرہا نزد فصیحان بحساب سی و پنج باشد و نزد غیر فصیحان سی و شش۔
چرا کہ این جماعت برائے فاعل ضمیر منفصل غائب در مثنی و مجموع وے بکسر واو و
یاء مجہول ثابت کنند و بحساب دیگر سی و سہ نزد غیر فصیحان و بست و نہ پیش فصیحان در
صورتیکہ ضمیر متصل مفعول را در شمار نیارند و ہمان ضمیر منفصل مفعول را کافی دانند۔
و تین داخل حساب نمی تواند شد، بدو جہت یکی اینکہ زبان فصیحان نیست دیگر از
برائے اینکہ دو لفظ مترادف حکم یک لفظ دارند۔ و ضمائر باواسطے و لیے و خاطر

برائے ذوی العقول موضوع است، بر غیر ذوی العقول اطلاق آں روا نبود۔ و
بجائے جس، جس کسی ہم صحت دارد، مثال آں ہم قائل اُس رئیس کے ہیں جونسا
رعیت پرور ہے اور ہم قائل اُس سردار کے ہیں جو رعیت پرور ہے۔ ایں مثال برائے
مفرد مذکر مبتدا است۔ مثال مؤنث مفرد مبتدا، ہم قائل اُس بیوی کے ہیں جونسی
مفلس شوہر کی چاہنے والی ہے اور ہم قائل اُس بیوی کے ہیں جو مفلوک شوہر
کی چاہنے والی ہے۔ مثال جمع مذکر مبتدا ہم قائل اُن لوگوں کے ہیں جونسے مفلس
آشنا پر فدا ہیں یا جو مفلس آشنا پر فدا ہیں۔ مثال جمع مؤنث مبتدا ہیں قائل اُن
بیویوں کا ہوں جونسی یا جونسیاں یا جو اپنی فقیر شوہر کی بادشاہ سے زیادہ چاہنے
والی ہوں۔ مثال برائے مؤنث فاعل فعل لازم نہ متعدی، زیرا کہ فعل لازم بمنزلۂ
خبر است مانند اینکہ میں قائل اُس رنڈی کا ہوں جو کل فیض آباد سے آئی ہے
یا دلّی کو گئی ہے۔ مثال مذکر، میں قائل اُس گوّیے کا ہوں جو کل قدم شریف
میں آیا تھا۔ اگر کسی گوید کہ حصر ایں خصوصیت در فعل لازم چہ ضرور فعل متعدی
ہم بمنزلۂ خبر میتواں شد مثال آں میں قائل اُس کلاونت کا ہوں جو مظفر خاں کے
سامنے بیٹھا کل گاتا تھا دھرپت کو، جوابش این است کہ عمل فعل متعدی در صیغۂ
ماضی کہ مثال مارا و لایا باشد قوی تر است ازاں صیغۂ ماضی کہ از قبیل لاتا تھا یا لاتا
باشد و حال و مستقبل خود داخل حساب نیست چنانچہ تحقیق آں در جزیرۂ صرف گذشت
و مراد ما نیز از فعل متعدی صیغۂ ماضی بانے باشد۔ بالجملہ جسنے برائے فاعل مذکر و مؤنث
مفرد است و جننے ہم بجائے جسنے صحیح باشد و جنھوں نے برائے تثنیہ و جمع آید مثالِ
مذکر، قربان اُن دوستوں کے ہوجیے جنھوں نے دوستوں کے واسطے جان دی ہو
مثال مؤنث نیز ہمیں است۔ و جسکو و جنکو برائے مفعولیت خواہ مذکر باشد خواہ مؤنث،
اول برائے مفرد دوم برائے تثنیہ و جمع۔ مثال آں، آج خلعت دیا جناب عالی نے

جمع مونث ہماں مفرد باشد مثل یہ سب اچھے ہیں۔ و برای فاعل فعل لازم نیز (یہ)
و (یے) و یہ لوگ وہ لوگ مثال آں یہ موا یا یے جیا یا یہ موئی یا یے اچھی ہوئی
و یہ لوگ سب مر گئے اور یہ سب مر گئیں۔ مثال جمع برای مؤنث
ہم مفرد مقرر است و گاہے یہ ہم بجاے یہ لوگ آیند مانند یہ سب مر گئے۔ و برای
فاعل متعدی و چیز متعلق با حرف اگر مفرد است اُس موضوع است و ہمچنیں برای
مفعول ہم اُس۔ مثال فاعل اُس نے مجھے بہت ستایا۔ مثال مفعول اور اُسکو
میں بہت چاہتا ہوں۔ مثال متعلق با حرف اور اُس سے مجھے کچھ غرض نہیں و اگر
جمع است برای فاعل اُنھوں نے و برای مفعول اُنھوں کو و اُنکو و ایں افصح بود
ازاں۔ و اُنھوں سے و اُن سے برای متعلق با حرف و اُن سے فصیح تر از اُنھوں
سے باشد۔ مثال آں اُنھوں نے ہمیں بہت عاجز کیا ہے اور اُنکو خوب سا میں بھی
خراب کروں گا۔ اور اُن سے خدا پناہ میں رکھے و اُس کہ در میان فاعل
مفرد مذکور باشد در روزمرہ فصیحاں با اُنے مبدل شود۔ و در سطور اخیرہ کہ ہمی
برای افادہ فاعل و مفعول و متعلق با حرف بود مونث و مذکر یک حکم دارد۔

دیگر موصولات و آں جزوے بود از جملہ منزلہ مبتدا و مبتدا از آنکہ مبتدا جزو اصلی بود
و موصول جزو غیر اصلی راجع بجانب جزو اصلی و آں برای مذکر مفرد جونسا و جو و
برای جمع مذکر جونسے و جو و برای مفرد مونث جونسی (زیاے معروف) و جو و جمع آں
جونسیاں و جو و فصیحاں در جمع ہم جونسی آرند و جونسیاں از استعمال فصیحان محتاط
بیرون است بلکہ بجاے آں جو بر زباں دارند لیکن غلط اردو نیست و جسنے
و جسنے اور جنھوں نے اور جسکو اور جنکو و جس سے اور جن سے مذکر و مونث اینجا
ہم یکساں است۔ و بعضی زناں و زن سیرتاں ہمہ جا بجاے جیم کاف آرند و ایں
صحت ندارد گو آں جاے جمع داخل در اہل اردو باشند۔ و ایں ہمہ کہ گفتہ شد

واگر در فعل ضمیرِ مؤنث آوردن ضرور افتد در مؤنث تصریحِ اسمِ مؤنث بعد جو کوئی وجو باید کرد لیکن جو از جو کوئی بہتر باشد۔ مثال، جو عورت ہمیں چاہے گی ہم بھی اسے چاہیں گے اور جو ہمیں چاہے گی ہم بھی اسے چاہیں گے از بلاغت دور است۔ و در جمع جو عورتیں باید گفت ایں ہم برائے ذوی العقول است۔ و در ہم مفعولیت و تعلق با حرف جس و جس کسی اینجا ہم مناسب است مثال مفعول مفرد مذکر بود خواہ مؤنث جسکو ہم کچھ بیجا کہیں گے وہ بھی ہمیں کہے گا یا جس کسی کو ہم کچھ بیجا کہیں گے وہ بھی ہمیں بیجا کہے گا۔ مثال مفرد متعلق با حرف خواہ مذکر خواہ مؤنث جس سے یا جس کسی سے ہم بیزار ہیں وہ بھی ہم سے بیزار ہے۔ مثال مفعول جمع مذکر بود یا مؤنث، جنھوں کو ہم ذلیل جانیں گے وہ بھی ہمیں ذلیل جانیں گے اور جن لوگوں کو اور جن صاحبوں کو ہم بجائے جنھوں کو درست باشد۔ مثال متعلق با حرف جمع مذکر باشد یا مؤنث، جنھوں سے ہم الفت رکھتے ہیں وہ بھی ہم سے الفت رکھتے ہیں و بعضی دریں چند لفظ ہ را حذف نمایند یعنی جنوں و انوں و جنیں و انیں ہیں و تمارا و ہات و سات و ہونٹ۔ لیکن چار لفظ اول را اینجا بیان نشان دہند و پنج لفظ آخر را از ذو خاص پندارند و بعضی شعرا نیز پیروی شان اختیار کردہ اند و بعضی انھوں را نیز داخل ایں الفاظ کردہ اند۔ چند کس را اسلم دانند چند کس حذف کنند و سبھوں ہم مثل انھوں خواہ با ہا خواہ بغیر ہا۔ و بغیر ہا اگرچہ در اہل اردو نزد بعضی درست نہ بود لیکن از انھوں افصح و دلچسپ باشد۔ و در عربی مقابل ایں الفاظ در جمیع حالات مَنْ موصولہ بود و فرق در اَلَّذِی و مَنْ آنست کہ اَلَّذِی موصوفے ماقبل خود میخواہد بخلاف مَنْ کہ خود موصوف با ما بعد گردیدہ مبتدا می شود۔ و زنانخی و دوگانا جان را دریں مقام از تبدیل جیم در جو کوئی وجو با سین گریز نباشد مثال، سو کوئی چاہے ہمر کہہ لے ہم کچھ کہتے نہر، یا سو بات تم نے کہی سو ہم نے

جس کو کل میاں آفریں اور میاں تحسین حضور میں لائے تھے اور آج میاں تحسین اور میاں
آفریں حضور میں لائے اُن دونوں غریبوں کو کہ جنکو پرسوں جناب عالی نے برج پر
سے دیکھ کر فرمایا تھا کہ یہ دو شخص نئے اس شہر میں نظر آئے ہیں۔ مثال مؤنث آج دس
ہزار روپئے کا جواہر حضور سے اُس رنڈی کو ملا جس کو پرسوں سونے کے کڑے عنایت
ہوے تھے اور آج حکم حضور سے میر منیڈھا کو یوں پہنچا کہ چار گھڑی دن رہے اُن
رنڈیوں کو لیکر آؤ جنکو وارث علی مراد آباد سے ساتھ لے کر آیا تھا۔ و جسے و جنسے
متعلق با حروف بود، مذکر و مؤنث اینجا ہم برابر است، مثال مفرد مؤنث، وہ رنڈی
آج حضور میں خوب گائی جس سے پرسوں کلّو خوب لڑی تھی۔ مثال جمع مؤنث
دو رنڈیاں آج حضور میں میر منیڈھا کی نالش لائی تھیں جن سے قلندر و منیا کو لاگ ہے
مثال مفرد مذکر آج وہ گویّا حضور میں آیا ہے جس سے تنکر لکھن ہمیشہ سر حساب تھے۔ جمع
مذکر، آج دو گویّے حضور میں حاضر ہیں کہ جن سے میر بولا قوال کے بیٹے دلّی میں
کبھی مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔ در ہمیں مقامہا یعنی فاعل و مفعول و متعلق با حرف بجاے
جس جس کسی درست آید و جن کنھی با ہا در نون غائب شدہ و یاء معروف ہم بجاے
جس کسی می آید لیکن منحصر در فاعل بود۔ مثال آن جن کنھی نے ہمیں دو روپے دیے
ہمنے اُسے دس روپے دیے و زبان فصیحان اُردو نیز ہمینا شد۔ الفاظ مذکورہ در اُردو
مقابل الذی و التی و اللذان و الذین و اللتان و اللتین و اللاتی
در عربی است۔ دیگر جو کوئی و جو صاحب جو لوگ ایں برائے فاعل آید۔ بہتر انیست
کہ در فعل ضمیر مذکر باشد در حالت تذکیر و تانیث و مفرد و جمع، مثال مفرد، جو کوئی ہمارے
پاس آوے گا ہم بھی اُسکے پاس جائیں گے خواہ چنگیز خاں خواہ ننّو ڈومنی ہو۔ اور
جو ہمارے پاس آوے گا نیز چنیں باشد۔ اور جو لوگ یا جو صاحب ہمارے پاس بیٹھیں گے ہم
بھی اُنکے پاس بیٹھیں گے خواہ ہفت ہزاری امرا و رساہوکار ہو خواہ مُنّا اور مہتاب

گویند از بیٹا بیٹا شوخی مکن محذوف است یا دراں مقدر است۔ ہمچنیں در بھائی میرا کارِ
خود بکن مقدر یا محذوف از آں باشد و در ہائیں زود شوید مقدر یا محذوف از آں و اسماء
افعال مثل ہائے از زبان مرد باشد و اوہ از زبان زن باشد بمعنی باش ایں اختلاط
مکن۔ و مانند آیں وہیں خواہ مرد گوید خواہ زن بمعنی خاموش شو ایں چہ اختلاط است
یا بس کن ایں چہ حرکت است۔ و بھلا بمعنی خواہم فہمید۔ و بہت خوب ہم ہمیں معنی
و کہاں بمعنی اینجا میا۔ و ہوں نیز بمعنی خاموش شو۔

دیگر اصوات مانند قو برائے بودنہ تا از بیخبری بیروں آید۔ و کوے کی جو رو برائے
گویا کردن کوئل ایں صدا ہائے اطفال برائے آگاہ کردن کوئل است۔ و
ایں ایں صدا ہائے اطفال برائے آگاہ کردن پدر و مادر از حال خود۔ و میل میل
و بری بری و دھت دھت کہ صدائے فیلباناں باشد از ہمیں قبیل است۔

دیگر ظروف و آں عبارت از لفظی است کہ دراں گنجایش چیزے باشد۔ و از ظروف
آنچہ مبنی است چند لفظ بود یکی از انہا آگے بود دیگر پیچھے مثال آں میں نے آگے ہی
کہدیا تھا یا میں نے اس بات کے آگے یا اس بات سے آگے کہ دیا تھا۔ میں نے
پیچھے سمجھا یعنی اس بات کے پیچھے سمجھا یا اس بات سے پیچھے سمجھا۔ آگے و پیچھے در
وقتے ظرف کردہ شوند کہ گنجایش معنی اضافت دراں ممکن باشد چنانکہ گفتہ اند۔
و جب و جوں و جو ہیں و جبھی و جسوقت و جس گھڑی ہمہ ظروف بود۔

و اسماء تعظیم کمی آنکہ با جان در القاب نسا مرکب بود نہ در اعلام زیرا کہ بیگمی جان آئی
گویند و اگر کسی بہ تعظیم آئیں ہم بگوید مراعات از طرف اوست و الا بیگمی جان آئی
روزمرۂ فصحائے اُردو است بخلاف انّا جان و انا جان و باجی جان و خالا جان
و چچی جان و ممانی جان و پھپھی جان کہ اینہا را بہ تعظیم آئیں گفتن فصیح تر است از آنکہ
آئی گفتہ شود۔ دیگر ہرچہ بعد بی و بی بی بود چوں بی نبو آئیں و بی بی گنا آئیں۔

سُنی یا سو چاہے سو یہاں کا مالک ہو۔ دیگر جو کچھ و جو قائم مقام ہرچہ و آنچہ در فارسی و ما در عربی، مثال آں، جو کچھ تم چاہو سو فرماؤ یا جو تم چاہتے ہو سو کرتے ہو، ایں از برائے ذوی العقول است۔ اینجا ہم بجائے جو کچھ سو کچھ و بجائے جو سو زبان جز ناخیہا باشد۔ دیگر کوئی سا برائے مفرد مذکر و کوئی سی برائے مفرد مؤنث، ہر دو غیر ذوی العقول۔ دونوں گھوڑوں میں سے کوئی سا پسند کرو سو لو یا دونوں شیشوں میں سے کوئی سی پسند کرو سو لو۔ و بجائے سو دریں مقام تو ہم مناسب با ما قبل بود۔

دیگر کنایات و آں برائے عدد کتنے و کتئی و کتے باشد و تفصیل آں گزشت۔ و کتنے را بعضی بتشدید کِتّے گویند۔ و کتئی و کتے فارغ از مفرد و جمع بود بلکہ ہمیشہ دال بر جمع بود۔ و کتنے فرع کتنا است ازیں سبب کہ کتنے برائے جمع آید و جمع فرع مفرد باشد پس کتنا اصل کتنے بود و کتنی ہم بایاء معروف ازیں جہت کہ تانیث فرع تذکیر است ہم فرع آں باشد۔ و کس قدر ہم با کتنے بایاء مجہول و با کتنی بایاء معروف و با کتنا مرادف باشد۔

دیگر اسماء و افعال و آں عبارت از لفظی چند است کہ در اصل اسم اند و معنی فعل ازاں پیدا گردد مانند ہاں جی بمعنی زود شو مثلاً زید را پیش عمرو بستہ آوردہ اند و نوکران خود میگوید کہ ہاں جی یعنی زود شوید بزنید او را اما خیر جرا و را واگذاشتہ آید دیگر بیٹا یا بیٹا بھائی میرا یعنی کار خود بکن۔ بیشتر گاڑی باناں گاؤ را وقتیکہ ماندہ می شود و در رفتن راہ سستی میکند بھائی میرا گویند بجائے ایں عبارت کہ چرا کار خود را نمیکنی یعنی در راہ رفتن کہ کار تست سستی مکن۔ و بیٹا بیٹا آواز نوکران خدمت گزار اسپ باشد کہ وقت شوخی بیٹا بیٹا گفتہ صدا دہند و مراد ازاں شوخی مکن گیرند۔ و نزد بعضی

[illegible] و ملک قاعدۂ حذف با تقدیر را در ہر مقام معتبر دانند،

# شہر دوم در ذکر فعل

وآں بر چند گونہ است یکی آنکہ فاعل را خواہد و مفعول بہ را نخواہد۔ دیگر آنکہ ہر دو را خواہد مانند آیا زید اور مارا زید نے عمرو کو۔ اول را لازم و ثانی را متعدی نام نہند۔ و ناقص آنکہ فاعل پیوستہ مبتدا باشد و خبر او اسم فاعل یا مفعول یا شبیہ آں مثل صفت مشبہ و غیر آں و مانند اسم جامد بہ ندرت۔ ذکر افعال تامہ درینجا از جہت بیان کثرت امثلہ پیش ازیں تحصیل حاصل است۔ آدم بر سر افعال ناقصہ کہ چند لفظی است در اردو مانند تھا اور ہوا اور ہوگیا اور بنا اور واقع ہوا اور ٹھہرا اور مقرر ہوا اور ٹھہر گیا اور بن گیا اور مقرر ہوگیا اور نکلا اور نکل پڑا۔ مثال آں تھا زید میٹھا، ہوا زید ذلیل، ہوگیا زید تباہ، بنا زید سانگ ہولی کا۔ واقع ہوا زید مسخرا۔ ٹھہرا زید لڑکوں کا کھلونا۔ مقرر ہوا زید یاروں کا بھڑوا۔ ٹھہر گیا زید گانے سے ڈومڑا۔ بن گیا زید بھانڈ۔ مقرر ہوگیا زید بھانمٹا۔ نکلا زید شہدا۔ نکل پڑا زید لچا۔ مثال اسم جامد ہوا زید عمرو۔ وایں امثلہ بطور ترجمۂ عبارت عربی بعینہا در ہندی بود والا افعال ناقصہ در ہندی بعد مبتدا و خبر باشد۔ مثال زید میٹھا ہوا تھا۔ اور زید ذلیل ہوا۔ اور زید تباہ ہوگیا۔ اور زید ہولی کا سانگ بنا اور زید مسخرا واقع ہوا۔ اور زید لڑکوں کا کھلونا ٹھہرا۔ اور زید یاروں کا بھڑوا مقرر ہوا اور زید گانے سے ڈومڑا ٹھہر گیا اور زید بھانڈ بن گیا۔ اور زید بھانمٹا مقرر ہوا۔ اور زید شہدا نکلا۔ اور زید لچا نکل پڑا۔ و سوائے ایں نیز افعال ناقصہ درست میتوانند شد بمراعات ایجاز ہمیں قدر برائے مثال کافی است۔ از اصطلاح نحویان عرب مجبور ام والا نزد راقم آثم ہیچمداں فعل متعدی و آنچہ بحال محتاج باشد نیز ناقص است ازیں سبب کہ جملہ افعال متعدی بغیر ذکر مفعول بہ و جملہ محتاج بذکر حال بیذکر حال تمامی نمیرسد و تام

و جان و جی در مذکر ہم فائدۂ تعظیم می بخشد مانند باوا جان و چچا جان و عمو جان و
خالو جان و پھپھا جان و بھائی جان و باوا جی و اخون جی و اُستاد جی و میاں جی۔
باوا جان آیا درست نیست باوا جان آئے پسندیدہ تر بود۔ و دیگر الفاظ ہم مانند
باوا جان باشد۔ و صاحب در مذکر و مؤنث ہر دو مفید تعظیم افتد مانند باوا صاحب
و بھائی صاحب و اما صاحب و خالا صاحب و پھپھی صاحب و بیگم صاحب و خانم صاحب
باوا صاحب آئے باید گفت باوا صاحب آیا نباید گفت و بیگم صاحب آئی خوب نباشد
بیگم صاحب آئیں روزمرۂ اُردو باشد۔ و میاں و قبلہ و سائیں لقب فقرا و اجی مشترک
در زن و مرد۔ میاں آئے صحیح و میاں آیا غلط۔ ہم چنیں قبلہ و سائیں و اجی مثل اجی
اُٹھو نہ اجی اُٹھ القاب تحقیر۔ ہرچہ در مذکر و مؤنث بغیر جان و جی آید مانند میرا باوا
آیا و زید کا باپ آیا نہ آئے اور عمرو کی ماں آئی نہ آئیں اور فلانے کی بہن آئی نہ آئیں
لالہ و چچا و بھیا و بھائی مشترک مثل لالا آیا و لالا آئے ہر دو یکسان است و باقی مثل لالا و میر و مرزا
جمیع القاب مثل شیخ و نواب و مولوی و ملا و میاں (از دو لقب نہ بمعنی پدر مصطلح بعضے بیرونیاں
در شہر کہ پیشتر گزشت) و میراں و مہاراج و رائے و غیر آن تعظیم را نخواہند، مانند شیخ ولی محمد آئے
نہ آیا اور نواب احترام الدولہ آئے نہ آیا بخلاف ولی محمد آیا نہ آئے اور احترام الدولہ آیا نہ آئے
اور مولوی سبحن آئے نہ آیا اور میراں سید بڑے آئے نہ آیا اور مہاراج آئے نہ آیا اور رائے گمانی
مل آئے نہ آیا و میر گھسیٹا و میر سیتا را بہ تعظیم میر گھسیٹے و میر سیتے گفتن عادت دہقاں باشد
نہ شہریاں۔

لوٹا حقّہ ہے سر زید کا ۔ پھٹا دُودھ ہے بدن عمرو کا ۔ لُٹا مغل ہے زید ۔ چھکا اُونٹ ہے زید ۔ بگڑا
ہاتھی ہے زید ۔ و دیگر الفاظ ورائے الفاظ مذکورہ برائے مدح و ذم بسیار است مانند بھلا بھولا
برائے مدح ۔ و سوجا پھولا برائے ذم ۔ مثل بھلا بھولا درخت زید ہے اور سوجا پھولا بیل عمرو
ہے و علی ہذا القیاس ۔ و بعضی ایں قول را قبول ندارند و گویند کہ ایں قسم الفاظ کہ شبیہ بصیغہائے
ماضی باشد الفاظ مدح و ذم نمی تواند شد زیرا کہ در اصل صفت مشبہہ است و صفت مشبہہ را فعل
نمیخوانند بلکہ قسمی است از اسم و اینگونہ لفظہا در ہر مادہ بعد حذف ہوا کہ با فعل ماضی علامت
صفت مشبہہ است بہم میتواند رسید ۔ زیرا کہ چمکا بمعنی چمکا ہُوا و پڑھا بمعنی پڑھا ہوا و ہمچنیں
کھلا بمعنی کھلا ہُوا باشد و باقی را قیاس کن بر ہمیں ۔ پس الفاظ مدح و ذم عبارت است
از چند لفظ شمردہ شدہ نہ اینکہ شمار آں از احاطۂ بیاں بیروں باشد مثل صیغہائے
صفت مشبہہ شبیہ بفعل ماضی ۔ بالجملہ افعال مدح و ذم نزد ایں فرقہ زیادہ از چہار نباشد
دو برائے مدح و آں اچھا و بھلا و دو برائے ذم و آں بُرا و بھونڈا بود مانند اچھا آدمی
ہے زید اور بھلا آدمی ہے زید اور بُرا آدمی ہے زید ۔ اور بھونڈا آدمی ہے زید ۔ ہر چہ بایں معنی
آید و شبیہ بایں الفاظ در آخر بود و نیز داخل ایں الفاظ است مانند کھوٹا آدمی ہے
زید ۔ رائے ایں فرقہ از فرقۂ اولیٰ نزدیکتر بصواب است زیرا کہ چنیں الفاظ غیر متناہی
نمی باشد بلکہ اقل ۔ چنانچہ در نحو عربی بیش از چہار مذکور نیست یعنی نِعْمَ و حَبَّذَا و بِئْسَ و
سَاءَ و شاید کہ در لغت یا کتابِ دیگر سوائے ایں ہم باشد لیکن باز ہم برابر صیغہائے
ماضی حاصل شدہ از صفت مشبہہ نخواہد بود ۔ لیکن فرقۂ اول معترض بریں الفاظ بہ ثبت
دعوای خود ہستند و گویند کہ صفت مشبہہ بغیر ہُوا ثابت نمی شود مثل چمکا ہوا و چمکا بغیر ہُوا
صیغۂ ماضی است و در فعل قاعدۂ حذف بیان کردن و دریں مقام ضرور نیست و کثرت
ایں الفاظ را در اُردو و مقابل قلتِ آں در عربی کردن ہم بحث بیجا ئیست و اچھا و بھلا
و بُرا و بھونڈا را کہ اسمائے موضوعہ برای مدح و ذم است افعال قرار دادن

آں بود کہ جملۂ آں محتاج ہیچ چیز نباشد مانند آیا زید کہ در فعل لازم است بدیہی است
کہ مارا زید نے ناقص است تا وقتیکہ عمرو کو نگویم۔ اور اُٹھا زید روتا ہوا یا دیکھا میں نے
زید کو ہنستا ہوا، اول بغیر ذکر روتا ہوا و ثانی بغیر ہنستا ہوا کہ حال است جملہ ناتمام است
و جملہ بزبان ہندی بات و در عربی کلام است۔ دیگر افعال مقاربت و آں برائے
اُمید وغیر آں آید۔ مثل ایسا ہووے اور یوں ہووے اور اس طرح ہووے اور
دیکھیے اور خدا جانے اور کون جانے اور کون جانتا ہے۔ شرط است کہ میانۂ جملۂ فعلیہ
کہ بعد ازیں افعال مذکور شود ایں افعال حرف کاف بیانی آرند مثال ایسا ہووے
کہ زید آج آوے۔ اور یوں ہووے کہ عمرو کل گھر جاوے۔ اور اس طرح ہووے کہ
بکر کو تپ دق ہو جاوے۔ اور دیکھیے کہ آج فیض آباد سے بہلیں آتی ہیں یا نہیں۔ اور
اور خدا جانے کہ آج فیض آباد سے چھکڑے روئی کے آتے ہیں یا نہیں۔ اور کون جانے
کہ فیض آباد سے روئی کے چھکڑے کل آویں گے یا نہیں اور کون جانتا ہے اور کیا
جانیے کہ میوہ ولایت کا دلی میں آچکا یا نہیں۔ و بعضی بیرونیاں بجائے کیا
جانیے جانے فقط بایائے مجہول استعمال کنند۔ و حرف نفی کہ بعد حرف تردید یعنی یا بآسند
بنا بر مراعات روزمرۂ اُردو است و الّا اہتمام برائے ثبوت نسبت بود و آں بدون
حرف تردید و حرف نفی حاصل است۔ دیگر افعال مدح و ذم مانند پڑھا و گھلا و کھلا
و مُوا و ٹوٹا و پھٹا و لُٹا و چھکا و دھوا و چمکا و بگڑا و کھلا۔ پوشیدہ نماند کہ ایں الفاظ
صیغہائے ماضی است بعضی در مقام مدح آید و بعضی برائے ذم۔ اما آنچہ برای مدح بود
شش لفظ است کہ پڑھا و گھلا و کھلا و کِھلا و ہُوا و چمکا باشد۔ مانند پڑھا آدمی ہے زید
اور گھلا آدمی ہے زید۔ اور کھلا مکان ہے صحرا۔ اور دھوا کپڑا ہے بدن زید کا۔ اور چمکا
ستارا ہے لکھڑا گنا کا۔ اور کِھلا پھول ہے دہانا نّو کا۔ و آنا ہر چہ برائے ذم باشد نیز
شش لفظ بود کہ مُوا و ٹوٹا و پھٹا و لُٹا و چھکا و بگڑا است۔ مثال آں موئی جوں ہے زید۔

# شہرِ سوم در تفصیلِ حروف کہ ربطِ کلام در اکثر مواضع بدون آں ممکن نبود

برطالباں واضح باد کہ حرف در اصل ہماں حروف مذکور است کہ در دُردانۂ اول ذکر یافت و در اصطلاح نحو دانان عبارت است از آنچہ ربطِ کلام باآں درست شود گو بعضی گفتگوہا ازاں مستثنیٰ باشد مثل زید آیا یا عمرو گیا، اما بیشتر احتیاج افتد گوینده را باآں ازانجملہ است یکی سے با سین و یاءِ مجہول بمعنی از در فارسی و من و عن در عربی۔ مثال آں ہم سے آپ کیوں خفا ہیں۔ ایں لفظ لفظِ فصیحان است و غیر فصیحاں بچند قسم دیگر استعمال نمایند۔ ہندواں سین بافتحۂ سین و سکون یا و نون غنہ گویند و سین بکسرۂ حرفِ اول و سکونِ ثانی و نونِ غنہ نیز مستعمل آں فرقہ و بعضی مسلمانان بود۔ و سوں با سین بروزن چوں با نون غنہ زبانِ اولادِ ساداتِ بارہہ و غیر شاں باشد، و ستی بکسر سین و تاءِ مکسور و یاءِ معروف۔ و سیتی نیز بزیادت یاءِ مجہول بعد سین لفظ قدیمانِ اُردو بود۔ دیگر میں با میم مکسور و یاءِ مجہول و نونِ غنہ بمعنی در در فارسی و فی در عربی زبانِ فصیحاں۔ مَیں بافتحۂ میم و سکونِ یا و نون غنہ لفظ ہندواں باشد بہمیں معنی۔ و مُوں با میم مضموم و واوِ مجہول و نونِ غنہ زبان قدیمانِ شہر بود۔ و پر بدو معنی باشد، یکی بمعنی بر در فارسی و علیٰ در عربی، مثال آں میں گھوڑے پر خوب چڑھتا ہوں۔ و بعضی فصیحانِ الف و واوِ معروف ہم براں تیا وہ کنند و اوپر خوانند و بعضی کہ واو در الف غائب کردہ بروزن ہنر در تلفظ در آرند، یا در مصرعہ موزوں نمایند، خونِ فصاحت بر گردنِ شاں ثابت باشد۔ دیگر بمعنے لیکن آید مثالِ آں، میں آپ کے گھر چلتا ہوں پر ایک شرط سے کہ تکلف پیش نہ آوے

تکلف محض است۔ بھلا کے بمعنی صیغۂ ماضی آمدہ است و کدام اُردو داں دریں مقام استعمال می نماید و اچھا و بُرا و بھونڈا نیز ہمیں حال دارد بخلاف چمکا و کھلا کہ ہر دو صیغۂ ماضی باشد۔ مثال آج اور ہی ستارا چمکا اور آج نیا پھول کھلا۔ اگرچہ بظاہر در بادی النظر بنائے ایں اعتراض مستحکم است لیکن نزد اہل تحقیق ہیچ است زیرا کہ نِعمَ و حَبَّذا و بِئسَ و سَاءَ ہم جداگانہ از اسم مخصوص بالمدح والذم استعمال نمی پذیرد مثل نعم الرجل زید، نعم فعل رجل فاعل زید مخصوص بالمدح و ہمچنیں باقی و عدم استعمال آں بغیر اسم مخصوص بالمدح والذم آنرا از قید ماضی بودن برنمی آرد۔ و ہرگاہ در عربی نعم و حبذا و بئس و ساء را کہ ہرگز شبیہ بصیغۂ ماضی و مستعمل ہم مثل آں نیست فعل ماضی قبول کردہ باشیم، بھلا و اچھا و بُرا و بھونڈا چہ قصور دارد کہ آنرا در اُردو صیغہ ماضی نگفتہ باشیم چہ الف کہ در آخر ایں لفظ است علامت صیغۂ ماضی است بلکہ ایں الفاظ برائے ماضی شدن مستحق تر از الفاظ عربیہ مذکورہ است ازیں سبب کہ در عربی حرف اول صیغۂ ماضی معروف ابواب ثلاثی مجرد ہمیشہ مفتوح می شد و در نِعم خلاف آں آمدہ ہرچند اصلش نَعِمَ بفتحۂ نون و کسرۂ عین بودہ لیکن حکم بر آنچہ مشہور و مستعمل است می تواں کرد، و در اُردو ایں قیدہا نیست و میتواند کہ حرفِ اولِ ماضی مفتوح باشد یا مضموم یا مکسور پس برابر وزن ہُوا صیغۂ ماضی بغیر نقل است و نعم بہ نقل، و ترجیح لفظِ اصیل بر لفظ غیر اصیل کہ بنقل حاصل شدہ باشد ظاہر و ہویدا است۔

دیگر افعال قلوب ایں افعال ایما دو مفعول را میخواہد مثل جانا میں نے زید کو فاضل اور پہچانا میں نے زید کو غنی یا عاقل۔ اور سمجھا میں نے زید کو احمق۔ اور دریافت کیا میں نے زید کو چھچھورا۔ اور معلوم کیا میں نے زید کو بیحیا، اور پایا میں نے زید کو ناآشنا۔ دیگر ہرچہ بایں معنی باشد۔

کے یعنی کاف و یاء مجہول در اول او ذکر کنند مثل، چمن کے بیچ اگرچہ چمن بیچ ہم
زبان شہر است لیکن فصیح تر ہمین است۔ و چمن میں از ہمہ نیکو تر بود۔ و بعضے
ساکنان شہر چمن کے بیچ میں ہم گویند و ایں بسیار قبیح بود۔ و گھر بیچ میں ہم زبان
ہندوان دہلی بود۔ و کاہے کو و کیوں و کس سبب سے و کس جہت سے و کسواسطے و کسلیے
بمعنی چوں و چرا باشد۔ کیوں و کس واسطے فصیح تر۔ و کاہیکو و دیگر الفاظ ہم سوا
آں فصیح بود۔ و جوں باواؤ مجہول و نون غنہ بایں معنی زبانِ اکبرآبادیان ہندو
و بعضی پاجیان آن شہر باشد۔ و سا حرف تشبیہ بود مثالِ آں، چنار سا بڑا درخت
ہندوستان میں کوئی نہیں۔ برائے مفرد سا و برائے مجموع سے باسین و یاء مجہول
مثال آں چنار سے درخت ہندوستان میں ہزاروں ہیں۔ و سی بایاء معروف
برائے مؤنث مثال آں، گنّا سی پری اندر کے اکھاڑے میں ایک بھی نہیں۔ و
برائے جمعِ مؤنث ہم سی فصیح تر باشد و سیاں ہم آرند، مثال، ہوّ یا مغلوسی یا ہوّ
یا مغلوسیاں پریاں اندر کے اکھاڑے میں کسی نے دیکھی ہیں۔ و سا ہم الف آخر
غیر ذوی العقول را بایاء مجہول مبدل گرداند مثال آں، خربوزے سا لذیذ میوہ میر
تزدیک دوسرا نہیں۔ خربوزہ موافق قاعدۂ ہندی خربوزا باشد چوں حرف تشبیہ
باآں ملحق گردید الف بایاء مجہول بدل شد۔ و جائے کہ الف را بحال خود نگاہ دارند
درآنجا عینیتِ مشبہ و مشبہ بہ مرکوز خاطر گوینده می باشد مثال آں، وہ بوٹا سا قد کیا جانے
کہ قیامت برپا کرے گا، یعنی وہ قد کہ ایک بوٹا ہے کیا جانے کہ کیا قیامت برپا کریگا۔
قد مشبہ یعنی مشابہ کردہ شدہ و بوٹا مشبہ بہ یعنی مشابہ کردہ شدہ۔ بآں بحث مشبہ و
مشبہ بہ در فن بیان مفصل خواہد آمد اینجا ہمیں خیال باید کرد کہ رخسارۂ یار را کہ شاعراں
بمہر و ماہ و گل و آئینہ و مصحف برابر می شمارند رخسارہ مشبہ و ماہ و دیگر چیزہا مشبہ بہ باشد
و ہم قاعدہ است کہ مشبہ بہ بچندیں درجہ نیکوتر از مشبہ جویند درچنیں مقام عینیتِ مشبہ و مشبہ بہ

وتُل باہم مضموم نیز ہمیں معنی دارد۔ وتک بافتحۂ تا وسکون کاف برای انتہا آید۔ وتلک بزیادت لام ہم ہمیں معنی آید، ایں ہردو لفظ بر زبان فصیحاں جاری است۔ وغیر فصیحان اُردو تک ہم بالام وگاف مستعمل جائز ندبلکہ بعضی تلگ بضمۂ تا وفتحۂ لام وگاف بر زبان دارند۔ دیگر حروف ایجاب مانند ہاں وکیوں وہوں وکیا ہے ونہیں کیوں وکیوں نہیں اورکس واسطے نہیں اور ٹھیک اور ہاں جی اور جی اور جی صاحب اور جی ہاں ازیں الفاظ مذکورہ ہاں برائے جواب ندا باشد اگر ندا کنندہ مساوی با منادی باشد در عمرو مرتبہ وہوں نیز۔ وکیوں وکیا ہے نیز جواب منادی بشرطیکہ کم رتبہ باشد۔ ونہیں کیوں وکیوں نہیں قائم مقام بلے باشد در عربی مثلاً اگر کسی باکسی گوید کہ من مگر دوستدار وغمخوار شما نیستم باید کہ آں کس در جواب وگوید کہ کیوں نہیں یا نہیں کیوں یعنی ہستی۔ بشرطیکہ جائے او در دل ایں کس باشد۔ اور کس واسطے نہیں اور نہیں کس واسطے اورکس لیے نہیں اور نہیں کس لیے اور کیونکر نہیں وعکس آں اور کس طرح نہیں وعکس آں اور کس طرح سے نہیں وعکس آں۔ ودیگر ہرچہ مرادف اینہا بود یا حاصل آں چنیں باشد مانند یہ کیا بات ہے ہمہ مانند نہیں کیوں برائے ردِّ نفی از کلام طرف ثانی باشد۔ وکس واسطے ہم بغیر نہیں کہ حرف نفی است نائب مناب کس واسطے نہیں بود۔ ٹھیک با تاء ہندی بایائی شدہ ویاء معروف وکاف برائے تصدیق دیگرے موضوع است مثال آں جو نجیب زادہ ہوگا وہ ماں باپ کا ادب کرے گا کلام قائل جواللہ امع ٹھیک یعنی راست میگوئی۔ وہاں جی جواب ندا کنندۂ عالی قدر تر از منادی۔ وہاں جی ہاں وہاں بتکرار وہوں بتکرار وآں وآوں ہمہ با نون غنہ بمعنی آرے وبلے آید۔ وہاں فقط وہوں فقط وہاں جی فقط نیز بایں معنی آرند۔ جی وجی صاحب نیز جواب ندا کنندۂ والا قدر تر از سامع است وکمتر بجائے بلے وآرے نیز آید۔ وجی ہاں با تکلف برائے تصدیق بجہولی تمام۔ دیگر بیچ بمعنی در کہ برای ظرفیت باشد لیکن فصحا

برین حرف گفتگو ندارد. می توان گفت که اردو است - و نزد بعضی جیسے بمعنی گویا بود

مثال آن، فلانا ایسا آتا ہے جیسے شیر- لیکن صاحب فہمان این را ہم حرفی از

حروف تشبیہ پندارند ہرچند گویا ہم از قبیل است لیکن مواقع استعمال جدا جدا است

جائیکه چون در فارسی مستعمل خواہد شد گویا استعمال نخواہد یافت و ہرچه مرادف

چون خواہد بود قائم مقام چون است مثلاً دریں مقام که فلانے چون شیر ژیان

می غرد میتوان گفت که فلانے بسان شیر ژیان و برنگ شیر ژیان و مثل شیر ژیان

و شیر ژیان آسا و شیر ژیان وار می غرد- بخلاف اینکه فلانے گویا شیر ژیان می غرد

یا فلانے پنداری شیر ژیان می غرد و در مقام گویا نند این عبارت که از پرده

بر انداختن فلانی خانۂ تاریک جگر سوختگان روشن می شود گویا رویش شمع فروزان

است، حرف تشبیہ بیجا است اگر بجائے گویا چون داخل عبارت کرده آید بایں

طریق که رویش چون شمع فروزان است تالیف عبارت برہم میخورد، زیراکه در ذکر

لفظ چون شمع فروزان است - فقرۂ دیگر با حرف کاف بیانی در شروع متمم خود را

میخواہد و در لفظ گویا بما قبل رابطه دارد، پس ازینجا یافته می شود که موقع استعمال

گویا مقام تشبیہ نباشد- و بعضی فصیحان در مقام گویا کوئی جانے بر زبان دارند

و بعضی کوئی کہے مثال آن، آپ تو ہم سے اس قدر اکڑتے ہیں که جس کا ٹھکانا نہیں

کوئی جانے ہم تمھارے زر خرید غلام ہیں یا کوئی کہے ہم تمھارے زر خرید غلام ہیں

دریں عبارت بجائے کوئی جانے حرف تشبیہ مفسد عبارت است مثال تم بھی مجھ سے

اتنا اکڑتے ہو که جس کا کچھ حساب نہیں ہیں تمھارے باپ کا غلام جیسا یا غلام سا ہوں

و بعضی جاہلاں در زبان اردو جانو و جانیے بجائے کوئی جانے آرند. مختصر اینکه کوئی

جانے لفظ فصیحان شہر است و بر زبان اہل اردو جاری- لیکن چون ترجمۂ آن

در فارسی کسی پندارد باشد بعضی ہندوستان زبان یکحرف ندانسته ہمیں گویا و ہو بہو

باعث ہر علو مرتبہ مشبہ باشد ازیں سبب نزد ملتفان اُردو عمل حرف تشبیہ کہ الف آخر لفظ را بایائے
مجہول مبدل گردانند لغو گردیدہ و فائدۂ لغو شدن عملش دلالت نکردن ما بود کہ حرف تشبیہ
است برانیکہ میانۂ ہردو لفظ تشبیہ واقع گشتہ بلکہ یکی عین دیگرے دانستہ میشود۔ وجیسا
برائے مفرد مذکر و جیسے برائے جمع مذکر و جیسی بایائے معروف مفرد مؤنث و جمع آں نیز
و جیسیاں برائے جمع مونث فقط مثل ما حرف تشبیہ باشد۔ مانند انیکہ۔ تیرے قد جیسا
ایک بوٹا باغ میں نہیں۔ باقی را ہم قیاس بریں باید کرد۔ و ایسا بمعنی چنیں و ویسا
بمعنی چناں و کیسا بمعنی چہ طور و کیونکر بمعنی چگونہ باشد۔ و اہل مغل پورہ ایسا را اس سا
و اس جیسا گویند و ایں ہمہ فصیح و صحیح نزد اُردو داناں بود۔ و ویسا را او سا خوانند
و ایں لفظ لفظ پنجاب باشد نہ زبان اُردو۔ و گویا و کاش و شاید و اگر حرف تشبیہ
و تمنی و ترجی و شرط در فارسی باشد۔ سوائے اگر کہ آنرا اگا ہے اگر استعمال کنند و کبھے
جو مقابل آں آرند مثال آں، جو تم ہمیں دوست رکھوگے تو ہم بھی تمھیں دوست
رکھیں گے۔ و تو با تا و واو مجہول علامت جزا باشد و اگر تم ہمیں دوست رکھوگے
نیز دریں مقام بہ لفظ ور آرند۔ باقی حروف مذکورہ مقابل خود حرفے در اُردو ندارند
بنوعیکہ در عبارت فارسی بمصرف میرسند در ہندی ہم نزد عبارات شوند۔ مگر بجائے
شاید چاہیے تراشیدۂ اہل دار الخلافہ است مثال آں، بڑے بھائی بھی چاہیے کہ
شام تک آویں۔ لیکن اکثر صاحبان ہمیں لفظ شاید دریں مقام بر زبان دارند
و گویا و کاش در اُردو ہم گویا و کاش مستند۔ و کہے توا در تو کہے ترجمۂ تو گوئی و گوئی تو
ایجاد میر محمد تقی میر است لفظ اُردو نیست در شعر بتقلید و تتبع میر تو ال بست در روزمرہ
نیز۔ و جوں با جیم و واو مجہول و نون غنہ حرف تشبیہ بود بمعنی گویا می تواند شد لیکن
استعمال آں در مقام گویا نزد صاحبان اُردو ثابت نیست بلکہ بمعنی تشبیہ ہم حرف
شاہجہان آباد نبودہ است۔ ریختہ گویاں بزور اُردو ساختہ اند لیکن احدے

کون و کس و کن و کنھوں و کونسا ہر پنج لفظ برائے استفہام باشد۔ اما کون با حرف
رابطہ کہ ہے باشد برائے سوال از ذوی العقول مفرد بود و با ہیں کہ حرف رابطہ برائے
جمع است مفید سوال از جمع ذوی العقول باشد مثال مفرد، یہ عزیز کون ہے اور
یہ دونوں یا تینوں صاحب کون ہیں اور یہ خربوزہ کون ہے غلط باشد۔ و چوں
فاعل فعل لازم گردد ہے و ہیں بعد فعل آرند مثال کون آیا ہے اور کون آئے ہیں
و در مضارع حال ہے ہیں حالت است مثال کون آتا ہے اور کون آتے ہیں و در
مستقبل گا با گاف و الف و گے با گاف و یاء مجہول آخر فعل آید بجائے ہے و ہیں
مانند کون آویگا اور کون آویں گے۔ و ہرگاہ سوال از فاعل فعل متعدی باشد
گنجائش ایں حرف در حال و مستقبل بخلاف ماضی بود مثال حال، اس لڑکے کو کون مارتا ہے
یا اس لڑکے کو کون مارتے ہیں یا کون لوگ مارتے ہیں۔ مثال مستقبل اس لڑکے کو کون
مارے گا اور اس لڑکے کو کون ماریں گے یا کون لوگ ماریں گے۔ کون لوگ در جمع
از کون فصیح تر است۔ و در ماضی اس لڑکے کو کون مارا ہے غلط باشد اور کون نے
مارا ہے نیز ہمچناں غلطی۔ لفظ اول ازیں جہت ثابت است کہ در فعل متعدی ماضی
نے علامت فاعل است کہ بلا فاصلہ بعد فاعل آرند مانند، زید نے مارا عمرو کو، پس
کون مارا ہے بغیر نے غلط بود و غلط بودن کون نے مارا ہے از سبب عدم استعمال محاورہ
دانان اردو، زیرا کہ دریں مقام کس نے مارا ہے گویند۔ اگر کسی سوال بلفظ کون
از چیز غیر ذوی العقول نماید صحیح نباشد مثال آں، یہ کتاب کون کتاب ہے انگونہ
استعمال الفاظ در دہاقین اردو آموز بسیار رواج دارد۔ و کس ہم برائے سوال
از ذوی العقول مفرد بود اما اگر سوال از فاعل کنند منحصر در فعل ماضی متعدی باشد
مثال، اس لڑکے کو کس نے مارا ہے، عدم استعمال آں با فعل لازم ظاہر است
کہ کس آیا ہے اور کس آتا ہے اور کس آویگا زبان کسی نیست۔ و در فعل متعدی یا حال

وبعینہ را داخل گفتگو ساختند گو یا برلے مشابہت بیان آید مثل اینکہ، زید ایسا غصہ سے
چلا آتا ہے گویا کہ شیر چلا آتا ہے یعنی بسیار مانا بشیر است در سر و کلہ و دست و بازو و
گردن و شانہ و زور و شجاعت، لیکن آدمی است شیر نیست، و ہو بہو دلالت بر عین
یکدیگر بودنِ دو چیز می نماید مثال آں، زید بھی ہو بہو شیر ہے یعنی آدمی نیست شیر است
نہ مانند شیر و بعینہ مترادف با ہو بہو باشد۔ وبعضی ازاں طرف جواب می دہند کہ ترکیب
در لفظ معتبر نیست چہ اگر جزو لفظ دلالت بر جزو معنی کند و آں معنی ترکیبی منتقل بہ یک
معنی نشود ہر آئینہ ترکیب را در لفظ و معنی اعتبار است و ہر گاہ چنیں نباشد بلکہ معنی ترکیبی
بہیئت اجتماعی قائم مقام یک معنی شدہ باشد آں وقت ترکیب لفظی و معنوی ہر دو از
پایۂ اعتبار ساقط خواہد بود مثل، کوئی جانے بمعنی گویا۔ واگر ترکیب لفظی با وصف
ایں علت بازر نزد فصیحاں وبلیغاں صاحب اعتبار است لفظ ہو بہو کہ مرکب از دو اسم
یعنی دو ضمیر منفصل غائب است داخل حرف نمی تواند شد وہمچنیں بعینہ۔ تمام شد بحث
طرفین حالا من میگویم کہ ہو بہو وبعینہ بموقع خود استعمال می پزیرند مترادف گویا نیستند
وہر دو لفظ لفظ کسانے باشد کہ خود معرفت با عربی داشتہ باشند یا در صحبت علما آمدو
رفتِ شاں اتفاق افتد و الا در اردو ہو بہو و ہو بہو بجائے ہُو بہُو بر زبانہا جاری است
و گویا لفظ اکثر فصیحانِ اردو بود و کوئی جانے کمتر کسانے بجائے گویا آرند لیکن آنہا
نیز فصیحان اردو مستند۔ وجانو وجانیے ہم زبان غیر فصیحان است۔ دبجائے کاش
لفظی در اردو مسموع نگشتہ مگر در بندیل کھنڈ کجات دریں مقام مستعمل شود لیکن مارا
با لغتِ بندیل کھنڈ چہ علاقہ، لفظ شاہ جہاں آبادیان خود نیست۔ وبعضی صاحبان
(کیا ہوتا جو) بجائے کاش می آرند۔ بیشتر ہمیں کاش مشہور است مثال، لکھنؤ کی
رنڈیاں جوانوں پر غش کرتی ہیں کیا ہوتا جو ہم بھی جوان ہو جاتے، یعنی کاش ہم
بھی جوان ہو جاتے۔

مخصوص بجمع ذوی العقول بود مثال فاعل، مغلوں کی جو آپ ہجو کرتے ہیں یہ
فرمائیے ہندوستان کو اُنکے سوا کنھوں نے سر کیا ہے، کنھوں نے تلوار ماری ہے
یا اور قوم نے۔ مثال حرف، جو تم مغلوں سے توقع کسی بات کی نہیں رکھتے ہو
تو کنھوں سے رکھتے ہو۔ در اصل این لفظ پنجابی است اکثر فصیحان اُردو ازاں
اجتناب دارند و دریں مقام کن و کس استعمال نمایند مثال فاعل مغلوں کی جو آپ
اس قدر ہجو کرتے ہیں یہ فرمائیے کہ ہندوستان کو انکے سوا کن نے سر کیا ہے، یا
کس نے سر کیا ہے نیز درست باشد۔ دیگر کون سا این لفظ خصوصیت بجمیع
ذوی العقول دارد و ہرگاہ لفظ دیگر بآن پیوندد مشترک گردد در ذوی العقول
وغیر ذوی العقول مثال، کونسا شخص یا آدمی ہے کہ آپ کی ذات سے کامیاب نہیں
اکونسی چیز روے زمین پر ہے کہ نواب یمین الدولہ کی سرکار عالی میں موجود نہیں
حق تعالی ہمیشہ تا قیام قیامت اس گھر کی دولت کو روز افزوں رکھے۔ و بغیر پیوند
لفظ دیگر بر ذوی العقول صادق نیاید بخلاف غیر ذوی العقول مثال، یہ کونسا ہے،
بمعنے یہ کون آدمی ہے ہرگز صحت ندارد بلکہ بمعنی یہ کونسا مینڈھا ہے یا کونسا مرغ تصاوّر
ہے۔ و ہمچنیں آنچہ غیر ذوی العقول باشد ہمہ درست آید۔ و ہے حرف رابط باشد
و جمع آں ہیں خواہ مذکر خواہ مونث ایں لفظ فصیحاں باشد۔ و ہیگا نیز ہمیں
معنی لفظ اردو است و غیر فصیحاں استعمال نمایند و دریں لفظ مذکر و مونث باہم
تفاوت دارند ہیں ہیگا برائے مفرد مذکر و ہیگی برائے مفرد مونث و ہینگے بیای مجہول
برائے جمع مذکر و ہینگی بیاء معروف برائے جمع مونث و بعضی ہینگیاں نیز فرمایند
و ایں زبان صاحبان مغل بودہ باشد۔ و کوئی بمعنی ہیچکس و ہیچ چیز ہر دو آید مثال
گھر میں کوئی نہیں یعنی کسی درخانہ نیست یا ٹوکری میں تو کوئی نہیں یعنی ہیچ خربزہ
در سبد نیست۔ و برائے قید کردن اسم جنس بوحدت نیز آید مانند اینکہ کوئی خربوزہ یا

ومستقبل ہم واضح ترکہ کس مارتا ہے اور کس مارے گا وکس نے مارتا ہے وکس نے ماریگا
نیز از زبانِ کسی نشنیدہ ایم۔ واگر سوال از مفعول کنند ہر سہ فعل درست آید زیرا کہ فاعل
شخص دیگر است مانند زید نے کس کو مارا اور زید کس کو مارتا ہے اور زید کس کو ماریگا
وسوال از مضاف الیہ ہم بلفظ کِس درست باشد مثال، زید کس کا بیٹا ہے۔ وسوال
بحرف ہم در فعل ماضی ومضارع صحت دارد مثال زید کس سے لڑا ہے اور زید کس سے
لڑتا ہے اور زید کس سے لڑے گا۔ در الفاظ مذکورہ حال مؤنث ہم مثل مذکر باشد
یعنی جائیکہ مذکر آمدہ است اگر مؤنث را با مراعات صیغۂ آں بیارند نیز صحیح باشد کِس
اگر مجرد است بر غیر ذوی العقول صادق نیاید واگر لفظی دیگر باآں ملحق سازند از خصوصیتی
کہ با ذوی العقول دارد بر می آید مثال، کس لکڑی سے میں اس لڑکے کو ماروں
اور کس چیز سے میں اسے ڈراؤں اور کس مصیبت سے میں نے اسے پرورش کیا ہے
اور کس ڈھب سے میں نے اس وحشی کو رام کیا ہے۔ وکِن بکسر کاف ونون ساکن
در وقت سوال از فاعل فعل متعدی ماضی بمعنی کس بود مثال، عمرو کو کن نے مارا ہے
یعنی کس نے مارا ہے، ودر حال سوال از مفعول واضافت وعلاقہ لفظ با حرف
برائے جمع آید مثال آں، جنابِ عالی نے آج کن کو خلعت دیے یعنی کن لوگوں کو۔
اور کوئی کیا جانے یہ کن کا باعث ہے کہ ہم یہ تیری باتیں سنتے ہیں ورنہ ہم نہیں مارتے
یعنی کن صاحبوں یا کن لوگوں یا کن شخصوں کا باعث ہے۔ اور کن سے شکوہ بھی
زمانے کا بجا کہ جو اپنے دوست جانی ہیں وہ بھی ان دنوں ہمارے لہو کے پیاسے ہیں
کن ہم مشترک بود در ذوی العقول وغیر ذوی العقول بخلاف کس کہ مختص بہ
ذوی العقول است الا باہم ضمیمہ بر غیر ذوی العقول نیز صادق می آید در ذوی العقول
چنانکہ گفتہ شد۔ ودر غیر ذوی العقول بشرطِ تکرار مثال آں۔ کن کن چیزوں سے
دنیا میں رہ کے پرہیز کیجیے، اور تیری کن کن باتوں کا گلا لے بیٹھیے۔ وکنھوں

ونہیں تو ہم یہ ہمیں معنی آید مثال فلانا میر جعفر کا بیٹا نہیں ہے تو میر بدیع الزماں کا بیٹا ہے یعنی پسر میر جعفر است یا پسر میر بدیع الزماں۔ کیا نیز بہمیں معنی مثال آج سواری میں دونوں کا جانا صلاح نہیں مکان اکیلا رہ جائے گا کیا میں جاؤں کیا تم جاؤ۔ ایں ہم لفظ کیا نے است کہ جہاں را کہاں وجیا را کیسا وجب را کب وجو را سو گویند۔ باعتقادِ من یا برلے استفہام وغیر استفہام ہر دو مناسب است۔ مثال استفہامی آج صبح تم دریا گئے تھے یا کسی آشنا کی ملاقات کو۔ مثال غیر استفہام آج زید سے دو ہزار روپے نقد لیتا ہوں یا سبزہ گھوڑا۔ وکہ برلے استفہام خوشنما است مثال آن تم آج دریا جاؤ گے کہ اور جگہ۔ ونہیں تو دائما غیر استفہامی باشد۔ دیگر پھر بمعنی بعد ازاں مثال آپکی شادی میں یہ فرمائیے کہ کونسا طائفہ اچھا نہیں آیا گنا آئی پھر بنو آئی پھر کلو آئی پھر مانی والی نورن آئی پھر عاشورن غلام علی والی آئی۔ دیگر اُسکے پیچھے مثال آں پہلے شبراتن والی گنا ناچی اُسکے پیچھے محبوبن دیگر نہیں کل حضور میں تو گنا آئی تھی بنو نہیں۔ دیگر بلکہ برلے ترقی مثال گنا شام کو چاندنی دیکھنے جاوئیگی بلکہ شبراتن بھی۔ دیگر یہاں تک مثال آں کل کے جلسہ میں شہر کے سب لوگ آئے تھے یہاں تک کہ اعلیحضرت بھی۔ دیگر لیکن برلے استثناء مثال جو رنڈی تھی شہر میں سو کل کربلا گئی تھی لیکن گنا۔ مراد از معطوف و معطوف علیہ است کہ ہر دو در فعل و خبر شریک یکدیگر باشند۔

وچند حرف برلے ندا آید سابق تفصیل آں ذکر آمدہ دریں مقام باز نوشتہ می شود زیرا کہ ذکر حروف در بحث حروف اولیٰ باشد۔ بالجملہ یکے او دیگر ابے دیگر او بے دیگر او جی دیگر اجی دیگر اے بایاء مجہول برلے مذکر واری بایاء معروف برلے مؤنث و در دیگر حروف ندا کہ مذکور است سوائے ابے واوبے کہ خصوصیت با مذکر دارد ہمہ مشترک است در مذکر و مؤنث۔ دیگر اے ایں ہم مشترک است۔ دیگر اے بی برائے مؤنث۔

کوئی تربوز ہمیں بھی دو، و بمعنی ہرگز ہم آید مثال، میں کوئی جاؤنگا یعنی من ہرگز نخواہم رفت لیکن زبان فصیحاں نیست۔

و حرف عطف ہم بسیار باشد مثل آور بروزن غور و گا ہے واو درالف غائب شود مثال

مصرع۔ تم اور ہم بہم یار جانی ہیں دونوں

و حذف ایں حرف نیز درست است مثال

بیت
سیر کو کوٹھی کی بی بی پور روانہ ہو گئیں
دامڑی سندری الٰہی بخش رتھ میں بیٹھ کر

یعنی دامڑی اور سندری اور الٰہی بخش درینجا حذف حرف عطف بنا بر ضرورت شعری خیال نباید کرد در نثر ہم جواز دارد مثال، گنا بنو مغلو چیلا چاروں حضور میں مجرا کرنے گئیں ہیں یعنی گنا اور بنو اور مغلو اور چیلا۔ و کیا کہ حرف استفہام مخصوص بہ غیر ذوی العقول است ہم برائے عطف بجائے آور آید مثال گنا کیا مغلو کیا بنو کیا چیلا کیا حسینی کیا الفو سب حضور میں گئیں ہیں۔ و ہُوا برائے مفرد مذکر و ہوے برای جمع مذکر و ہوئی برائے مفرد مؤنث و ہوئیں برائے جمع مؤنث نیز قائم مقام آور بود۔ مثال مفرد مونث، گنا ہوئی بنو ہوئی چیلا ہوئی مغلو ہوئی یہ سب رنڈیاں حضور میں ہیں یعنی گنا اور بنو اور چیلا اور مغلو۔ مثال جمع مونث، ڈومنیاں ہوئیں کنچنیاں ہوئیں رام جنیاں ہوئیں سب آپس میں ایک ہیں گھونگھرو کی باندھنے والیاں وہ بھی یہ بھی۔ یعنی ڈومنیاں اور کنچنیاں اور رام جنیاں۔ مذکر را نیز بر مؤنث قیاس باید کرد۔ دیگر یا برائے تردید مثل اینکہ، یہاں تم بیٹھو یا میں بیٹھوں، بایں معنی کہ اگر شما بہ نشینید من بروم و اگر من بہ نشینم شما بروید، رفتن ہر دو صلاح نیست و ہم چنیں نشستن ہر دو۔ و کاف مکسور بغیر ہا ہم مفید ایں معنی گردد مثال تم کل آؤ گے کہ پرسوں، اور یہاں تم بیٹھو کہ میں بیٹھوں۔

# شہر چہارم دربیان فوائد ضروری

بر طالبان مخفی مباد که بعضی الفاظ عربی و فارسی که مرکب از سه حرف است و حرف اوسط شان ساکن در اردو بحرکت آن حرف استعمال یافته اند مانند شرم و گرم با کاف مفتوح و کبر با کاف مکسور و نرم با نون مفتوح و صبر و علم و ظلم و عقل و قبر و جبر و شکل و فکر و ابر و فخر و صلح - پیدا است که الفاظ مذکوره که همه بر وزن برت است یا صرف یا شذ در اردو متحرک الاوسط به تلفظ در آرند سوائے روزمره بعضی قابلیت دستگاهان که با استعمال سر و کار نداشته قدم براه تحقیق میزنند و همچنین بعضی حروف متحرک را ساکن سازند مانند بشریت بسکون شین - کیست که از فتحه شین در بشریت آگاه نیست حاجت به بیان ندارد - و محل و نظر را که حرف اوسط شان مفتوح است وقت جمع ساکن الاوسط خوانند مثل نظروں میں اور محلوں میں محلوں و نظروں بر وزن قبروں که در مفعول شدن و متعلق شدن با حرفے از حروف جمع قبر است نمی آید - این موقوف بر استعمال است و الا نظر و محل بر وزن قبر نیست زیرا که حرف وسطی آنها در اصل متحرک است و حرف وسطی قبر ساکن - و بعضے اردو دانان محل را که بر وزن اشر است بر وزن عهد ادا کنند و خطر را که بمعنی بیم است خطر گویند بسکون طا و بجاے گزران که با ذال مفتوح دارد گذران بر وزن برهان به تلفظ در آرند و حرف متحرک ثانی لفظ را در حالت ترخیم نیز ساکن کنند مانند حسنو با سکون سین - سین حسنو که اصلش حسن علیخان یا حسن بیگ یا حسن علی فقط بوده متحرک میماند لیکن در اردو بر ظاهر کننده فتحه در سین میخندند - خلاصه کلام اینکه آدم دانا سواے ساکن ساختن حرف ثانی منادی بعد ترخیم دیگر چیزها را قاعده کلیه نپندارد

دیگر او میاں برائے مذکر۔ دیگر ہوت دیگر او ہو ایں ہر دو نیز مشترک است مانند
بھیا ہوت وما دھو ہوت و بنو یا گُنا او ہو و بخشوا و ہو۔

و ہم چنیں چند حرف برائے تحسین بود مثل آ ہا و اہاہا و بل بے و بلہ رے واہ و
ہُں بے و کچھ نہ پوچھو۔ مانند آہا یا آہاہا کس وضع سے چلی آتی ہے۔ یا ہُں بے کافر
ذرا اِدھر تو دیکھ۔ یا او ہو جی ذرا اِدھر تو دیکھیے۔ یا بل بے تیری سج مار ڈالا
کا فرنے۔ یا بلہ رے تیری آمد ہم تو وہیں تمام ہو گئے۔ یا کل گنا کو دیکھا ہے کہ
کچھ نہ پوچھو۔

و چند حرف دیگر برائے مذمت باشد مثل چخے و چھیا و دُور یار و در گور و اسے ہے و
صدقے کیا تھا و نوج ہوا از زبانِ زناں۔ اور تبرا ہے اور لعنت ہے اور سیاہ بخذا
او رستے کا گو ہ لفظ مردان شہر۔

مقدر باشد۔ دیگر کتنا یا کس قدر بعدِ تمام شدن کلامِ غیر در مدح یا مذمت کسی درینجا تصدیقِ قولِ او چنانکہ باید مقدر کردہ اند۔ مثلاً کسی بگوید کہ زید مردِ مفتری و کذاب است و دیگر گوید کتنا یا کس قدر مفتری ہے کہ نظیر اپنا نہیں رکھتا یا عبارتے سوا اے این متضمن ہمیں معنی بعد کس قدر یا کتنا در ذہن باشد۔ و تفاوت میانہ حذف و تقدیر این است کہ قاعدۂ حذف در لفظ معین جاری شود و تقدیر بحسب اقتضاے مقام باشد۔ مثلاً لفظ سرگذشت بمعنی ماجرا در فارسی مشہور است و اہلِ اُردو ہم ہمیں معنی آرند و بمعنی از سرگذشتہ نیز مستعمل ہمیں جا باشد زیرا کہ در فارسی از لفظ از سر گذشتہ از را محذوف کردہ سرگذشتہ را بجاے از سرگذشتہ رواج دادند و ہندیاں از سرگذشتہ بار را نیز بر داشتند پس سرگذشتہ با ہاے ہوز فارسی باشد و سرگذشت بغیر ہا بہ معنی ہندی۔ دریں الفاظ قاعدۂ حذف نزد صاحب فہماں یافتہ می شود۔ مثالِ تقدیر۔ کل مارا جاے گا زید اور باندھا جاے گا زید۔ دریں مقام بعد مارا جائیگا و باندھا جائیگا دیکھیو مقدر است۔

و بر ہر چہ مذکور شد اعتراض ہم نکنند، واجب آن است کہ تابع سماعت باشد۔ دیگر آنکہ حذف و تقدیر را ہم در کلام ہر زبان کہ باشد دخل بسیار است، مانند جھوٹے کی با یاء معروف در آخر در جواب شخصے کہ کلامش ربطے با صدق نداشتہ باشد ایسی تیسی بعد لفظ جھوٹے کی محذوف است و نزد بعضی دشنام محذوف شدہ۔ دیگر سر گذشت بمعنی از سر گذشتہ۔ دیگر یا علی معنی یا علی آئیو۔ و گاہے تکرار دلالت بر اضطراب نماید مثل یا علی علی یعنی زود بہ فریاد من برس۔ دیگر فلانا نوکروں کا دشمن ہے یعنی اپنے نوکروں کا دشمن ہے۔ دیگر خبردار بمعنی خبردار کہاں جاتا ہے۔ دیگر بیٹھ معنی بیٹھ تو چپکا رہ۔ ایں قدر برائے مثال کافی است والا محذوفات در کلام اردو بسیار گنجایش دارد خود بخود بر دانا ظاہر می گردد۔

آمدم بر سر مقدرات۔ ہائے ہائے دلی، درینجا ہمت تو کیوں چھوٹی مقدر است دیگر گنا کی مسّی، درینجا یاد ہے یا بھول گئے مقدر باشد۔ ایں لفظ در وقتے استعمال پذیرد کہ دو کس ہم شہری یا آشنائی ہم کہ ہر دو روز مسّی گنا در مجلس حاضر شدہ باشند و در شہر دیگر بعد چندروز در مجلسے بہ تقریب تماشائے رقص وارد شوند و بعد محظوظ شدن مجلسیاں از رقص و سرود یکے ازاں ہر دو کس بہ دیگرے برائے ترغیب خود بر مجمع بگوید کہ بھئی گنا کی مسی یعنی گنا کی مسی یاد ہے یا بھول گئے۔ غرضش ازیں سخن آں باشد کہ اہل مجلس بدانند کہ ایں مرد زیادہ ازیں مجمع صحبتہا دیدہ است کہ اترایا میکند، مثلِ ما مردم نیست کہ در تمام عمر ہمیں یک صحبت را دیدہ ایم۔ دیگر تھوک ہے، درینجا تیرے ظرف تنگ میں مقدر است نزد اشخاص صاحب حیا۔ و ارذل و اجلاف و شرفائے تربیت نا شدہ بیحیا از زبان نام آں ظرف را بگیرند۔ دیگر بس جی بس، دریں مقام تمھاری بھی حقیقت معلوم ہوئی یا تم کو بھی دیکھ لیا یا بہت بیجا نہ بکو یا خدا کے واسطے چپکے رہو مقدر باشد۔ دیگر آئے جی آئے درینجا ہولی کے بھڑوے

فن است کہ معنی لازم و تضمینی را سوائے معنی موضوع لہٗ استعمال نمایند مانند اینکہ شیر آتا ہے یعنی مرد شجاع آتا ہے چوں لازم شیر شجاعت است و شجاع را نیز شجاعت لازم از لفظ شیر شجاعت کہ لازم اوست مراد گویند و ایں عبارت باشد و ہم چنیں از پروانہ عشق کہ لازم آں بود و با وسائط چوں خاکروبوں کا پوچھنے والا بجائے سخنے صاحب مروت و مہماں نواز زیراکہ برداشتن پروانہ ملزوم بودن بسیار وجود خورندگاں ، اجتماع مردم کثیر برائے خوردن و ملزوم آں خورانیدن میزبان آنہا را بمہربانی چوں در کنایہ وقت ذکر معنی لازم ملاحظہ معنی ملزوم اصلی نیز می باشد و در مجاز چنیں نیست چراکہ از ذکر پروانہ معنی عاشق معنی اصلی پروانہ مقصود نیست پس کنایہ را نوعے از مجاز تواں شمرد و مجاز را جنس ۔ و دریں صورت مجاز جزو کنایہ است مانند حیوان کہ جزو انسان است و جزو بر کل مقدم می باشد پس ذکر کنایہ بعد از مجاز اولی بود و ہم چنیں استعارہ مرکب از مجاز و تشبیہ است دریں جا نیز ہماں قاعدہ جاری می تواں کرد ۔ یعنی ذکر استعارہ بعد از ذکر مجاز استحسان دارد و تقدیم استعارہ بر کنایہ از سبب تقدیم جزو آں بر کنایہ باشد اگر کسی بگوید کہ کنایہ ہم قسمی از مجاز است مثل استعارہ ۔ پس سبب تقدیم ایں بر پہلوئے با ئے استحسان است ۔ گوئیم کہ در کنایہ معنی مجاز باقی نمی ماند ۔ استعارہ صفتی از مجاز باشد و کنایہ مباین آں ۔ باآنکہ در اصل نوعے از مجاز است ثبوت نوعیت نظر معنی عام مجاز است کہ در خارج وجود ندارد ۔ و مغائرت آں با جنس بلاحظہ مجازات مقید است مانند نوعیت انسان بلاحظہ حیوان کہ وجود ظاہر خارجی ندارد ۔ و مغائرت آں با حیوان مقید چوں فرس و اسد ۔ بالجملہ از روئے قاعدہ مجاز بر استعارہ و استعارہ بر کنایہ مقدم می بایست ۔ لیکن اصحاب بلاغت ذکر استعارہ پیش از مجاز نیکوتر دانستہ اند ۔ منشاء استحسان اینکہ بحث استعارہ از سبب اجزائے تشبیہ زیادہ از بحث مجاز است ۔ ازخواندن و دریافتن ۔

# شہر اول از چہار شہر دلپذیر جزیرۂ ششم
# که متضمن تحقیق غوامض فن بیان است

## در تعریف تشبیہ

باید دانست که ہر لفظی را که خلاف وضع واضع شہرت میکنند منقول میخوانند بشرطیکه
معنی اصلی آں در استعمال ترک نمودہ باشند مانند ٹوپی والا بمعنی مغل۔ ظاہر است
که ہر جا که کلہ پوش است آنرا ٹوپی والا گفتن صحت دارد لیکن سوائے مردم ولایت
سید باشد یا مغل یا افغان دیگرے را ٹوپی والا نمی گویند۔ و منقول دو گونہ است
عرفی و شرعی۔ و عرفی نیز دوگونہ بود یا در عرف عام مستعمل شود مثل ٹوپی والا یا در
عرف خاص چوں کافور ہو جاؤ بمعنی بروید مخصوص بہ بعض اہل اردو۔ و شرعی مانند تعزیہ
بمعنی تابوت امام و اگر گاہے بمعنی اصلی و گاہے بمعنی نو استعمال کنند از دو حال بیروں
نیست۔ اگر بمعنی اصلی استعمال نمایند حقیقت گویند۔ و اگر بمعنی نو بر زبان آرند آنرا مجاز
نامند چوں قارورہ بمعنی بول که در اصل بمعنی شیشہ بود۔ و مجاز سہ قسم است اول مایئول الیہ
مثل مولوی گفتن طالب علم نظر بزمان مستقبل زیرا که بعد فراغ از تحصیل علوم مولوی
گفتہ خواہد شد۔ دوم مرسل و آں بر چند نوع باشد مثل پروانہ بمعنی عاشق۔ و آنچہ متضمن
تشبیہ بود آنرا استعارہ خوانند۔ و ہر چہ دران معنی نو از معنی اصلی گرفتہ و وقت
استعمال لفظ بمعنی اول دلیلی قوی بر وجود معنی دوم داشتہ باشد آنرا کنایہ گویند۔ درین
صورت در فن بیان ذکر سہ چیز ضرور افتاد یعنی مجاز و کنایہ و استعارہ و ہمیں ہر سہ چیز
اصول این فن باشد۔ چوں استعارہ مجاز یا تشبیہ است آگاہی از تشبیہ ہم بر جویائے
کمال واجب بود ازیں جہت تشبیہ را بر سہ اصل چہارم شمردہ اند و از مسلمات این

وکتا باعتبار بدخلقی وگینڈا باعتبار فربہی۔ مثال اشتراک در ہر دو۔ زید کا گھوڑا جو
کمیت ہے اور سو کوس جاتا ہے وہ ایسا ہے جیسا عمرو کا کمیت گھوڑا کہ سو کوس راہ
جاتا ہے۔ درینصورت کہ ہر دو اسپ در حقیقت وصفت بودن و راہ رفتن یکی ہستند فائدہ
تشبیہ معلوم نمی شود زیراکہ در تشبیہ ترقی چیز کم قدر در کار می باشد چہ در تشبیہ خر با
فیل و تشبیہ جاہل با بوعلی۔ فائدہ این است کہ خر را آزار دہند و جاہل را حقیر
شناسند۔ و در تشبیہ بوعلی با کرگس بیان قوت حسن بصر شیخ است و در تشبیہ شجاع
با شیر و احمق با خر بیان شجاعت و حماقت ہر دو منظور است۔ مثال تباین در ہر
دو چیز۔ بوعلی سینا مانند چنار کے درخت کے علم میں بڑا اور ذہن سلیم رکھتا ہے۔ دریں
صورت [illegible] تشبیہ ثابت نمی شود زیراکہ تشبیہ بغیر اشتراک در دو چیز کہ آنرا وجہ شبہ
نامند [illegible] مانند [illegible] ارشتہ زنار۔
موجب آنکہ ارکان تشبیہ پنج است مشبہ و مشبہ بہ و وجہ شبہ و حرف تشبیہ و غرض تشبیہ
مشبہ آنکہ آنرا بچیزے کہ زیادہ از وی بصفت باشد مشابہ سازند وصفت اعم از مدح
و ذم بود۔ و مشبہ بہ آنکہ در صفت از مشبہ زیادہ باشد و قدر مشبہ را بیفزاید۔ و وجہ
شبہ آنکہ گفتہ آمد۔ و حرف تشبیہ آنکہ دلالت بر تشبیہ نماید۔ و غرض تشبیہ آنکہ تشبیہ
چیزے بچیزے برائے آں باشد مثال آں فلانے کا چہرہ روشنی میں مانند آفتاب کے
ہے۔ چہرہ مشبہ آفتاب مشبہ بہ روشنی وجہ شبہ و مانند حرف تشبیہ۔ ترقی معشوق غرض
تشبیہ۔ و در اردو تشبیہ ملالینا و مشبہ را الٹا ہوا و وجہ شبہ را میل نامند و برائے مشبہ بہ
و حرف تشبیہ نامے در اردو نیست و غرض تشبیہ خود چیزے نیست کہ نامے برای آں
مقرر کردہ می شد اینجا ہم ہمیں می تواں گفت۔ و حروف تشبیہ در ہندی بسیار است
مانند ہم در استعمال اردو است و در استعمال فصحا نظیر و عدیل و مقابل و مشابہ و لفظ
مقابل و برابر و جیسا و جوں در ریختہ گویاں و ازیں قبیل۔ و تشبیہے کہ دراں وجہ شبہ

آں بحث مجاز آسان می شود بخلاف بحث مجاز کہ از دریافتن آں راہ باستعارہ آسان
نمی تواں برد۔ و استعارہ را بعد تشبیہ مذکور کردہ اند۔ اینجا وجہ تقدیم تقدیم جزبر کل
و ہم زیادہ بودن بحث تشبیہ از بحث استعارہ است۔ پس گفتہ می آید کہ اول اصول
چہارگانۂ فن بیان کہ مدار آں بر دلالت تضمنی و التزامی است و ہر دو را عقلی نیز گویند
تشبیہ بود۔ و آں عبارت است از یکی کردن دو چیز کہ از ہم جدا باشند در یک امر کہ میانۂ
ہر دو مشترک باشد۔ و آں اشتراک باید کہ در ہر دو برابر نبود در یکے و در یکے زیادہ۔
تا کم را با آں زیادہ برابر گفتہ قدرش بفزائیم۔ و آں مشترک در حقیقت باشد یا صفت۔
اگر دو چیز در حقیقت مشترک است باید کہ در صفت جدا باشد۔ و اگر در صفت مشترک است
باید کہ حقیقت ہر دو جدا جدا بود۔ و اگر در حقیقت و صفت ہر دو غیر یکدیگر باشند یا در ہر
دو ام مساہم و مساوی۔ در ہر دو صورت تشبیہ باطل شود۔ مثال اشتراک در حقیقت
خر مانند فیل است و فیل مانند خر۔ یعنی در حقیقت ہر دو حیوان اند و در صفت فیل فیل است
و خر خر۔ مثال اشتراک در صفت زید چوں اسپ صد کردہ راہ میرود یعنی در صفت
راہ رفتن زید و اسپ ہر دو برابر اند و در حقیقت خاص جدا جدا۔ یعنی زید حیوان ناطق
است و اسپ حیوانِ صاہل۔ در تشبیہ اول حقیقتِ عام مقصود گویندہ است و در تشبیہ
ثانی حقیقت خاص۔ مثال دیگر از تشبیہ اول یعنی اشتراک در حقیقت و مغایرت در صفت
ہر جاہل مثل بو علی سینا است یعنی در حقیقت کہ انسانیت ہر دو یکے ہستند و در صفت
جدا جدا۔ جاہل جاہل است و حکیم حکیم۔ مثال دیگر از تشبیہ ثانی بو علی سینا در تیزی نظر
چوں گرگس است۔ یعنی بو علی سینا و گرگس ہر دو در صفت کہ تیزی نظر است برابر اند
و در حقیقت خاص جدا جدا۔ و در اردو ہم آدم بدخلق را کٹ کھنا کتا نام نہند باعتبارِ
صفت۔ گویند کہ فلانا گدھا ہے یا شیر ہے یا پری ہے یا کتا ہے یا گینڈا ہے جا بجا صفت
جدا جدا معتبر باشد گدھا باعتبار حماقت و شیر باعتبار شجاعت و پری باعتبار وجاہت

مثال تشبیہ تفضیل چاند تو تو ہے لیکن چاند نے یہ کج کلاہی کہاں پائی۔ یا قد تیرا مانند سرو کے مسلّم لیکن سرو میں یہ قبا پوشی کہاں۔

## شہر دوم در بیان استعارہ

استعارہ در لغت طلب چیزے بعاریت باشد و در عرف بلیغاں مراد از مجاز یا تشبیہ باشد یعنے مجاز آ مشبہ بہ را ذکر کنند و در حقیقت ذکر مشبہ مرکوز خاطر باشد یا آنچہ مناسب با مشبہ بہ باشد از روے حقیقت در مشبہ ثابت کنند از روے مجاز یا ہرچہ مناسب با مشبہ باشد دراصل با مشبہ۔ مذکور سازند وگاہے بجاے مشبہ بہ ضد آں تعریف یا بغض استعمال نمایند از روے مجاز۔ اما قسم اولیں را اتفاقیہ و قسم چہارم راعنادیہ نامند مثال قسم اول کالا ناگ آتا ہے یعنی آدم موذی می آید یا میری ہرنی کو لاؤ یعنی محبوبہ مرا بیا۔ یہ یا چاند رتھ میں جاتا ہے یعنی محبوبہ کہ چوں ماہ است در رتھ میرود۔ مثال قسم دوم موت کے پنجے سے کوئی بھی جیتا بچا ہے یعنی از مرگ کہ مانند شیر است ہیچگونہ جان می تواں برد۔ مثال قسم سوم تیرے سُرمہ میں رنگے کنول اور تیری انگیا کے بھونرے کسی کے ایمان کو باقی نہیں رکھتے ظاہر است کہ سرمہ را با کنول علاقہ نیست الا با چشم محبوب و شانا کچہ را با بھونرا چہ تعلق مگر با سرپستانِ کافرِ بے پیر۔ مثال قسم چہارم شیر آتا ہے وقتیکہ غرض ازاں شخص نامرد باشد۔ دریں مقام تعریض واقع شدہ لومڑی آتی ہے بجاے اینکہ مرد شجاع می آید از روے بغض و عداوت بود۔ و مشبہ را دریں بحث مستعار لہ و مشبہ را مستعار منہ و لفظ را مستعار خوانند مانند نرگس کہ ایں لفظ را مستعار و چشم معشوق را کہ مشبہ است مستعار لہ و گلِ نرگس را کہ مشبہ بہ است مستعار منہ گویند۔ مشبہ را مستعار لہ ازاں گفتند کہ استعارہ لفظ

مذکور شود مفصل نامند مانند ایں عبارت کہ فلاں شجاعت میں شیر جیسا ہے۔ و الا مجمل
مثل اینکہ فلاں شیر جیسا ہے ایں از اول بہتر بود۔ و تشبیہ با حرف تشبیہ موکد نامیدہ
شود بنوعے کہ گفتہ شد۔ و بغیر آں مرسل و مرسل بلیغ تر از موکد باشد مثل فلاں شیر ہے
و مشبہ و مشبہ بہ عقلی بود یا حسی۔ مثال حسی در تشبیہ چہرہ با آفتاب گزشت۔ و مثال
عقلی چوں تشبیہ علم بحیات است و تشبیہ جہل بمرگ۔ جہل و علم ہر دو امر عقلی است۔
حسی نیست۔ و اگر مشبہ و مشبہ بہ ہر دو حسی باشند وجہ شبہ اعم ازاں است کہ حسی باشد
یا عقلی۔ مثال وجہ شبہ حسی در مثال مشبہ مشبہ بہ حسی بیان کردہ شد زیراکہ وجہ شبہ در تشبیہ
چہرہ با آفتاب روشنی است و آں حسی بود۔ مثال وجہ شبہ عقلی و مشبہ و مشبہ بہ حسی۔ مولوی
فخر الدین صاحب میرے نزدیک ایسے تھے جیسے مسلمان کے نزدیک قرآن شریف۔
مولوی فخر الدین صاحب قرآن شریف ہر دو محسوس است و وجہ شبہ در ہر دو ہدایت
آدمی و آں امرے است عقلی۔ و اگر مشبہ و مشبہ بہ عقلی باشند بضرورت وجہ شبہ عقلی باشد
نہ حسی چوں لقاے نام در تشبیہ علم بزندگانی و فقدان نام در تشبیہ جہل بمرگ۔ و گاہے
مشبہ عقلی باشد و مشبہ بہ و وجہ شبہ حسی و گاہے برعکس مانند تشبیہ خلق کریم بعطر یا تشبیہ
روح بہ گل یا لعکس آں یعنی مشبہ حسی باشد و مشبہ بہ و وجہ شبہ عقلی چوں تشبیہ آتش
بذہن وقاد۔ و اگر در تشبیہ دو مشبہ و مشبہ بہ باشد آں تشبیہ را تشبیہ تسویہ نامند۔ و
اگر دو مشبہ بہ یک مشبہ باشد تشبیہ جمع۔ و اگر ہیأت اجتماعی مشبہ و ہیأت دیگر بعض صفت
مشبہ بہ بود تشبیہ مرکب یا تشبیہ ممثل خوانند۔ و نوعی است از تشبیہ موسوم بہ تشبیہ
تفضیل یعنی بیان کردن فضل مشبہ بہ مشبہ بہ۔ مثال تشبیہ تسویہ تیرے بال اور میرا
حال دونوں اندھیری رات ہیں۔ مثال تشبیہ جمع۔ آج کی اندھیری رات ایسی
سیاہ ہے جیسے میرا دن اور تیری چوٹی۔ مثال تشبیہ تمثیل لہو بھری تلوار میں
جوہر ایسے نمایاں ہیں جیسے کالی گھٹا میں بجلی کے چمکنے سے تارے نظر آویں۔

یعنی عاشق است پروانا خاص است و عاشق عام۔ اور کپڑا میرا بھیگ گیا یعنی انگرکھہ میرا بھیگ گیا کپڑا عام است و انگرکھہ خاص۔ و جُز بجاے کُل و کُل بجاے جُز مثال آں حُقہ لاؤ بجاے قلیان و نیچہ و چلم با تمباکو و آتش۔ پیدا است کہ حُقہ جزو این ہیات اجتماعی است اور گھر ہار اگر پڑا بجاے اینکہ دیوارِ خانہ ما اُفتاد دیوار تمام خانہ نیست بلکہ جزوِ خانہ است۔

## شہر چہارم در حُسن و قبح کنایہ

بدانکہ حُسن و قبح در ہر چیزی می باشد تشبیہ و استعارہ و مجاز ہم ہر قدر کہ بود اگر نادر و غیر متبذل باشد بہتر است۔ ہم چنیں کنایۂ سریع الفہم متبذل بکار نمی آید مانند پیٹ کا ہلکا یعنی شخص راز نگاہ ندارندہ یا بے مُہار اونٹ یعنی یاوہ گو و [illegible]یدہ دہاں۔ اگر چنیں گفتہ آید ہر آئینہ ابلغ باشد فلانا حلال خوروں کا روپے دینے والا ہے یعنی سخی ہے۔

## شہر اول از جزیرۂ ہفتم در علم بدیع

کہ دراں دو شہر دلچسپ یک باغِ جا[illegible]ں نواز در نظرِ نظارگیان جُ[illegible]دِ عروسانِ بہا[illegible] معنی و مضامین جلوۂ ظہور میدہد در[illegible] بدایع لفظی از انجملہ است[illegible]
جناس کہ آنرا تجنیس ہم نا[illegible]مند یعنی بودن دو لفظ [illegible]بیہ ہم۔ و آں چند گونہ بود۔
اول تجنیس تام یعنی شب[illegible]یہ بودن دو لفظ در حرو[illegible]ف و حرکات بغیر ترکیب چون گل بفتح کاف و سکون لام [illegible]بنی دیروز و فردا و قرا[illegible]ر و آرام۔ و مونڈھا یعنی [illegible]

برائے آنست یعنی لفظ نرگس از گل نرگس برائے چشم محبوب مستعار گرفتہ شد و
مشبہ بہ مستعار منہ برائے آنست کہ از آں ایں لفظ را گرفتہ اند۔

## شہر سیوم در تفصیل مجاز

مجاز باعتبار ما یؤول الیہ بود یا مرسل یعنی ما یؤول الیہ ہرچہ بآں انجامد باشد خواہ
نظر بہ زمانۂ گزشتہ بود خواہ بہ زمانۂ آیندہ مانند ایں مردہ ندانم کے مرد یا ایں کشتہ
را کہ کشتہ است۔ مردن مردن مُردہ یا کشتہ شدن کشتہ نظر بہ زمان گزشتہ باشد
کہ زمان حیات ہر دو بودہ است۔ و مردہ را در حال زندگی مردہ گفتن مردن او
ثابت کردن نظر بزمان مستقبل بود کہ کارش بآں انجامد۔ ہم چنیں حال گشتہ و
مولوی گفتن طفلے کہ طلب علم نماید نظر بہ زمانِ آیندہ باشد یعنی روزے مولوی
خواہد شد۔ و طبیب زادہ را طبیب گفتن نظر بہ زمانِ ماضی بود بخیال آنکہ پدرش
طبیب بود یا بہ نظر زمانۂ مستقبل کہ روزے بعد تحصیل علم بمنصب پدر خواہد رسید۔ و
مرسل یعنی گزشتہ شدہ باشد و ازیں جہت نامیدہ شد کہ علاقۂ تشبیہ را در آں ترک
نمودہ اند و ایں مجاز را اقسام بود گاہے سبب را بجائے مسبب ذکر کنند و گاہے
مسبب را بجائے سبب گویند مثال آں۔ جس ندی نالے کو جنگل میں دیکھا سب
میں مینھ نظر آیا یعنی آب کہ مسبب باران است اور تمام دن آج اجرا برسا کیا۔
یعنی باران نرم کہ سبب پیدا شدن غلہ باشد۔ و ظرف بجائے مظروف و مظروف
بجائے ظرف مثال آں گلاب کو طاق میں رکھدو یعنی شیشۂ گلاب را بر طاق گزارید
اور قارورہ انکا بہت سرخ ہے یعنی بول کہ در قارورہ میگیرند بسیار سرخ است۔
و خاص بجائے عام و عام بجائے خاص مثال آں فلانا آدمی بنو پر پڑا ہے

اول فقرہ اول و لفظ ثانی سجع لفظ ثانی ہم چنین سیوم و چہارم و پنجم و ششم و ہفتم تا جائیکہ تمام شود۔ و نیز لفظ اول این مصرع قافیہ لفظ اول مصرع ثانی و دوم قافیہ دوم و سیوم قافیہ سیوم تا تمام شدن مصرع مثال فقرہ پونڈا اپیکا آتا پڑا کہ جسکی برائی بیان سے باہر ہے۔ پونڈا اکڑوا ایسا بھلا کہ اسکی بھلائی گمان سے بڑھکر ہے۔ مثال مصرع۔

کھڑا ترا ظہورِ خدا اے کریم ہے

گو جا بجا وفورِ بلا اے عظیم ہے

دیگر ترصیع با تجنیس مثال آں منسوب بیگ و مقصود بہاست۔ دیگر معرب و این عبارت از عبارتے بود کہ مشتمل بر حرکتے بود از حرکات ثلاثہ کہ زبر و زیر و پیش باشد یعنی اگر متضمن فتحہ باشد ضمہ و کسرہ دراں نیارند و اگر ضمہ دارد کسرہ و فتحہ نمی باید و اگر اول قید کسرہ کنند باید کہ از فتحہ و ضمہ پاک باشد۔

دیگر اشتقاق و این آوردن لفظی چند است کہ مشتق از یک مصدر باشند مثال جس جانے والے کو دل جانا ہو جاتے جاتے چاہیے کہ ہم سے رخصت ہو کے جاوے اس طرح کے جانے میں اس کا کیا جاتا ہے۔

دیگر مسجع و آں سہ نوع است متوازی و مطرف و موازنہ۔ متوازی آنکہ دو لفظ در حروف و حرکت از روے عدد برابر باشند مثل یکدیگر مانند وقار و حصار و کنار و کبار۔ و مطرف آنکہ جزو ہر دو مساوی باشد چوں اطوار و حصار در ینجا دار و صار باہم سجع واقع شدہ در بعضی بحور اطوار و حصار آخر بیت بجاے قافیہ می آید و در بعضی اوزان نے۔ و موازنہ آں بود کہ وزن دو لفظ دراں مساوی باشد و موافقت روی دراں شرط نبود مانند گل و پہ و دل و در و سرو خم مثال موازنہ تیرا باپ عجب بشر ہے جس کا مان سدا رہا ہے۔ دو قسم اول عام است در نظم و نثر ہر دو می آید و قسم آخر خصوصیت با نثر دارد۔

بران نشتید و بمعنی شانہ یعنی کتف ۔ دوم تجنیس ناقص و ایں شبیہ بودن درد ولفظ
در حروف فقط باشد و در حرکات مخالف ہم ۔ چوں بَیر بمعنی دشمنی و بیر بمعنی کنار ۔
سیوم تجنیس مکرر و آں جدا کردن جزوے از لفظ مقابل لفظی است کہ بعد از اں
بلا فاصلہ مذکور شود مثال آں ۔ بیت

ہم سے کیوں رکھتا نہیں ہے وہ بتِ خودکام کام
جس نے اپنا کر دیا ہر ایک پر انعام عام

چہارم تجنیس مرکب یعنی ترکیب دو کلمہ با کلمہ و جزو کلمہ لفظی مقابل کلمہ پیدا شود و آں
مقرون بود و مفروق ۔ مقرون آنکہ در تلفظ و کتابت ہر دو مثل ہم باشد ۔ و مفروق
آنکہ در کتابت مخالفِ آں بود مثال ہر دو بیت

تجھ کو نہ کبھی دیکھ مجھے ترس آیا
بھر عمر نظارے کے لیے ترسایا
تقصیر سوائے عشق کے کیا مجھ سے ہوئی
ڈر ٹک تو خدا سے کافر ترسایا

پنجم تجنیس خط چوں مشکیں و مسکیں و خط و حظ و زر و رز و پاک و باک ۔ ششم تجنیس زائد
و آں عبارت است از زیادہ بودن حرفی در لفظی مقابل لفظی کہ در تلفظ و کتابت
مثل آں باشد و ایں حرف زائد خواہ در اول لفظ بود خواہ در وسط خواہ در آخر ۔
مانند چاہ بمعنی کنواں در فارسی و چاہا بمعنی مہر و رزید و یال و خیال و کار و کنار ۔
ہفتم تجنیس مطرف و آں مختلف بودن حرف اخیر در دو لفظ شبیہ ہم باشد چوں آزاد
و آزار و آفاق و آفات ۔

دیگر ترصیع و ایں صنعت چناں بود کہ فقرۂ بنویسند یا مصرعے موزوں نمایند و مقابل
آں فقرہ یا مصرعہ فقرۂ ۔ یا مصرعے بایں طریق آرند کہ لفظ اول ایں فقرہ سجع لفظ

دائم اسکو بھی مجھ سے لطف نہاں

دیگر مقلوب و آں مراد از لفظ عبارت و مصرع و بیت بازگونہ باشد و آں بر چند قسم است۔ مقلوب کل چوں حد و دح۔ و مقلوب بعض چوں زشک و شکر و عرب و ربع و علم و لمع۔ و مقلوب مجنح بروزن مفعل صیغہ مفعول است و معنی آں بال زدہ بود و در اصطلاح بودن لفظ در آخر مصرع۔ مقلوب لفظی کہ در اول مصرع باشد۔ و مقلوب مستوی مراد از بودن عبارت و مصرع و بیت مقلوب بصورت اول۔

مثال مقلوب کل مصرع

بات کی باقی نہیں ہے مجھ میں تاب

و قسمے ست از مقلوب کل کہ چہار مصرع باشد گویند کہ لفظ اول مصرع ثانی مقلوب لفظ آخر مصرع اول باشد و لفظ اول مصرع سوم مقلوب لفظ آخر مصرع دوم و لفظ اول مصرع چہارم مقلوب لفظ آخر مصرع سوم و لفظ اول مصرع اول مقلوب لفظ آخر مصرع چہارم باشد۔ مثال آں۔ رباعی

رُت یہ پیدا ہمیشہ ہووے بر
رب کی قدرت سے ہوتے ہیں سب در
رد جو کوئی یہ بات کرے اُس کا تن
نت کیجے پچیاں لگا خون سے تر

مثال مقلوب بعض مصرع

خرف ہو گئے ہیں میاں فخر کے دل

مثال مقلوب مجنح مصرع

تھان دو ململ کے لایا بن ناتھ

مثال مقلوب مستوی اوبی ریتی تیری بوا ریتی نام کسی فرض باید کرد و در فارسی

دیگر رد العجز علے الصدر معنی آں از روے لغت باز گردانیدن سُرین بر سینہ باشد و در عرفِ لبغاں مراد از ذکر لفظی بود در آخر مصرع دوم کہ در اول مصرع اول ذکر کردہ باشند خواہ بر وضع تجنیس خواہ ورائے آں مثال تجنیس شعر

مانگ اپنی سنوارتی ہے آج
جس نے کل دل لیا تھا ہم سے مانگ

مثال ورائے تجنیس۔ شعر

آدمی کا مارنا اچھا نہیں
مظہرِ ذاتِ خدا ہے آدمی

و اقسام آں در فارسی بسیار است از انجملہ است لفظ اول مصرع دوم در آخر مصرع دوم آوردن و ایں ہم تجنیس و غیر تجنیس باشد مثال تجنیس شعر

جس نے کل ٹپکا کھلایا تھا ہمیں
پال میں آنبوں کے ڈالی آج پال

مثال غیر تجنیس شعر

خدا جو کچھ کہ میسر کرے وہ کھا لیجیے
پُلاؤ گر نہ میسر ہو کون کھائے پُلاؤ

و قسمی است از ہمیں لفظ آخر مصرع اول در اول مصرع ثانی و لفظ آخر مصرع ثانی در اول مصرع سیوم و لفظ آخر مصرع سوم در اول مصرع چہارم آوردن و آنرا مُدام نامند۔ مثال آں رباعی

آتا نہیں کیوں مرا وہ آسایشِ جاں
جاں جس پہ فدا کرتے ہیں سب اور ایماں
ایماں ہے مرا محبت اُسکی دائم

قافیۂ کامل زیراکہ دل ہم قافیۂ عاقل می تواند شد۔
دیگر لزوم ایں صنعت چناں است کہ شاعر دو چیز یا سہ چیز یا زیادہ در شعرے جمع کند و در ہر شعر ذکر آں لازم گیرد تا آخر قصیدہ مثل شتر حجرہ کا بیتی و لک لک و مگس خسرو دہلوی ایں در ہر بیت لک لک و مگس بیاں نمودہ۔ و در ہر بیت شتر حجرہ را ذکر کردہ

مثال در ہندی نظم

ناگنی کو جس طرح سے مور جاتا ہے نگل
میں بھی کھا کر غم کو تیرے روز رہتا ہوں اٹل
ناگنی سیلی تری اور حلقۂ بینی ہے مور
دو پہاڑوں میں پچھے ہیں ڈر کے کونے نکل

در نسخۂ دیگر بایں نہج است۔ نظم

ناگنی سیلی تری اور حلقۂ بینی ہے مور
جس طرح ہو مور سے اس ناگنی کو تو بچا
ناگنی جا نیر کہاں ہو مور سے تدبیر بن
مور جس کا ہو چلے وہاں ناگنی کا زور کیا

دیگر مسجع و آں مراد از چار پارہ کردن بیت سوائے مطلع بایں طریق است کہ سہ پارۂ اول باہم قافیہ داشتہ پارۂ آخریں بقافیۂ اصلی رجوع نماید مثال آں شعر

کل آنکھ میری لڑ گئی اس کافر عیار سے
ہے آج نوبت سر پٹکنے کی در و دیوار سے
اس شوخ سے جا کر کہو لے بد مزاج تند خو
بیرحم تو اتنا نہ ہو تک شرم کر دادار سے

و بعضی قدماے فارسی در غزل مسجع رجوع بقافیۂ اصلی نکردہ ہماں سجع را کافی

مثالہا بسیار است - امیر خسرو بیت

شکر بتر از دے وزارت برکش
شو ہمرہ بلبل بلب ہر ہوش

ہر مصرع مقلوب مستوی است راقم گوید مصرع

من از آں پے عمل علم عرب نازانم

راقم حقیر رقعہ دریں صنعت نوشتہ است بطریق ارمغاں پیش طالباں ایراداں مینماید

رقعہ

دارا دربانم بی فرادا دیدن لب شکرگان آغوش قودہ ق نعیم حبیب فرشتاہاں پناہ و جہاں گلہاے اجرا بودہ بیرا ازموج مدام غم درم ما: سماں از نیم قیرنام اہل نمود ازمطرب ارب راہمہ در در سم خطبہ اشت ہمی ارک رایات اہ لبط خم سرور ہمہ ارب را بطرم عزاد و من بہیل ما فریق میزان اسماہ مردم غما د مجرم زا سیہ ود بار رجاے اہل گناہ جہاں پناہ اشرف بی جمع نقود و قشون باتمام کبرکش ملبندی وا داریب منا بردارانہ -

دیگر مربع واین صنعت مراد از چند سطر و بیت است کہ در طول و عرض خواندہ شدن آں یکساں باشد مثال آں

| کہو کچھ | اجی تم | خموشی | کہاں تک |
|---|---|---|---|
| اجی تم | سنو تو | چھبیلی | بھیانک |
| خموشی | چھبیلی | بتاؤ | یہ کیا ہے |
| کہاں تک | بھیانک | یہ کیا ہے | یکایک |

دیگر لزوم مالایلزم یعنی لازم گرفتن چیز غیر لازم بر خود چوں قافیہ موسسہ مانند عاقل

اس میں کیا فائدہ گر مجھ کو کیا تو نے قتل

کچھ بھی انصاف کرائے سرو رواں بہر خدا

بعد از حذف نمودن لفظ اول از ہر مصرع وزن رباعی باقی میماند۔

رسوا نہ کرائے آفت جاں بہر خدا

تیرا ہوں میں کر رحم میاں بہر خدا

کیا فائدہ گر تو نے کیا مجھکو قتل

انصاف کرائے سرو رواں بہر خدا

و منقوص مراد از بیتے است کہ اگر از آخر آں لفظی برداشتہ شود وزن دیگر پیدا شود۔

بیرحم جلا نہ جی کو میرے چُپ رہ

معلوم ہیں مجھکو مکر تیرے چپ رہ

کس واسطے اس قدر تو لے بس بس

تو آوے گا ہاے میرے دیرے چپ رہ

از دور کردن چُپ رہ وزن رباعی وزن لیلی مجنوں نمانی میشود۔

بیرحم جلا نہ جی کو میرے معلوم ہیں مجھکو مکر تیرے

کس واسطے اسقدر تو لے تو آویگا ہاے میرے دیرے

دیگر ذوقافیتین و ذوالقوافی یعنی ذوقافیہ در یک بیت یا زیادہ آرند و مرصع نیز داخل ذوالقوافی میتواند شد مثال ذوقافیتین۔ شعر

غیر کے آنے میں گھر تیرے ہے نقصان تیرا

میں ترے واسطے کہتا ہوں کہا مان مرا

دیگر موشح توشیح عبارت است از گفتن چند بیت بایں طریق کہ اگر حرفے از اول ہر مصرع یا کلمۂ از اول یا اوسط یا آخر گیرند و آں را باہم جمع نمایند نامے یا مصرعے

شمرده اند مثال آں - سعدی

اے بادِ عالم سوز من از من چرا رنجیدۂ
وے شمع شب افروز من از من چرا رنجیدۂ
اے قبلۂ من روے تو وے کعبۂ من کوے تو
صد بار بمیرم بندِ روے تو از من چرا رنجیدۂ

مثال آں در ہندی میر حسن صاحب مثنوی سحر البیان مرثیہ گفتہ کہ مطلعش این است۔ مرثیہ

تم تو سر دینے رن میں سدھارے فاطمہؑ کے پیارے حسینا
آج آفت ہے گھر پہ تمہارے فاطمہؑ کے پیارے حسینا

ابیات باقی قافیہ ندارد و سجع ہر بیت قافیہ است۔

دیگر تلمیع تلمیع مراد از جمع کردن زبانہاے متعدد است در یک بیت دو زبان جمع شوند و در مخمس پنج زبان مثال آں

جھمکی سی ہمیں دُور سے دکھلا دے خدا را
اے نور خدا در نظر از روے تو ما را

دیگر متلون مراد از ایراد بیت در دو وزن یا زیادہ باشد مثال دو بحرین

تجھ سیتی میں کیا کہوں اے بے وفا
گزری جو کچھ گزری جو تھا ہو چکا

تا بست و چہار وزن فقیر ہم بستن می تواند کرد۔ و قسمی است از متلون محذوف و منقوص محذوف عبارت از بیتے باشد کہ اگر لفظ اول آں بردارند موزونیت برجا ماند و در وزن دیگر شود مثال آں نظم

مجھ کو رسوا نہ کر اے آفت جاں بہر خدا
بندہ تیرا ہوں نہیں کر رحم میاں بہر خدا

فاء فہم و در سطر چہارم زاء ژ ل والف الحاد و یاء ہو وے و واو اور حد اجدا نوشتن بطریق سطر اول پر ضرور است تا دریافت آں بر دیگراں آسان شود و در سطر پنجم ہمیں واو واہی بسرخی یا بسبزی یا زردی باید نوشت یا بہر رنگ دیگر کہ خواشتہ باشد۔ ازیں عبارت بگرفتن ایں حروف نام چہار محبوبہ بر می آید پیا زو۔ کمیا۔ بندی۔ الفو۔ و بعضی تمام کلمہ را میگیرند تا مبتدا و خبرے درست نمودہ آید مثال آں۔

پیا زوالے کو آج کمیا کے یار نے بندی کے گھر ناحق آ الفو کے سامنے مارا۔
گھر میں سندی تھی سو دوشالے کی گاتی باندھے جوڑی بجا رہی تھی خوب جب غل ہوا تو اٹھ
گئی اور کوٹھے پر جا کر لیٹ رہی اور جو بچیاں تھیں ہو ہو کرنے لگیں اور سرفراز دو تو رو ئی۔

اگر در سطر اول لفظ پیا ز و واو والے و کمیا و بندی و الفو نگیں نوشتہ شود و در سطر ثانی گھر سو و گاتی و خوب و در سطر سیوم گئی و رہی و ہی و روئی بہمیں طریق چہار عبارت متضمن مبتدا و خبر بیروں آید یعنی [پیا زو گھر گئی اور کمیا سو رہی او بندی گاتی ہے اور الفو خوب روئی]

دیگر نظم النثر گویند کہ ایں صنعت ایجاد امیر خسرو دہلی است شرحش اینکہ بیتے چند گویند کہ در نثر ہم خواندہ شود لیکن الفاظ شستہ و شگفتہ آوردن شرط است والا بغیر ایں قید ہر منظوم را منثور می تواں خواند زیرا کہ ترک یای کسرۂ اضافت وصفت و تلفظ بواو و ہاء مختفی ہر نظم را نثر می نماید و دیگر ضروریات شعر ہم نباید آورد۔ مثل تقدیم بعضی الفاظ بر بعضی کہ در نظم بضرورت جواز دارد و حذف بعضی روابط کہ در نظم حذف میتواں کرد و در نثر حذف آں قبیح نماید مثال

بنام جہاندار جاں آفریں — حکیمی سخن برزباں آفریں
خداوند بخشندۂ دستگیر — کریم خطا بخش و پوزش پذیر

در وزن دیگر ہم رسد و اگر ابیات زیادہ باشند بتہیا بدست آید مثال آں بیت

جس نے دم میں کیے ہزاروں خوں
مارے لاکھوں غریب پڑھ کے فسوں
یادیں اُسکے سب گئے ہیں بھول
آب وناں کا تھا جس قدر معمول
ہو تو آگاہ نام سے اُس کے
چاروں مصرع کے حرف اول لے

و از ہمیں قبیل است معقد و مشجر یعنی مصاریع ابیات را چناں نویسند کہ بشکل گرہ یا درخت معلوم شود عزیزے کتابے دریں صنعت نوشتہ بود در ظاہر ہمیں یک کتاب بود و در ہر سطر چند جا برنگے سوائے رنگہاے دیگر لفظی نوشتہ بود بطریقی کہ اگر آں الفاظ محاذیہ را از سطر اول تا سطر آخر کتاب در طول جمع میکردند نسخۂ دیگر مختصر و موجز متضمن علمی یا مطلبی ہم می رسید و از یک کتاب شش کتاب دیگر بر می آید۔ راقم الحروف ہم با یماے میر انشاء اللہ خاں صاحب عبارتے نوشتہ بود کہ ازاں عبارت دوازدہ عبارت دیگر بر می آید مثال نثر

پروردگار کا شکر کیا چاہیے کہ ہم سے نالایق بندوں کو ایسے کھانے کھلاتا ہے
۔ اُس کی عام عنایت ہے اور خاص لطف جن جن لوگوں کے واسطے ہے اُنھیں
پر ہے یہاں کچھ جاے گفتگو نہیں ہے جو کوئی دیوانہ ہو اور فہم نہ رکھتا ہو تو زٹل
سمجھے یا الحاد کا غلبہ طبع پر کسی کے ہووے سو ایسا اور کون ہے سوا داہی کے ۔

در سطر اول باء فارسی پروردگار و کاف کا کہ علامت اضافت است و باء بندوں کو والف ایسے برنگہاے مختلفہ باید نوشت و در سطر ثانی یاء یہ و میم عام و نون جن و دم و لام لوگوں کے و در سطر سیوم الف انھیں و یاء یہاں و دال دیوانہ و

خدا سے ٹک تو ڈرو یاد تو کیجیے قراروں کو

## مثنوی

اجی صاحب سنو تو تم نے کل — کیا کہا تھا اور آج کس لیے ٹل

گئے اپنے کلام سے صاحب — ایسی الفت بھی کچھ نہیں واجب

ہم تو سر دینے تک بھی حاضر تھے — پر تمھارے تو دیکھے ڈھنگ نئے

واہ جی واہ آپ کے قربان — ہو جیے کیا ہی نکھٹے اور ناداں

بنگئے ہو خدا سے ٹک تو ڈرو — یاد تو کیجیے قراروں کو

دیگر حذف ایں مراد از نظمی یا نثرے بود کہ دراں حرفے از حروف تہجی نیارند مانند خطبۂ کہ از امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام خالی از الف نقل کنند مثال در ہندی خالی از نون۔

جس کا جی چاہے ہمارے پاس آئے گھر ہے اُس کا اور جو کوئی آتا آتا کبار گی رہ جاوے تو ہم کو کیا غرض۔ اگر یہ چاہے کہ ہم سا بے لیاقت بھی کبھی کبھی آیا کرے تو یہ بات بہت مشکل ہے اسواسطے کہ عاصی پُر از معاصی ایسا عہد کر بیٹھا ہے کہ اس گوشہ ہی کے بیچ اسی طرح جما رہے کہ اگر ہزار بار دورۂ کامل فلک ہشتم کا کہ جسکو خلق خدا کی کرسی کہتی ہے سر پر گزر جائے تو بھی اس جگہ سے اُٹھکر جو بہت جائے تو اس دوسرے حجرے تک جاوے سو بھی دیکھا چاہیے یہ بھی اسوقت کا ایک زٹل قافیہ ہے۔

دیگر حاجب یعنی واقع شدن ردیف میانۂ دو قافیہ مثال آں

شعر

کل جو اُٹھ کر مرے پہلو سے گیا دلبر گھر

گلہ اُٹھ جانے سے میرا ہی رہا دلبر پر

شعر مشتمل بر حاجب را محجوب نامند و نزد بعضے مردف نیز گویند۔

بغیر یُری کسرۂ اضافت و صفت نثر است مثال نثر در ہندی

اے پری ہوں میں ترا بندہ دل و جاں سے سدا

کیا ہوں میں مجھ سے غلام ور دولت ہیں بہت

مہر تاباں و مہ چاردہ دونوں اور چرخ

تیرے مشتاقِ رُخِ فتنہ و قامت ہیں بہت

ایں ہر دو بیت را نثر میتواں ساخت لیکن لفظ (میں) کہ در مصرع اول بر وزن یکحرف متحرک خوانده می شود۔ باید کہ در نثر بر وزن جی خوانده شود و بندہ با علان ہائے مختفی تا بالف بدل شود و واو (دل و جاں) اور گردد و ہوں نیز بر وزن میں باید و میم در (غلام) چنیں مکسور است کہ در تقطیع بعد میم یا نوشتہ می شود و ایں در نثر عیب کلی است و (ہیں) نیز بجائے یکحرف متحرک است و در نثر بر وزن (جی) می باید و تقدیم آں بر (بہت) ہم بضرورت نظم است در نثر عبارت را قبیح می سازد۔ و بجائے مہر تاباں در نثر مہر تابان با علان نون و بجائے واو عطف (اور) و یری کسرۂ ہائے (مہ) متروک و بجائے چرخ آسماں و بجائے (تیرے) کہ بر وزن فاع در مصرع است تیرے بر وزن فعلن می باید و بجائے واو عطف کہ درمیان رُخ فتنہ و قامت است اور می باید۔ و حال ہیں دریں مصرع ہمچوں حال ہیں در مصرع دوم بیت اول باشد۔ پس ایں قسم نثر را کہ از نظم حاصل شود در نظم النثر معتبر نگیرند۔ بلکہ نظم النثر آنست کہ باندک تفاوت نظم نثر شود۔ و بعضی یری کسرۂ و چند چیز دیگر روا داشتہ اند لیکن تقدیم و تاخیر را روا نمی دارند مثال آں۔

اجی صاحب سنو تو تم نے کل کیا کہا تھا اور آج کس لیے ٹل گئے اپنے کلام سے ہا
ایسی الفت بھی کچھ نہیں واجب ہم تو سر دینے تک بھی حاضر تھے پر تمہارے تو
دیکھے ڈھنگ نے واہ جی واہ آپ کے قربان ہوجیے کیا ہی ننھی اور نادان بنگئے ہو

کلام مشتمل بر تعطیل را مہمل نیز گویند۔

دیگر منقوط عبارت متضمن حروف نقطہ دار باشد مثال آں۔

"بی بی زینب نے تین تب سینچے پیچنے"

دیگر رقطا یعنی یکحرف خالی از نقطہ و حرف دیگر منقوط تا آخر مصرع یا فقرہ یا قصیدہ یا رقعہ مثال آں ہے

"قرب حضرت سید جعفر خلف حضرت میر نعیم باعث رفعت ہے"

دیگر خیفا و آں بودن عبارتے بر وجہے باشد کہ یک کلمہ خالی از نقطہ باشد و کلمہ دیگر تمامش منقوط تا آخر عبارت مثال آں

"او زینب آ چنے کھا بی بی مہر و جیت گاؤں"

دیگر تضمین المزدوج و ایں مراد از آوردن دو لفظ مسجع باشد چوں نیزہ و ریزہ مثال آں بولا کا کولا الہتا چلتا ہے۔

دیگر ترافق و آں گفتن چار مصرع بایں طریق باشد کہ ہر مصرع را کہ خواستہ باشند مصرع اول سازند و ہم چنیں ثانی و ثالث و رابع مثال آں۔ شعر

مفتوں ہوں میں اس شرم و حیا کا دل سے
عاشق ہوں میں اس ناز و ادا کا دل سے
شیدا ہوں میں اس زلف دوتا کا دل سے
کشتہ ہوں میں اس طرز وفا کا دل سے

دیگر جامع الحروف و ایں صنعت چناں باشد کہ حروف تہجی ہمہ دراں گنجایش پذیرد در بیتے یا در فقرۂ مثال آں شعر۔

ایں جفا یا الغیاث اے کافر ترسا لقب
لذتِ صد خنا مریض عشق تو برد از خطت

دیگر مقطع یعنی حرفے با حرف دیگر در کتابت پیوند پذیر نباشد مثال آں۔

رام رے رام رسے اور رسے اور رسے رام دوڑے دوڑے آو زراران دا۔

دیگر موصل یعنی حرفے از حروف بغیر پیوند با حرف دیگر نباشد و ایں بر چند قسم است موصل دو حرفی و سہ حرفی و چار حرفی و زیادہ نیز مثال دو حرفی۔

چوٹی کو کاجی کی لڑکی کی گویا کالی ناگن ہے پر جب جی چاہے تب کاٹے ہے جو جو خوبی حق نے کوکا صاحب کی لڑکی کو دی ہے شاید نوشابہ کو دی ہو تو دی ہو۔

## مثال سہ حرفی

سنا چند کیا چلا گیا چچا میر بقا بہت فکر مند پیر نگر گئے میر ظفر علی مغل بیگ کنے نیا پیش قبض لیے چلے گئے۔

## مثال چار حرفی۔

جیسی قطبی بیگم تیسی بخشی بیگم جیسی نجفو تیسی کیا کیا کہتی ہیگی نجفو ہمسے بہتر نجفو کہتی ہیگی چمنی ہمسے بہتر۔ محبت عجب نقشہ ہیگا قطبی بیگم کہتی ہیگی بیٹا بخشی بیگم کہتی ہیگی بیٹا قطبی بیگم۔

## مثال پنج حرفی

مینجا ہیلی کھیگی جنگلو کنیخنی ہمیشہ جلیگی۔

تمام مصرع نیز موصل موصل آید لیکن تکلف محض است مثال آں ڈھاڑی کا لڑکا کہنے لگا (تنتننتننتنا) و ایں را موصل کا سنان المنتشار ہم میتواں گفت یعنی موصل شبیہ بدندان آرہ۔

دیگر تعطیل و ایں عبارت از تحریر سبتے چند یا سطرے چند کہ خالی از نقطہ بود مثال آں۔

آسارام ولارام کا سالا علم رمل کا علم کھڑا کر کر رمال کامل ہوا اگر سرکار والا کا ارادہ ہو کہ ملک عدا کا مالک ہمارا رام ہو اُسکو کہو کہ علم رمل کا در کھول کر کہہ کہ ملک عدو کا مسلط ہمارا مملوک کم حوصلہ ہوگا کہ عدو اس ملک کا مالک ہو ہمارا ہمسر ہوگا۔

دریافت آں بتوانند نمود مگر چہار صورت برای مبتدیاں نوشتہ می شود۔ مصرع

ہمارا پیارا سبھوں میں بھلا ہے

پیارا ہمارا سبھوں میں بھلا ہے

سبھوں میں بھلا ہے ہمارا پیارا

بھلا ہے سبھوں میں پیارا ہمارا

صورتش در دائرہ بدیں نہج است۔



دیگر مثلث ایں صنعت آنست کہ شاعر سہ مصرع رباعی بایں طریق گوید کہ بعضی الفاظ آں ہر سہ مصرع را کہ باہم جمع کنند مصرع چہارم پیدا شود۔ لیکن قاعدہ ایں است کہ الفاظ مذکورہ بسرخی می نویسند مثال آں۔ رباعی

تجھ سا نہیں پیارا کوئی اے رشک قمر

محبوب کوئی نہ ہوگا تجھ سے بہتر

اے دلبر نازنیں تجھے کہتے ہیں سب

تجھ سا نہیں محبوب کوئی اے دلبر

دیگر مشاکلت ایں صنعت مراد از استعمال لفظی بود کہ مخالف مقام و موافق خواہش گویندہ باشد مثال آں۔ مثنوی

| | |
|---|---|
| کسی کے گھر گیا مہمان مفلوک | تن اُس کا ضعف سے تھا غیرت دوک |
| کہا یہ میزباں نے دیکھ اُسکو | غذا جو چاہتا ہو دل بتا دو |
| کہ پکوا دیں بورچی کو بلا کر | کھلا دیں آپ کو کھانا بٹھا کر |
| کہا اُس نے پکاو ایک کرتا | اور اُسکے ساتھ کوئی موٹا دوپٹا |

دیگر عکس ایں صنعت گاہے در دو لفظ باشد و گاہے در دو فقرہ و گاہے در یک بیت بہ تنصیف آں مثال آں دو لفظ

مارے افلاس کے سونے کا کٹارا اور کہار کا سونا دونوں بک گئے۔

مثال دو فقرہ

تمھاری سیرت تمھاری صورت سے بہتر ہے اور تمھاری صورت تمھاری سیرت سے بہتر ہے

مثال نظم

یہ خوبی و زیبائی یوسف نے کہاں پائی
یوسف نے کہاں پائی یہ خوبی و زیبائی

و ازیں صنعت بیت بچند وزن درست می آید مثال آں مصرع۔

پیا زو ہمیں دے گی بلا کر نئی گالی

وزن دیگر مصرع — دیگی پیا زو ہمیں گالی بلا کر نئی
〃 — دیگی ہمیں پیا زو گالی نئی بلا کر
〃 — دیگی پیا زو ہمیں گالی بلا کر نئی
〃 — ہمیں پیا زو دیگی نئی بلا کر گالی

ازیں تقدیم و تاخیر دو وزن در بحر بسیط پیدا شدہ یکی سالم کہ اول مذکور شد دیگر آنکہ زحاف دارد مثال آں مصرع

ہمیں پیا زو دیگی نئی بلا کر گالی

دیگر مدوّر ایں صنعت چناں باشد کہ شاعر مصرعے بگوید بایں طریق کہ چوں ارکان آنرا در دائرہ بنویسند از ہر رکن کہ خواستہ باشند شروع نمایند و از یک مصرع چندیں صورت ہم رسد و معنی بحال خود ماند از تقدیم و تاخیر چہار رکن مذکورہ بیت کہ نوشتہ می آید زیادہ از چار صورت متصور است۔ مرد با خبر را حاجت بتفصیل آں نیست خود بخود

# شہر سوم در بیان بدائع معنوی

یکی ازانہا تضاد است یعنی استعمال نمودن ضد لفظی کہ مذکور کنند مثال آں۔
جو تھوڑا ہنسے گا سو بہت سا روئے گا۔ ظاہر است کہ بسیار ضد اندک وگریہ ضد خندہ است۔
دیگر طباق کہ آنرا مراعات نظیر ہم گویند وآں استعمال لفظ موافق لفظ مذکور باشد مثال آں ؎

فلانا ہندو بچا جو نیا نیا مسلمان ہوا ہے کل جو کسی نے اُسکے سامنے گنگا کا ذکر
کیا اور بزرگی اُسکی پوچھی تو مارے شرم کے پانی پانی ہوگیا نزدیک تھا کہ چہرہ سے
اُسکے پسینے کے نالے بہنے لگیں یا اگر ہوسکے تو چلو بھر پانی میں ڈوب مرے ؎

پانی وبھر وغیرہ ہمہ را علاقہ با دریا ست۔
دیگر ایہام طباق وتضاد یعنی آوردن لفظی کہ صاحب دو معنی باشد یکی قریب دیگر بعید جمعے در ہند مشہور بہ جگت باز اند وضلع بولنے والا نیز گویند وایشاں در اداکردن صنایع زیادہ از شعرا ہستند ہیچ کلام شاں خالی از تجنیس ومراعات نظیر وایہام نباشد ور فارسی لقب ایں قوم بذلہ سنج ولطیفہ گو ودر عربی بلیغ باشد۔ کسانیکہ عالم علم بیان وبدیع اند در جنب ایشاں حکم ابکم دارند۔ زیراکہ دانندۂ ایں فن بعقد تمام وصرف ہمت عبارتے درست می توانند نمود۔ وایں فرقہ را بے سعی تلاش ایں چیزہا بر زباں باشد۔ بعد خرابی حضرت دہلی در نزہت بنیاد لکھنؤ چند کس ازیں جماعت صاحب نام ونشاں بودہ اند۔ ودریں زمانِ سعادت نشاں کہ از سبب اعتدالِ ہوا روح نفسانی سکنۂ ایں بلدہ را قوت روزافزوں از مبدأ فیاض عنایت

کُرتہ ودوپٹہ با پختہ شدن ہیچ علاقہ ندارد لیکن دلالت میکند بر فرطِ خواہشِ مہمان بیچارہ چوں لباس نداشتہ است وسوال صریح را عیب پنداشت اداے مطلب دریں لباس کرد۔

کل کی بات ہے کہ ایک پیسے پر جھنال دلاّل کو پچاس مچھیاں دیتا تھا اور
بات بات میں روتا تھا محلے والوں نے مرزا روؤ نام رکھا تھا۔ نہ ہو تو میر منھگا
کے بیٹے میر جھیگا سے پوچھ لو۔ آپ کو کیا مناسب ہے کہ اس گرگے کو اس قدر منھ
لگایا ہے۔ قبلہ بہت گھمنڈ نہ کیجیے گا گھڑی میں گھڑیال ہے۔ انگریز کے جاسوس جا بجا
ہیں۔ خدا نہ کرے کہ آپ کی بعضی باتوں کی خبر ہو جائے تو ناک سے نکلنا دو بھر ہو جائیگا۔
یہ فرمایئے کہ جہاز صاحب کی خدائی نے آپکی جان بچائی یا کچھ روپیہ یا کوئی دوست
کام آیا۔ خدا کے واسطے پنیس پر چڑھ کے نہ خدا کو بھول جایئے۔ یہ باتیں کچھ اور
ہیں اور وہ بات رنڈی کے سامنے کچھ اور ہے کہ ذرا طبلہ جو برا بجا تو کہنے لگے بج رہے
طبلے بجا کیوں نہیں۔ ایک غلام آپ کا ہے اور ایک غلام میاں فہیم تھے کہ ایک
پل بقدر چار پل وار بنا کر اپنا نام کر گئے آج تک اس کر و فر اور شیخی پر ذال ڈالی
منھ سے صاف نہیں نکلتا اُس دن جو دریا خاں کے دو کبوتر پکڑے تو کہنے لگے کہ
کبوتر کے نام ایک پرندوں کا شعور دیکھیے کہ مسلم ہوئی ہرن کی دستر خوان پر دیکھ کر کہتا
ہے کہ قبلہ ہے ہم بھی ایک بات کہتے ہیں ہم کیا بلا ہیں اسی سوچ میں رہتے ہیں کہ
اگر کوئی پوچھ بیٹھے کہ برادر تو در مزرعِ دنیا چہ کشتی تو اس کا جواب کیا دیجیے خدا
کی قدرت کا کیا کیا بیان کریں کہ کل نواب ہی کا پھول اتنا بڑا دکھا کہ بلبلہ وہ شیخ
بھی کھڑا تھا جو سوت ہٹی میں رہتا تھا اور آپ اکثر نواب آکر بیچا کرتا تھا اور جھنال
لاہی کے تھان اُسکے ہاتھ بیچا تھا اور چند روز ہوئے کہ پانوں میں غریب کے رہی
خدا جو چاہے سو کرے بڑے بڑے بلبلوں کے پانوں میں زنجیر پڑتی ہے اور انجی
اُنکی رویا کرتی ہیں۔ بھئی مرزا خیر اللہ بیگ تم نہ چھیڑو تم سے بھی ناحق ناحق کو توال نے
ڈانڈ لیا تھا تم میں کوئی عیب نہیں بلکہ بہت سی خوبیاں رکھتے ہو خدا نے تمھیں بھی
ایک فہم رسا دیا ہے ۔

شدہ ہر طفل نابالغ بر بالغ کلانانِ زمانِ سابق میچربد - و سوائے ضلع مناسبت دریا
دو چیز مخالف یکدیگر بہ یک لفظ بیان کنند و آنرا نسبت نام نہند مثلاً اگر کسی بپرسد کہ
کنوئے اور آتشبازی میں کیا نسبت ہے باید گفت کہ چرخی - یا بپرسد کہ بندوق اور
مہاجن اور فرنگی میں کیا نسبت باید گفت کہ کوٹھی - یا این کہ شمشیر و پلٹن با ہم چہ
نسبت دارند باید گفت باڑھ - یا میانہ چوپڑ و دوپٹہ چہ نسبت است باید گفت کہ
گوٹ - مثال ضلع ذکر چیزہاے مناسب با دریا -

آپ کا بجرہ کچھ آج کھل گیا ہے - واللہ تمہاری بات پانی بہت مشکل ہے - ہمیں کل
سوتا چھوڑ گئے - ہر چند ضعف تالی کی تو بھی رتھ میں جگہ ندی - ایک باولی رنڈی
کے کہنے سے ہماری چاہ دل سے اٹھا دی - بات کا نہ سننا آپ کے جد و آبا کا طریق
چلا آتا ہے - دو کبوتر لکھی اور ایک گھاگھرا مرزا جان کے بیاہ کے دن تانبے کا
چنبل بیچ کر مول لیے تھے سو کوئی آدمی چرا لے گیا ایک راوی یوں کہتا ہے کہ سرکار کا غلام
لے گیا ہے پر وہ راوی کچھ رند مشرب سا ہے دن رات اسی سعی میں ہے کہ دو آدمیوں
کو لڑا دیجیے - مراد خاں تو تلا حیات خاں سے کہتا ہے کہ بٹیا اسکی ایک بات نہ مانیو اسلیے
بندہ آپ سے بولتا نہیں اگر تحقیق ہو تو پھر سرکار کے غلام کو یہاں جمنا مشکل ہو جائیگا
میں تو بنارس چلا تھا اسواسطے اٹک گیا کہ چور معلوم ہو جاوے اس غلام کو آپ نے
اپنا نزدا ہے اور کوئی تو خاکروب کے برابر بھی نہیں جانتا ہے - سرکار عالی کے تو ایسے
ہی لوگ قوت بازو اور یار وفادار ہیں - دو جوڑہ شال محمد لیث کشمیری دزدیدہ بود اور
اسپر آپ کو یہ گھمبیر سمجھتا ہے کہ اللہ اللہ جس وقت کمخاب کی قبا پہن کر گرا گھوڑا کداتا ہے
اسوقت شان اسکی دیکھا چاہیے - آپ منہ نہ لگائیں تو پھر دھوبی کا کتا نہ گھر کا ہے نہ
گھاٹ کا لیکن خدا جانے اس نے پارسال سے کیا جادو کیا ہے کہ آپ وار وار جاتے ہیں
کیوں نہ پھر پچاس پاٹ کا نیمہ پہنے - جب خاوند کی یہ صورت ہے اور سب باتیں تو درکنار

و اگر در دوم و سیوم و چہارم باشد حرف چہارم و اگر در ہر چہار مصرع باشد ... پانزدہم درین صورت مجموع حروف مصرع پانزدہ حرف بود بعد گفتن ہر چہار سہ مذکورہ مصرع اول کہ دراں حروف جمع شدہ است پیش کسے بخوانند و بگویند کہ حرفے کہ ازیں مصرع خواستہ باشند در خاطر نگاہ دارند تا نشان آں می دہیم کہ فلاں حرف است ہر گاہ طرف ثانی بگوید کہ گرفتم باز مصرع اول رباعی بخوانند و پرسند کہ حرف مذکور دریں مصرع ہست یا نیست اگر گوید ہست حرف اول ایں مصرع کہ جامع ایں حروف است نشان بدہند ہمچنیں سوال از مصرع دوم و سیوم جدا جدا یا اول و دوم و سوم اجتماعیکہ گفتہ آید مثال آں مصرع

سخن شوق جز بیار مگو

رباعی
آں شاہ بتاں نمود با حسن و جمال
ہر گاہ خط و گوے کہ آں نقطۂ خال
شد زلف دلم چو سلسلہ گرفتہ شوق
گفتم کہ مباد سر گزشت ہیم زوال

مثال دیگر ہندی۔ مصرع۔ ہے ... دوست مخزن شکر

رباعی
عاشق سا ... ار از دل زار
سوطرح کا ... و ... خال رخسار
... آؤ کرو غور نشان ... صاحب
مشتاق کا عزم جان کرآخر کار

باید دانست کہ اصل قاعدۂ کلیہ دریافت و استخراج ایں چنیں معمہ ظاہر اً مصنف را معلوم نبود لہذا ذکر نہ نمود۔ طالع آزما می نویسد کہ بہر چہار مصرع رباعی یک یک عدد فرض کنند مثلاً بر مصرع اول یک بر دوم دو و بر سوم چہار و چہارم ہشت پس حرف مضمر در ہر مصرعیکہ نشان دہند

دیگر ایہام یعنی ایراد لفظ دلالت کنندہ بر دو معنی باشد مثال آں شعر

عرش پہ کیوں کر نہ ہو تیرا دماغ دی گورنر نے تجھے کرسی پہ جا

مثال دیگر شعر

سب سے اونچا بیٹھنا اچھا نہیں ہاتھ سے مونڈھا ذرا کیجے جدا

دریں مقام ذہن سامعان اول معنی قریب ومی پابد وآں کرسی مقابل عرش و تا نہ مقابل دست است و بعد تامل معنی بعید کہ مقصود گوئندہ است میرسد یعنی کرسی مناسب با گورنر و مونڈھا مناسب نشستن۔

دیگر تدبیج و ایں صنعت عبارت از ذکر رنگہا در شعر بطریق کنایہ باشد مثال۔ میر باقر صاحب نے پرسوں جو سرخ پیراہن موت کا پہنا تھا سو اگلی رات میں سبز ہو گیا۔ یعنی میر باقر کہ پرسوں روز شہید شدند ہماں شب داخل بہشت شدند چہ لباس جوانان بہشت سبز است۔

دیگر اظہار مضمر یعنی ظاہر کردن ہر کسے آنچہ در ضمیر او باشد کنہش این است کہ چند حرفے در مصرع جمع کنند وچہار مصرع دیگر بر وزن رباعی بایں طریق گویند کہ حرفی از حروف جمع شدہ در مصرع اول کہ سوائے ایں رباعی است در یک مصرع یا دو مصرع یا سہ مصرع یا چہار مصرع آں رباعی موجود باشد اگر در مصرع اول فقط باشد حرف اول مصرع مذکور خواہد بود و اگر در مصرع دوم یافتہ شود حرف دوم آں و اگر اگر در اول و دوم باشد حرف سوم و اگر در مصرع سوم یافتہ شود حرف چہارم آں و اگر در اول و سیوم باشد حرف پنجم و اگر در دوم و سوم باشد حرف ششم و اگر در اول و دوم و سیوم باشد حرف ہفتم و اگر فقط در چہارم باشد حرف ہشتم و اگر در اول و چہارم باشد حرف نہم و اگر در دوم و چہارم باشد حرف دہم و اگر در اول و دوم و چہارم باشد حرف یازدہم و اگر در سیوم و چہارم باشد حرف دوازدہم و اگر در اول و سیوم و چہارم باشد حرف سیزدہم

صاحب مفتاح این صنعت را سوق المعلوم مساق غیره نامیده یعنی رواں کردن معلوم بجاے رواں کردن غیر معلوم۔

دیگر لف ونشر و اصلش اللف والنشر باشد۔ لف بمعنی پیچیدن ونشر بمعنی پراگندہ کردن است ودر اصطلاح ذکر چند چیز بطریق اجمال باشد این است لف. و بعد ازاں بتفصیل آں پردازند این است نشر۔ واین تفصیل گاہے بترتیب بود وگاہے بے ترتیب۔ انچہ باترتیب است آنرا درفارسی لف ونشر مرتب گویند و ہرچہ بے ترتیب باشد نام آں لف ونشر غیر مرتب۔ مثال مرتب فردوسی گوید قطعہ

بروز نبرد آں یل ارجمند ... بشمشیر و خنجر بگرز و کمند
برید و درید و شکست و بہ بست ... یلاں را سر و سینہ و پا و دست

مثال درہندی قطعہ

کف بخشش سے ترے معدن و دریا و بہار
تینوں حاصل کریں اے سرور فرخندہ تبار
لعل معدن کو ملے بحر کو دُر جوش آب
دیکھیے ہر لالہ و نسریں سے بہار اپنی کنار

مثال دیگر بیت

آہو و نافہ و نسریں کو سدا بخشے تو
نافہ و بوے خوش و رنگ ہو جنا درکار

یعنی ایں را لف ونشر نگویند قطعہ اول را تفسیر جلی وقطعہ دوم را تفسیر خفی نامند و قطعۂ فردوسی ہم ازیں قبیل است۔ مثال براے لف ونشر بیت

سرو گل شوق میں ترے قد و عارض کے سدا
نالہ کرتے ہیں ہم قمری و بلبل کی طرح

مفروضۂ آنرا جمع نمودہ موافق آں از مصرع جامع حروف جواب دہند مثلاً
کسی ششین از مصرع ہندی جامع حروف گرفت وآں در مصرع اول رباعی و
سیوم وچہارم آنست، ہندسہ ہاے مفروضۂ آں سیزدہ است جواب بدہند کہ
حرف مضمر حرف سیزدہم از جامع حروف است وششین ہم چنین است۔
دیگر محتمل الضدین وآں این است کہ بیت یا نثر احتمال دو معنی داشتہ باشد
کہ ہر دو ضد یکدیگر باشد۔ وہجو ملیح ہم قسمی ازاں باشد نہ اینکہ ہرچہ چنیں بود مشتمل
بر ہجو ملیح باشد و ہر دو معنی در رتبہ برابر باشند خوب وزشت آں بقرینہ میتواں
یافت ودر بعضی جا قرینہ ہم گم شود و ہر دو معنی ازاں مقصود سامعاں بسبیل
اختلاف باشد مثال آنچہ متضمن مدح وذم بود۔

اک قطرہ ہے سمندر ترے مُنھ کے آگے

یعنی دہن تو آں قدر تنگ واقع شدہ کہ یک قطرۂ آں سمندر معلوم می شود دیں
گنجایش معلوم ایں قدر فراخ کہ سمندر مثل یک قطرہ در دہن بگیری۔ مثال
آنچہ ہجو زید باشد و اگر تامل کنند راہ بہ ہجو عمرو یابند مانند عمر کہتا ہے کہ ہجو زید کی کر
میں کہتا ہوں لعنت خدا کی اس پر۔
دیگر تجاہل العارف یعنی از چیزے کہ بداند اظہار بیخبری نمایند وایں بحرف تردید
حاصل آید وگاہے محذوف ہم گردد مثال شعر

آدمی ہے یا فرشتہ یا پری یا حور ہے
یا کوئی تصویر ہے یہ یا درخت نور ہے

مثال حذف تردید شعر

اُس شوخ کی دریافت ہوئی کچھ نہ حقیقت
انساں ہے فرشتہ ہے پری ہے نہیں معلوم

سب سخی ہیں ابر و دریا اور وہ عالیجناب
یا وین فیض اس سے نباتات اور غواص و گدا
پر کرے ہے نالہ دریا ابر روئے وقت فیض
بالب خنداں وہ والا قدر ہے ہے دائما

دیگر رجوع ایں عبارت است از وصفتی بسوے صفتی کہ بالاتر ازاں باشد مثال آں بیت

سبزہ وہ خرمن نسرین پری سے ہمسر ہے
نہیں نہیں یہ خطا ہے پری سے بہتر ہے

دیگر حسن التعلیل یعنی بیان کردن سبب بطرز پسندیدہ۔ بیت

میں نے کہا کہ لب پہ مسی تو نے کیوں ملی
بولا مسی نہیں یہ چھری ہے نگاہ کی

دیگر حسن التکریر مثال آں بیت

تو نے مجھے پیارے برا گر کہا کہا یا مصلحت سے غیر کے منھ پر کہا کہا

دیگر القول بالموجب و ایں صنعت مراد از بردن لفظ بمعنی دیگر سوائے مراد گوئندہ است مثال آں۔ شبے در مجلسے زن جوانے از لولیاں نشستہ بر صورت نوجوانے نظر می انداخت شخصے از مجلسیاں گفت کہ بی جی آپ کی تو آنکھ لگ گئی گفت کیا کیجیے صاحب نیند آئی ہے۔ مراد گوئندہ از آنکھ لگ گئی عاشق شدن بود طرف ثانی برائے اخفاء راز از زبان دیگر آنرا بمعنی خواب بردہ جواب مناسب آں داد۔

دیگر المذہب الکلامی و ایں عبارت از مدلل نمودن کلام است بر طرز متکلماں و از متکلم درینجا شاعر مقصود نیست بل ثابت کنندگان مقدمات نقلی بدلائل عقلی۔ مثال

ایں لف و نشر مرتب است مثال غیر مرتب بیت

یاد میں اُس طرۂ و رخسار کے ہاتھ سر پہ مارتا ہوں صبح و شام

شام از روے ترتیب بر صبح مقدم میاید لیکن بضرورت قافیہ مؤخر گردیدہ۔ مخفی نماند
کہ نزد سکاکی تفسیر را وجودے نیست ہمہ اش لف و نشر است و بعضی انچہ دراں
تشبیہ و مراعات نظیر باشد آنرا لف و نشر خوانند سوائے آں ہرچہ باشد داخل تفسیر سازند۔

دیگر جمع وایں جمع نمودن چند چیز است در بیت۔ بیت

دولت و بخشش و علم اور صفاے باطن
کرم اپنے سے تجھے حق نے دیا ہے سب کچھ

دیگر تفریق۔ بیت

ترے آگے میں لوں رستم کا کیا نام شنیدہ کے بود مانند دیدہ

دریں بیت اظہار فرق درمیان ممدوح و رستم مقصود گویندہ است۔

دیگر تقسیم۔ بیت

وہی دیوے گا مجھے صبر و سکوں جس نے دیا
رخ زیبا تجھے اور دیدۂ گریاں مجھکو

مورد قسمت رخ زیبا و دیدہ گریاں است دیگر الجمع مع التقسیم۔ بیت

تیغ و افسر کا ہی تو مالک عنایت سے تری
تیغ رستم لے گیا افسر سکندر لے گیا

دیگر الجمع مع التفریق۔ بیت

دونوں صاحب فیض ہو آپس میں نیساں اور تُو
پر وہ دیتا ہے صدف کو قطرہ تو مجھ کو گہر

دیگر الجمع مع التفریق والتقسیم۔ قطعہ

لفظ لیکن در بیت اول و لفظ مگر در بیت ثانی دلالت بر مطلب مخالف جملۂ اول نماید
زیراکہ قاعدۂ لیکن این است کہ درمیان دو جملۂ مخالف یا یکدیگر واقع شود چنانچہ در نثار

سیڈھو برا برخوبصورت رنڈی آج لکھنؤ میں دوسری نہیں۔ لیکن تین بُرے عیب
ہیں اُس میں۔ ایک تو یہ کہ گھر اُسکا ہمارے گھر سے بہت دُور ہے دوسرے یہ
کہ ذرا بھی مروت سے آشنا نہیں تیسرے یہ کہ ہر پاجی سے مختلط ہو جاتی ہے۔

دیگر نیز مثل لیکن باشد و فرق میانۂ ہر دو نازک است مثال

نو چاہیے کہ کل ہمارے پاس آوے مگر ایک بات ہے کہ اگر محبوبن چھیمی کو بہکا دے
تو پھر نہیں آسکتی۔

دریں ہر دو بیت کہ مذکور شد ایں ہر دو لفظ یعنی لیکن و مگر سامع را منتظر ہجو ممدوح
و مدح شخص قابل ہجو میسازد۔ لیکن جملۂ کہ بعد ازینہا مذکور شده باز جملۂ اول را بوجہ
احسن ذہن نشین او میکند۔

دیگر حسن طلب ایں صنعت آنست کہ شاعر از ممدوح آنچہ مطلوب است بنوع
طلب نماید کہ بر طبعش گرانی نکند و سوال او را بدرجۂ قبول رساند مثال قطعہ

دل مرا مجھ سے طلب کرتا ہے سو دینار سُرخ
میں یہ کہتا ہوں کہ مفلس پاس اتنا زر کہاں
سُنکے کہتا ہے کہ تم کو شرم بھی آتی نہیں
جھوٹھ سے کیا فائدہ فرمائیے اے مہرباں
آپ ہیں مداح ایسے کے کہ جسکے ہاتھ سے
بحر کا کیسہ تھی ہے اور خالی جیب کاں
کسکو باور ہے کہ تم رکھتے نہیں ہو اندنوں
اس قدر دولت کہ رکھتے تھے سلاطین کیاں

کس طرح ہنسے اُس دہن تنگ سے وہ شوخ
تقسیم پہ جز کے ہیں دلائل سبھی باطل

دیگر المبالغہ و این سہ قسم بود یا اینکہ موافق عقل و عادت راست بود و آنرا تبلیغ نامند۔ یا ازروے عقل راست دازروے عادت دروغ باشد یا ازروے عقل و عادت ہر دو دروغ باشد۔ اول را اغراق و دوم را غلو خوانند مثال تبلیغ

بیت

کیا بیاں اُسکی سخا کیجیے کہ سائل کو اگر
کچھ نہ پہنچے ہو طبیبوں کا بہت بازار گرم

یعنی ازہیجان صفرائے عضب تپ میکند ایں مبالغہ نزدیک عقل ممتنع نیست و تپ کردن از جہت ترک عادت است زیراکہ او عادت بردسوال ندارد۔ مثال اغراق

مصرع

گدا کو بخشئے تو ملک سکندر

یعنی ملک بقدر ملک سکندر گدا را می بخشی۔ ہرچند ایں قدر سخاوت عادت کسی نیست لیکن ازروے عقل محال نمیتو اند شد۔ ازیں جہت کہ ممکن است کہ پادشاہے تمام ملکِ خود را بسائلے بخشیدہ خود ترکِ دنیا نماید۔ مثال غلو در تعریف است۔ بیت

ہال کہتے ہوے یہ حسبت کرے وہ کہ وہاں
پہنچے دس لاکھ برس میں بھی نہ کان اُسکے تلک

دیگر تاکید المدح بما یشبہ الذم۔ مثال آں بیت

تو سراپا حسن ہے لیکن نہیں ہے آدمی
کوئی تجھ سا حور ہے تو یا پری ہو کیا ہے تو

دیگر تاکید الذم بما یشبہ المدح۔ مثال آں بیت

بُرا تجھ سا نہیں کوئی زمانے میں مگر کیا ہے
کہ گر صحبت میں کوئی بیٹھے تو وہ تجھسا ہی بنجاوے

دیگر تلمیح و تلمیح ہم درست است وآں موقوف داشتن معنی شعر بر دریافت قصہ باشد
مثال۔ شعر

غیر اپنا اور اپنا غیر ہے دل ہی کے ساتھ
ماں نے بیٹی سے اُٹھایا ہاتھ آخر ہار کر

یعنی گُنا باپس خاطر سب راتن کہ حق پرورش او بر گردن داشت در دیوان عدالت
با مادر خود اظہار خشونت کرد و سر رشتۂ طرفداری پرورندہ از دست نداد آخر مادر
دست بردار شد و راضی نامہ در عدالت العالیہ رسانید بمضمونش اینکہ دختر خود بالغہ
و عاقلہ است ہر جا کہ دلش خواستہ باشد بماند من مزاحم او نیستم۔
دیگر حشو وآں عبارت از لفظ زیادہ بر مطلوب باشد وآں سہ گونہ است۔ ملیح
و متوسط و قبیح۔ مثال حشو ملیح۔ شعر

زیب و زینت حسن کو کیا چاہیے پنجۂ خور طالب خاتم نہیں

زیب و زینت ہر دو مترادف است لا محالہ یکی زیادہ بر مطلوب باشد لیکن از کثرتِ
استعمال ہر دو لفظ باہم خوشنما بود۔ مثال حشو متوسط بیت

تو ہے بحرِ بیکراں میں تشنہ و تفتیدہ لب
اے جہانِ جود وہمت پیاس کو میری بجھا

یکے از جود یا ہمت حشو است لیکن نہ باعثِ زینتِ کلام است و نہ موجب قبح۔ مثال
حشو قبیح۔ بیت

اگر تو نے ستم مجھ پر کیا تو کیا ہوا پیارے
جفا معشوق اور محبوب کا سہتے ہیں سب عاشق

لفظ محبوب زائد و قبیح است با لفظ معشوق۔

دیگر تعجب ایں صنعت سامعاں را در عجب می اندازد۔ مثال شعر

فندق پالکی کہنے کہ نہ دیکھا ہوگا

سرو کی بیخ سے پھولا گل اورنگ اب تک

دیگر متضمن اللسانین و متضمن الالسنہ یعنی بیت یا عبارتے در دو زبان یا چند زبان خواندہ شود مثال دو زبان فارسی ۔ او نیز والی ولایت کہ بودہ گوئی یا سبانی بنی آدم ہر دور کرے ۔ مثال سہ زبان عربی۔ کیٔ یَرِفَہُ بِاَنَّہٖ ۔ فارسی کے بزم لیہ ۔ ہندی کی پریم نانہ ۔

دیگر جامع اللسانین ۔ یعنی عبارت در دو زبان وقت تلفظ معلوم شود۔ فارسی۔ یارا جاے تو بہتر۔ ہندی، یار آجاے تو بہتر۔

دیگر معما ۔ ایں صنعت حالا بر اتقی است وطریق دریافت آں در رسائل ایں فن مذکور است براے مثال شعرے نوشتہ می شود۔ شعر

کوئی سر نیشکر کا آگے لاؤ کہ ظاہر ہو پری ہندوستاں کی

طابع گوید کہ نیشکر را در ہندی گنا گویند و سرآنرا کہ گاف است آگے لاؤ یعنی پیش کنند یعنی رفع دہند گنا شود کہ اسم معماے است ۔

دیگر لغز کہ آنرا در فارسی چیستاں و در ہندی پہیلی نامند شرح آں از سبب اشتہار ضرور نیست ۔ مثال ۔ شعر

کیا ہے وہ شمع کہ جس کا ہے دل خلق لگن
ہر شب اسکی ہو تجلی سے نیا گھر روشن
کبھی ایوان سلاطین کی ہو بزم افروز
کبھی بالیں پہ گداوں کے کرے شب کو روز

یعنی زن کسبی ۔

ہم گنجایش پذیر باشد زمین دیگر گفتہ شود زمین آن غزل نمیگویند کہ در بحر دیگر است۔ شعرلے فارسی ہم غزلہا در یک بحر گفتہ بعضی اشارہ در آخر غزل اول بغزل دوم کردہ اند و بعضی بر سبیل ندرت تخلص در مطلع نیز بیان کنند و در ہمان غزل در مقطع نیز مکرر آرند۔ و اگر تخلص را باین طریق در مقطع ذکر کنند کہ بے بمعنی دیگر بردہ شود و دال برین نبود کہ تخلص شاعر است نزد عوام پسندیدہ و خواص را ہر آئینہ ازاں گریز باشد ازیں سبب کہ از چنیں شعر معلوم نمی شود کہ قائل آں فلانے است تا وقتیکہ قائلش خود نگوید یا خوانندہ ظاہر نکند مثل لفظ تمنا کہ بمعنی خواہش است اگر شاعرے متخلص باین لفظ گردد باید کہ ایں لفظ را در مقطع چناں آرد کہ دلالت براں کند کہ تخلص شاعر است مثال آں بیت۔

وعدہ ہر روز نیا کب تلک اے وعدہ خلاف

آشتاب کہ تمنا کی تمنا ہے یہی

نہ اینکہ سامع در مدت العمر تا از دیگرے نپرسد دریافت نہ نماید۔ مثال آں بیت

عاشق خستہ کی رخصت دم آخر ہے ضرور

ہے اُسے تیرے ہی آنے کی تمنا باقی

ایں شعر سوائے تمنا کہ از روے فرض تخلص قائل است اگر بسودا ہم منسوب نمایند مانع چیست بخلاف شعر اول۔ و ریختہ گویاں تصرفے چنددراں کردہ اند و ہماں مطبوع است۔ از انجملہ مطلعے در زمین غزلے کہ میگویند دنبالۂ مقطع سازند و بعضی بر زمین دیگر نیز۔ و ایں چیزہا قباحت ندارد۔ و ابیات غزل از پنج کمتر نمی شود و جانب دیگر بیشتر ہفت و نہ و یازدہ است لیکن تا چہل بیت ہم در کلام متاخران فارسی گو یافتہ می شود و دریں امر اعتراض نمیرسد آدم خوب بگوید بد نگوید مختار است۔
قصیدہ بیتے چند است متضمن مدح ممدوح و ایں بیشتر است و کمتر مشتمل بر حال ابنائے

# باغ دل آرا بنا پذیر است بر تقسیم میوهٔ اقسام نظم وجنبانیدنِ شاخ شگوفهٔ فوائد دیگر

باید دانست که نظم بده قسم منقسم است۔ غزل[1] و قصیده[2] و فرد[3] و رباعی[4] و مسمط[5] و مثنوی[6] و تشبیب[7] و ترجیع[8] و مستزاد[9] و قطعه[10]۔ غزل عبارت است از کلام موزونے که بیت اول آں مقفیٰ باشد و آں را مطلع نامند باقی ابیات بایں صورت باشند که میانهٔ هر دو مصرعِ بیت قافیه ضرور نیست لیکن مصرع ثانی هر بیت در آخر رجوع بقافیهٔ بیت اول نماید چنانچه بر شعرا ظاهر است۔ و در بیت آخریں قاعدهٔ اهل عجم است که شاعر تخلص خود را دراں ذکر کند۔ و آں بیت مختتم غزل و موسوم بمقطع باشد و دراں ابیات سوائے ذکر شاهد و شراب و شکوهٔ الم مفارقت و بیان جفا و خوے بد معشوق زیبا نباشد۔ و هرچه خلاف آنست غزل نبود و تصرفات یاراں اعتبار ندارد۔ و کسانیکه اشعار غزل برائے اظهار رعب بر ابلهاں و ملقب شدن بصاحب طرز جدید معما ساخته اند کلام آنها همه غیر فصیح است و دُور از پایهٔ قبول و شهرت در بلید طبعاں هرگز نزد عقلا معتبر نیست۔ و شعرائے ریخته در کلام تتبع شعرائے فارسی میکنند معشوق ایشاں امرد است بخلاف بهاکها که آنجا معشوق کا فراں نار بتانند۔ اگر در ریخته آئی وه دلربا بجائے آیا وه دلربا بسته شود غلط محض است۔ و اگر کسی مفتون زنے باشد گوید مختار است لیکن کلام مجانین اتباع را نشاید و ایں طرز مخصوص گوینده است۔ و ایں هم گفته اند که هرچه قائل عمداً گوید از غلطی پاک باشد زیرا که خطا در عبارت و کلام از عدم معرفت یا نسیان حاصل آید۔ و اربابِ ریخته چهار غزل در یک زمین گویند و در آخر هر غزل اشاره بغزل دیگر نمایند۔ و زمین غزل مراد از ردیف و قافیهٔ آں غزل ست با قید بحر۔ و اگر آں ردیف و قافیه در بحر دیگر

گفتہ مصرع رابع را ہماں قافیۂ اول دراں راجح ساختہ بہ بند دوم موسوم سازند ہمچنیں بند سوم و چہارم و پنجم تا ہر قدر کہ اتفاق افتد۔ دریں ولا اکثر موزونانِ ہند کہ قوت شعر در طبیعت ندارند و برائے شہرت و ممدوح شدن در جاہلاں و جذبِ منافع از امرائے سخیف الرائے شروع بمرثیہ گوئی کنند مراعات مربع مرکوز خاطر دارند۔ و در مخمس پنج مصرعے بہمیں طریق گفتہ شود۔ و حال مصرعۂ آخر بندہائے مخمس بعینہ حال مصرعۂ آخر مربع در قافیہ باشد۔ و بعضی مصرع آخر بند اول را مصرع آخرِ ہر بند سازند و مسدس عبارت است از شش مصرع بہمیں طریق و مسبع از ہفت مصرع و مثمن از ہشت مصرع و متسع از نو مصرع و معشر از دہ مصرع۔ و ریختہ گویاں مسدس چیزِ دیگر سوائے ایں قرار دادہ اند و آں ایں است کہ چہار مصرع بہ یک قافیہ گفتہ دو مصرع دیگر در قافیۂ دیگر گویند و بآں چہار مصرع اول ملحق گردانند و بند اول نام نہند بعد باز چہار مصرع در قافیہ دیگر گفتہ دو مصرع در قافیۂ دیگر بآں ملحق نمایند و بند دوم خوانند ہم چنیں بند سوم و چہارم۔ و از مسبع تا معشر در قدما رائج بود حالا کسی نمیگوید۔ و حال مسبع و نظائر آں بقیاس مخمس و مسدس فارسی محتاج بیاں نیست و فرق میانۂ اینہا و ہر چہ مذکور شد باعتبار عدد مصاریع است۔ و شعرائے زبان ریختہ مسمط را ہشت قسم ساختہ اند یعنی مثلثی براں زیادہ کردہ اند و آنرا بہ زبانِ خودشاں تکڑ بکسر تا و تشدید کاف و رائے ثقیل گویند۔ مثال یکے از ریختہ گویاں گفتہ۔ تکڑ

اگرچہ سیکڑوں اُس جا پہ بیٹھے گھر زن و مرد      نشد قتیل زیاراں کہ یک کس از سر درد

سرے بہ نعش من خستہ جاں بجنباند

و مثنوی مشہور است با حصر آں در ہفت بحر۔ یکی متقارب مثمن مقصور از روئے رکن آخریں یا محذوف از روئے رکن مذکور و ایں بحر مخصوص است بذکر محاربات

روزگار باشد و آں بر دو گونہ بود یا ابتدا بمدح کنند یا چیزے دیگر در چند بیت پیش از مدح گفتہ شود و من بعد بر سر مدح آیند و آنرا اگر یزنامند و ابیات مذکورہ را بحسب شہرت تمہید خوانند لیکن اہل تحقیق تشبیب گویند مطلقاً۔ خواہ آں ابیات متضمن ذکر شراب و شاہد و ایام جوانی باشد خواہ شامل بود احوال دیگر را۔ و بعضی فرق کردہ اند زیراکہ تشبیب نزد آنہا ہماں است کہ دراں ایام شباب و صحبت معشوق و کیفیت شراب ذکر کنند۔ و ہرچہ غیر آں گفتہ شود آنرا تشبیب نہ نامند و در قصیدہ ہم مانند غزل مطلع ضرورت است و باقی ابیات در مصاریع آخریں چوں غزل رجوع بقافیۂ مطلع نمایند و جائز است کہ در قصیدہ دو مطلع و سہ مطلع و زیادہ ازیں ہم در مدح ممدوح باشد و ایں حسن قصیدہ است۔ و فرد عبارت است از یک بیت بے قافیہ متضمن مثلے یا ورائے آں و وجہ تسمیہ خالی بودنش از قافیہ و عدم وقوع در غزلے یا قصیدۂ باشد۔ پس ثابت شد کہ ابیات غزل و قصیدہ را در حال واحد بودن آں فرد گویند اگرچنیں می بود کہ ہر ہر بیت بے قافیہ اطلاق فرد روا می داشتند قسمی جداگانہ چرا می بود و فرد گفتن بیشتر طریق قدما بودہ و اکثر ابیات غزل میرزا صاحب تبریزی علیہ الرحمہ مشبہ بہ فرد است۔ و رباعی مراد از چہار مصرعے است در وزنے کہ بیشتر در عروض مذکور شدہ و ازبسکہ مشہور است شرح آں تطویل بلا طائل است۔ و مسمط سوائے معنی لغوی کہ مفعول تسمیط است و آں گوہر بر رشتہ کشیدن باشد عبارت است از جمع شدن چند مصرع متحد القوافی در اصطلاح شعرا بایں صورت کہ اول مصاریع مذکورہ بیک قافیہ موزوں نمودہ مجموع را اول نامند باز چند مصرع دیگر متحد القوافی در قافیۂ دیگر گفتہ در مصرع آخر موافق شمار بند اول رجوع بقافیۂ اولیں نمایند۔ و مسمط بر ہفت قسم است۔ مربع و مخمس و مسدس و مسبع و مثمن و متسع و معشر۔ مربع عبارت است از کلامے کہ اول چہار مصرع متحد القوافی گفتہ آنرا بند اول نام نہند من بعد سہ مصرع متحد القوافی بہ تبدیل قافیہ

بیت جداگانہ افتد ترکیب بند نامند۔ مثل بند محتشم کاشی علیہ الرحمۃ۔ و ایں ترکیب بند اقسام دیگر ہم دارد۔ و مسدس مصطلح ریختہ گویاں ہم داخل آنست از آنجملہ است اینکہ بعد ہر بند مسمط از مربع تا معشر بیتے بقید قافیہ می آوردہ باشند وہم بند ہشت مصرع مثل مسدس ریختہ گویاں ازاں بیروں نیفتد و واسوخت وحشی ازیں قبیل است۔ و مستزاد بیشتر مراد از ملحق ساختن پارۂ از وزن رباعی باشد با ہر مصرع رباعی و ایں مشہور است و متقدماں پارۂ از وزن غزل با مصاریع غزل ہم الحاق نمودہ اند۔ و قطعہ مراد از بیتے چند است کہ در مصرع اول بیت اول آں قافیہ نباشد پس بناے قافیہ بر مصرع ثانی بیت اولیں بود و دیگر ابیات در قافیہ تابع ایں مصرع باشد۔ و بعضی قصیدہ مختصر را ہم قطعہ گویند این است اقسام نظم۔

---

دیگر مخفی نماند کہ ہر لفظے کہ در اُردو مشہور شد عربی باشد یا فارسی یا ترکی یا سُریانی یا پنجابی یا پوربی از روے اصل غلط باشد یا صحیح آں لفظ لفظ اُردو است اگر موافق اصل مستعمل است صحیح است و اگر خلاف اصل است ہم صحیح است صحت و غلطی آں موقوف بر استعمال پذیرفتن در اُردو است زیرا کہ ہر چہ خلافِ اُردو است غلط است گو در اصل صحیح باشد و ہر چہ موافق اُردو است صحیح باشد گو در اصل صحت نداشتہ باشد۔ اگر چہ پیش ازیں ہم ضمناً اشارتے بایں معنی کردہ شد لیکن دریں مقام تصریح آں بعمل می آید بالجملہ براے مثال لفظی چند نوشتہ می آید ہمیں قدر کافیست و حصر جمیع الفاظ از احاطۂ علم فقیر بیروں است و الفاظ مذکورہ مثل دلی و قند و سفیل و مُنصر و مُحکّر و چپار و مجاز و ماعنی و شیر و سیجا و وا و صفا صفا و ازرق چشم

سلاطین با سلاطین ۔ لیکن میر حسن مرحوم ریختہ گو قصۂ بنیظیر و بدر منیر را درہمیں وزن موزوں کردہ است و از حق نباید گذشت خدایش بیامرزد خوب گفتہ است ۔ دیگر ہزج مسدس مقصور الآخر یا محذوف الآخر ایں وزن خصوصیت دارد بذکر عاشق و معشوق شیریں خسرو نظامی و یوسف زلیخائے جامی درہمیں وزن است ۔ دیگر ہزج مسدس اخرب مقبوض مقصور الآخر یا محذوف الآخر مع الشرائط المذکورہ فی العروض ایں وزن ہم مانند قبل خود اختصاص بہ بیان حالات طالب و مطلوب دارد و لیلیٰ مجنوں نظامی ذٰلک من فیضی ناگوری درہمیں وزن است ۔ دیگر خفیف مخبون مقصور الآخر یا محذوف الآخر دریں وزن بیشتر مواعظ و حقائق و حکم مذکور شود و حدیقۂ حکیم سنائی غزنوی و سلسلۃ الذہب مولوی جامی درہمیں وزن است ۔ دیگر رمل مسدس مقصور الآخر یا محذوف الآخر دریں وزن ہم ذکر حقائق و حکایات علماء و اہل اللہ خوشنما است و بیان سوزش شوریدہ سراں ہم مخالف آں نیست ۔ دیگر رمل مسدس مخبون مقصور الآخر یا محذوف الآخر دریں وزن نیز ذکر بزرگان دین و ارباب حکمت پسندیدہ باشد تقطیعش اینست فعلاتن فعلاتن فعلن ۔ دیگر سریع مسدس مطوی مقصور الآخر یا محذوف الآخر ایں وزن سوائے ذکر حالات عاشق و معشوق طرفہ چیز است و مخزن اسرار نظامی و قران السعدین امیر خسرو در ہمیں وزن است ۔ سوائے اوزان مذکورہ مثنوی درہیچ وزنے دلچسپ نباشد برائے ہمیں اُستاداں محصور کردہ اند درہمیں ہفت وزن مثل اوزان رباعی کہ مخصوص است بہ رباعی الامیر ابو العال نجات صفاہانی در گل کشتی ایں حصر را برہم زدہ لیکن بردلہا نمی خورد ۔ و تشبیب ہمان است کہ در ذکر قصیدہ گذشت ۔ و ترجیع مراد از برگردانیدن بیتے بود بعد غزلے و مجموع را بند نامند ۔ لیکن اگر بعد ہر غزل ہماں یک بیت مکرر آید آنرا در اصطلاح ترجیع بند گویند ۔ و اگر بعد ہر بند

الف گل لالہ باشد بکسر لام۔ و برقا در اصل برقع بودہ است لیکن در اردو ہمان غلط
صحیح بود از سبب فصاحت و لفظ صحیح جز بر زبان دہاقین وقت تکلم در ہندی جاری نبود
و یا رغار بغیر کسرہ راء لفظ اول در اردو فصیح باشد۔ و پر قینچ معنی پر بریدہ اینجا قینچ بمعنی
قینچی مستعمل است۔ و شولا در اصل شعلہ است و آن قسمی از طعام باشد۔ و چنبل بجاے
چنبر است۔ و مہتابی بجاے مہتاب آتش بازی۔ و سیو بجاے سیب۔ و شنگرف بر وزن
مسطر ہمان است کہ در تحقیق تردید مذکور شد۔ و آبخورا بجاے آبخورہ لیکن در اردو
لفظ مذکور بر اصل خود نیز کثیر الاستعمال است۔ و قلفی بجاے قفلی۔ و قدر بحرکت حرف
دوم بمعنی مرتبہ بجاے قدر بسکون حرف دوم۔ و کلاک بحرکت لام بجاے کلک بسکون
آن۔ و عمد بحرکت حرف دوم بجاے عمد بسکون حرف دوم۔ و عذر بحرکت حرف دوم بجاے عذر بسکون حرف دوم و صدر بمعنی صدر بحرکت
حرف دوم بجاے صدر بسکون دوم۔ و تہی در اصل صحیح است و در کتابت الفاظ
صحیحہ غلط مستعمل شدہ و زبان اردو مختلف است و در بعضی الفاظ رعایت اصل
ملحوظ دارند و در بعضی نہ۔ ظاہر است کہ طرح بحرکت و سکون حرف دوم بمعنے
روش و آئین در اردو مستعمل شدہ لیکن در کتابت مراعات اصل بکار برند یعنی با طا
و حا نویسند و شصت را ہندی نمودہ بجاے صاد سین و بجاے حاء حطی ہاء ہوز آرند و
حا آخرین نیز محذوف نمایند و بنوعیکہ در عربی توالی حرکات اربعہ در یک کلمہ ممنوع
است در ہندی توالی حرکات ثلاثہ ہمین حال دارد مثل شرف النساء کہ بسکون را
تلفظ آن نیکو باشد و بفتحہ آن غلط و پر مکروہ گو در اصل صحت دارد۔ ہمچنین شکرانہ بفتحہ
شین و بسکون کاف۔ و نظروں میں بسکون ظا و واو عطف۔ در دو لفظ ہندی
یا مختلفین مثل کسرۂ اضافت ہم غلط است لیکن در عبارت فارسی وقت بیان حقیقت
چیزہا ہر دو صورت جواز دارد چون این عبارت کہ چھوچھو ہو جاو و کافور ہو جاؤ ہر دو
در اردو بمعنی بیان سے جاؤ باشد و چھوچھو ہو جاؤ اور کافور ہو جاؤ نیز جائز باشد و اضافت

و اَنّا و لنگّا و تانبا و تنبورا و پیالا و ستارا و گل لالا و برقا و یار غار و الست و التوکلی و پر تیغ و شولا و چنبل و مہتابی و سیو و شنگرف و آبخورا و قلفی و قدر و کلاف و غدر و قدر و عذر و سہی۔ و ہم چنیں پیدا است کہ دلی دہلی است لیکن اگر سوائے شعر یا عبارت فارسی در وقت اختلاط بہ زبان ہندی بر زبان کسی میگذرد باعث بر خراش سمع سامعان می شود۔ فند در اصل فن است لیکن اعتراض بفند بمعنی مکر و عذر نمیرسد و سفیل در اصل فصیل است و در استعمال قابلیت دستگاہ اہل ہمین است لیکن ہر چہ بر زبان قابل و نا قابل میگذرد و سامعہ پسند اہل اردو است سفیل است گو غلط باشد۔ و منصر منحصر است در اصل و این از زبان بعضی زنان و مردان مسموع است و زبان اہل لیاقت و استعداد منحصر است لیکن منصر ہم سامعہ خراش نیست۔ و محکر بروزن مفعل بفتح است ہندی بمعنی گردش کنندہ این تصرف اگرچہ بتقلید عربیان غلط محض است لیکن صحیح است زیراکہ در اردو مروج است۔ و ہمچنیں جپاڑ بصیغۂ مبالغہ بمعنی چوپڑ باز۔ و مجاز بجائے مزاج لفظ جاہلان است مثل منصر۔ و ناعنی بجائے معنی لفظ فصیح و مستعمل زبان دانان اردو است و در اصل غلط است و معنی با یاء معروف و با الف در آخر در اصل صحیح لیکن خلاف اردو واقع می شود و آنچہ مستعمل اردو است ہمان لفظ غلط است یعنی ماعنی۔ و شیر بروزن خیر بجائے شعر در استعمال اہل اردو است و بفتحۂ حرف اول بروزن جد یعنی شعر لہجۂ دہاقین باشد۔ و بجاوا بجائے بزاوہ کہ تنور خشت پزان است۔ و صفا صفا بمعنی صفائی یعنی خالی شدن نیز غلط است لیکن در اردو ہمیں مستعمل۔ و ارزق چشم در اصل بتقدیم زای بر راء است لیکن در اردو ہمیں فصیح است کہ گفتہ آمد۔ و انا در اصل آنکہ۔ و تکا اتکہ بودہ است و تانبا بجائے طعمۂ باز وغیرہ۔ و پیالا و ستارا بجائے پیالہ و ستارہ و ہاء در آخر جمیع الفاظ فارسی در اردو با الف مبدل شود۔ و گل لالا بسکون لام بعد گاف و تبدیل ہا با

در دو لفظ ہندی و فارسی ہم درعبارت صحت دارد مثل چھوچھو ہوجا و بمعنے جاؤ صحیح باشد۔ و اعلان نون در شعر ہندی در صفت و مضاف الیہ اگر با مضاف و موصوف مذکور شوند غلط باشد۔ مثل دیدۂ گریاں و سرو گلستاں کہ اینجا اعلان نون غلط است۔ فقط

قطعہ تاریخ اتمام ایں کتاب از مؤلف مع عبارتے خارج از کتاب بہ ختم یکی از نسخے موجودہ دیدہ شد بعینہ نقل می شود۔ قطعہ تاریخ تکمیل ایں کتاب در قواعد اردو حسب ارشاد جناب عالی متعالی وزیر الممالک ناظم الملک یمین الدولہ نواب سعادت علیخاں بہادر تصنیف احقر العباد راجی اللہ المستعان سید انشاء اللہ خاں چنیں بسلک نظم آورد۔

چوں حسب حکم ناظم ملک و جہانیاں نواب مستطاب وزیر فلک جناب
شد منتظم قواعد اردو بسلک نظم اردوے ناظمی شدہ تاریخ ایں کتاب
یک ہزار و دو صد و بست و سہ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم

محصول ڈاک ہر صورت میں ذمۂ خریدار ہوگا

## فلسفۂ اجتماع

مسٹر عبدالماجد بی اے مصنف فلسفۂ جذبات نے علم النفس کی یہ دوسری کتاب انجمن کے لیے لکھی ہے جس کا انگریزی ایڈیشن تھوڑے سے تغیر کے ساتھ انگلستان کے مشہور کارخانہ مشرافون کمپنی کے یہاں چھپا ہے۔ فلسفۂ جذبات میں جہاں افراد انسانی کے نفسیاتی ادراک اور اس کے زیر اثر جو افعال سرزد ہوتے ہیں اُن سے بحث کی گئی تھی۔ وہاں فلسفۂ اجتماع میں اُن کیفیات و حسیاتِ نفس کا بیان ہے جو مجامع اور اُن کے اثرات سے پیدا ہوتی ہیں۔ اس میں فاضل مصنف نے بڑی خوبی و امثال کے ساتھ اُن تعلقات کا ذکر کیا ہے جو لیڈروں اور عوام میں پایا جاتا ہے۔ قیمت غیر مجلد عہ، مجلد عمر

## البیرونی

اس میں مسٹر سید حسن برنی بی اے (علیگ) نے بڑی کوشش و جستجو سے علامہ ابوریحان برنی کے حالات جمع کیے ہیں اور اس علامہ اجل کی سوانحعمری مرتب کرکے اہل ملک کو کتاب الہند کے مصنف کی زندگی کے اہم واقعات اور اُس کے کمال ذوق علمی اور طالبعلمانہ تجسس و تلاش سے آشنا کردیا ہے جس کے مطالعہ سے اس بات کا کسی قدر اندازہ ہوسکتا ہے کہ کسی علم و فن کے حاصل کرنے کے لیے کس درجہ استقلال، ہمت اور جفاکشی کی ضرورت ہے۔ بیرونی کی حقیقی عظمت کا زیادہ صحیح احساس اردو خواں اصحاب کو اس وقت ہوسکے گا جب کتاب الہند کا ترجمہ ہماری زبان میں ہوجائے گا مگر اس نسبتاً مختصر سوانحعمری اور تبصرہ سے بھی ایک حد تک اُس جلیل القدر محقق کے مرتبہ و مدارج کمال کا اندازہ ہوجائیگا
قیمت مجلد عمر

## طبقات الارض

مولفہ جناب مرزا مہدی خاں صاحب کوکب۔ اس کتاب میں علم طبقات الارض کے بنیادی اصول اور اُس کے تمام اجزا نہایت شرح و بسط کے ساتھ درج کیے گئے ہیں اور اُس کی علمی اصطلاحات جو خاص طور پر وضع کی گئی ہیں اُنکی فرہنگ آخر میں شامل کردی گئی ہے۔ قیمت عمر

---

ان مطبوعاتِ انجمن کے علاوہ اگر شائقین علم ادب کو کسی دوسری کتاب کی ضرورت ہو تو وہ بازار سے خرید کر شامل کردی جائے گی اور اس خدمت کے لیے خریداروں سے کوئی معاوضہ نہیں لیا جائے گا۔ لکھنؤ میں جو اُردو علم ادب کی اشاعت کا سب سے بڑا مرکز ہے، تقریباً سب اعلیٰ درجے کی اور مستند و مشہور کتابیں مل جاتی ہیں جو کسی دوسرے مقام پر ہر وقت دستیاب نہیں ہوتیں۔ اس لیے شائقین کو ہمارے ذریعہ سے کتابیں منگانے میں آسانی اور کفایت ہوگی۔

**ملنے کا پتہ:-** مہتمم دارالاشاعت انجمن ترقی اردو، وکٹوریہ نیشن ہال۔ چوک لکھنؤ